بسم اللہ الرحمن الرحیم

روح الاسلام

تالیف

صاحبزادہ ظہیر الدین نقشبندی صدیقی نیریؒ
آزاد کشمیر

ناشر: انجمن محی الاسلام صدیقیہ
12 - ڈکوٹہ روڈ ڈاکسن برمنگھم (برطانیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (القرآن)

صدق اللہ العظیم

روح الاسلام

تالیف

صاحبزادہ ظہیر الدین نقشبندی صدیقی نیروی

آزاد کشمیر

ناشر: انجمن محی الاسلام صدیقیہ

12 - وکٹوریہ روڈ آسٹن برمنگھم برطانیہ

marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــ روح الاسلام

مصنف ـــــــ صاحبزادہ ظہیر الدین نقشبندی صدیقی
دربار عالیہ نیریاں شریف. آزاد کشمیر

مقالہ خصوصی ـــــــ تصوف اور تعمیر انسان
مفتی عبدالرسول منصور سیالوی ازہری
ریڈنگ ۔ برطانیہ

نظر ثانی ـــــــ مولانا شمس الدین نقشبندی ۔ ساہیوال

کتابت ـــــــ عبدالجبار طارق خوشنویس ساہیوال

تعداد ـــــــ ایک ہزار

مطبوعہ ـــــــ

ناشر ـــــــ انجمن محی الاسلام صدیقیہ
۱۲۔ وکٹوریہ روڈ آسٹن برمنگھم ۔ برطانیہ
ـــــــ ابن عباس اکیڈمی
ریڈنگ ۔ برطانیہ

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھدیہ

بعالی جناب دلیلِ ربانی مرشدِ روحانی حق آگاہ حق نما حق رسا خواجہ غلام محی الدین نقشبندی غزنوی نیروی رحمۃ اللہ علیہ جن کی قوتِ ایمانی اور روحانی توجہ نے بندگانِ خدا کے قلوب میں قربِ خدا اور حبِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوت جگا کر کاروانِ اسلام میں نئی روح پھونک دی۔

جن کی نظر کیمیا اثر سے تلاشِ حقیقت میں سرگرداں مسافر یقین محکم اور عملِ پیہم سے ہمکنار ہوتے چلے گئے۔ جن کے ایثار و خلوص۔ زہد و تقویٰ۔ علم و عمل اور فقرِ غیور سے وادئ کشمیر میں عرفانِ الٰہی کے چشمے بہہ نکلے۔ جن کے خصوصی فیضان سے "روح الاسلام" کی جلد اوّل معرضِ وجود میں آئی۔ خاکسار اس سعادت کے بعد آپ کے روحانی لطف و کرم سے اپنی کشتِ ایماں میں مزید بہار و نکھار کا متمنی ہے۔

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

نیاز کیش، صاحبزادہ ظہیر الدین نقشبندی نیروی

۱۰ ذوالقعدہ ۱۴۱۶ھ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ برمنگھم۔ برطانیہ

marfat.com

تاثرات

ایک حقیقت ــــ ایک جائزہ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام میں عبادات کا مقصدِ وحید جہاں خدائے بزرگ و برتر کی بندگی ہے وہاں فرد کی روحانی و جسمانی تربیت بھی مقصود و مطلوب ہے۔ اصحابِ صُفّہ کے مقدس و معطر چبوترے کے دامن سے اٹھنے والی خوشبو آج کے گئے گزرے دَور میں بھی مشامِ جاں کو معطر کئے ہوئے ہے اور اسلام کی آفاقی سچائیوں کا پرچم اٹھائے ہوئے ہے۔

سلوک و تصوف فرد کے سفرِ باطن ہی کی واردات نہیں بلکہ یہ اس کی خارجی زندگی حتیٰ کہ سیاسی بیداریوں میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کی کسی سیاسی تحریک کا تجزیہ کیوں نہ کر لیں یہ خوشگوار حیرت ہم پر منکشف ہو گی کہ سلوک و تصوف کے مراکز سے اکتسابِ فیض کے بغیر کوئی دینی یا سیاسی تحریک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکی

marfat.com

اور نہ ہو سکتی ہے۔

تصوف قرآن و سنت ہی سے روشنی اخذ کرتا ہے۔ فرد تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کے مراحل سے گزرتا ہے اور اسے کیفِ سرمدی حاصل ہوتا ہے۔ یہی کیفِ سرمدی سلوک و تصوف کے عظیم روحانی سلسلوں کی آبرو ہے۔ تصوف تقویٰ اور نیکی کی ایک روحانی تحریک کا نام ہے۔

ایک مدت سے یہ بات بندہ کے علم میں آچکی تھی کہ "تصوف و سلوک" مفید اور سراسر خیر و برکت والا علم ہے۔ معرفتِ خداوندی اور فلاحِ دارین کے لئے جس کی افادیت و اہمیت مسلّمہ ہے مگر بایں ہمہ مجھے اس کی حقیقت و حقانیت، اس کے ٹھوس دلائل، براہین قاطعہ اور اس کی گہرائی تک رسائی حاصل نہ ہو سکی۔ اس سلسلہ میں نہ تو کسی ایسی کتاب کو زیرِ مطالعہ لانے کا موقع ملا جو تصوف کا گنجینہ ہو اور نہ ہی کسی روحانی شخصیت سے بالمشافہ تفصیلی گفتگو کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اگر کبھی اس مقدس علم سے شناسا ہونے کے لئے پیش قدمی کرتا تو عدیم الفرصتی آڑے آجاتی اور یوں میرے عزائم دھرے کے دھرے رہ جاتے۔ نتیجتاً

marfat.com

میں تصوف کا قائل ہونے کے باوجود اس سے کما حقہ،
مستفیض و مستفید نہ ہو سکا بلکہ دوری و محرومی کا شکار رہا۔
ایک دو بار تو منکرِ تصوف سے گفتگو کرتے وقت ندامت کا
سامنا کرنا پڑا جس کا مجھے بیحد قلق تھا۔ ہاں اگر کہیں تصوف کا
تذکرہ ہوتا یا اسکی کوئی کرن نظر آتی تو اس کی تحصیل کے لئے
آتشِ شوق تیز تر ہو جاتی۔

الحمد للہ! بمطابق کل امر مرهون باوقاتها
وہ ساعت آپہنچی جب رحمت و برکت کا باب وا ہوا۔ وہ یوں
کہ استاذِ مکرم حضرت قبلہ مفتی عبدالرسول صاحب منصور
ازہری سیالوی دامت برکاتہم العالیہ نے فراستِ ایمانی
سے بندہ کی تشنگی کو بھانپتے ہوئے ریڈ برطانیہ سے حضرت
صاحبزادہ ظہیر الدین نیروی دامت فیوضہم کی تصنیفِ مبارکہ
"روح الاسلام" کا مسودہ برائے نظرِ ثانی ارسال فرما کر
میرے لئے تسکینِ قلب کا سامان فراہم کر دیا۔ حضرت
مفتی صاحب کے خصوصی تصرف سے میری کیفیت کچھ اس
طرح ہو گئی کہ میرے پاس جرأتِ انکار رہی اور نہ راہِ فرار۔
تمام راہوں کو مسدود پا کر تعمیلِ حکم کے لئے کمر بستہ ہو گیا

marfat.com

اور انتہائی غور و خوض، خصوصی انہماک اور پوری لگن سے کتاب کو بالاستیعاب کئی مرتبہ پڑھ ڈالا جس کے تاثرات درج ذیل ہیں۔

کتاب کی ابتداء میں استاذ الادب قبلہ مفتی عبدالرسول صاحب منصور ازہری کا تحریر کردہ تحقیقی و مدلل خصوصی مقالہ "تصوف اور تعمیرِ انسان" نہ صرف کتاب کی عظمت کو چار چاند لگا رہا ہے بلکہ یہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب نے نظرِ ثانی کا حکم صادر فرما کر میری روحانی تربیت فرمائی اور اس کارِ خیر میں مصروف کر کے ایک اور عظیم احسان کر دیا کیونکہ میری علمی استعداد حضرت کی نظرِ شفقت کا ثمرہ ہے ورنہ "من آنم کہ من دانم"

منت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمی کنی
منت ازو شمار کہ او بخدمت بداشتند

جناب مفتی صاحب اور صاحبزادہ صاحب نے تصوف پر اٹھنے والے اعتراضات کے ایسے مسکت اور دندان شکن جواب دیئے ہیں کہ ہر اعتراض کی دھجیاں بکھر گئیں اور منکرینِ تصوف کو راہِ فرار اختیار کرنے کے سوا چارہ نہیں۔

marfat.com

دورانِ مطالعہ جہاں معلوماتِ تصوف کا ذخیرہ بندہ کو میسر آیا وہاں اس کے مصنف کی علمی صلاحیت۔ تصوف سے شغف اس پر عبور حاصل کرنے کا سلیقہ، قلم و قرطاس سے وابستگی اور ان کے وسیع المطالعہ ہونے کا اندازہ بھی ہوا۔

صاحبِ کتاب نے انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی سے کام لیا ہے جس کا اندازہ عنوانات اور ان کے دلائل سے لگایا جا سکتا ہے۔ میں خود تصوف کی ماہیت اور اس کے ٹھوس دلائل سے آشنا ہوا۔

کتاب سے مصنف کی پُرخلوص کاوش محنتِ شاقہ اور قال سے زیادہ حال کی کیفیت عیاں ہے۔ الامر فوق الادب کے تحت کئی مقامات پر ترمیم و تنسیخ اور موزوں اضافہ کیا گیا ہے۔ قارئین اسے مفید پائیں گے۔

امید ہے انشاء اللہ تشکیک و اضطراب کے اس پُر فتن دَور میں یہ کتاب میری طرح تصوف سے نابلد بے شمار لوگوں کے لئے نشانِ منزل ثابت ہو گی۔ میں نے چند اصلاحاتِ تصوف کتاب کے آخر میں درج کر دی ہیں جو اس علم سے وابستہ حضرات کی معلومات میں اضافہ کا موجب ہوں گے۔

marfat.com

کتاب کا طرزِ تحریر شستہ عام فہم اور ادبی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اس کے مآخذ اور مراجع کی فہرست پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے اس مقصد کے لئے تفاسیر و احادیث اور کتبِ تصوف کے کن کن ذخائر تک رسائی حاصل کی ہے۔

الغرض! یہ تازہ تصنیف روحانی تحریک کے مختلف پہلوؤں سے بحث کرتی ہے۔ ورق ورق پر علم و حکمت کے موتی بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ روحانی تربیت کی ایک گائیڈ بک ہے جو روحانیت کے سفر میں قدم قدم پر تلاشِ حق میں نکلے ہوئے قافلوں کی اجتماعی اور انفرادی دونوں سطحوں پر رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ کتاب میں فاضل مصنف نے اسلامی تاریخ کے آئینے میں تصوف و احسان کے مقام سے بحث کرتے ہوئے جا بجا قرآن و سنت سے استدلال کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"وہ علم جو ان کیفیات کی تشریح کرتا ہے اور ان کے حصول کے لئے رہنمائی کرتا ہے اس کو فقہ باطن قرار دیا جا سکتا ہے یہی تزکیہ و احسان کا نظام اصطلاحاً تصوف کہلاتا ہے۔"

marfat.com

کتاب میں بتایا گیا ہے کہ عہدِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور دَورِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اصول ہائے تصوف کیا تھے۔ انہوں نے خلوت نشینی سے تصورِ شیخ تک مختلف امور و مسائلِ تصوف کا جائزہ لیا ہے۔ مصنف کا اسلوب دلکش اور خوبصورت ہے۔ فلسفیانہ مسائل کو اس طرح بیان کرتے چلے گئے ہیں کہ قاری کے ذہن سے شکوک و شبہات کی گرد ڈھلنے کے بعد اسے ایقان کی دولت بھی نصیب ہوتی ہے۔

تصوف کے ڈانڈے یار لوگوں نے ہندو ازم سے ملا کر اس کا چہرہ مسخ کرنے کی کوشش کی ہے خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں انگریز کے سایۂ التفات میں پلنے والے مذاہب نے اسلامیانِ ہند کے روحانی رَت جگوں پر شب خون مارنے کی سعی کی۔ لیکن وہ اپنی سازشوں میں ناکام رہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ خانقاہی نظام کو بحال کر کے فرد کے ظاہر و باطن کا منظر نامہ صبحِ پُر نور کے اجالوں سے تحریر کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ آج پورے عالمِ اسلام میں مسلم امہ اسلامی تشخص کی تلاش میں ہے۔ اسلامی تشخص

marfat.com

کی تلاش قلب و نظر میں روشنی کے چراغ سجائے بغیر ممکن نہیں۔ ہر طرف گھپ اندھیرا ہے اور قرآن وسنت کی سرمدی تعلیمات پر مبنی تصوف کے احیاء کے بغیر اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

تصوف ایک عظیم روحانی قوت ہے۔ یہی روحانی قوت عالمی سطح پر مسلم امہ کو باطل استحصالی طاقتوں کے خلاف صف آرا ہونے پر آمادہ کر سکتی ہے۔ وسط ایشیاء سے انڈونیشیا تک بیداری کی ایک لہر دوڑ سکتی ہے۔ یہی روحانی بیداری کی لہر سیاسی بیداریوں کا پیش خیمہ ثابت ہو کر مسلم امہ کو اس کا کھویا ہوا وقار دوبارہ دلا سکتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ کریم اس نادر روحانی تحفہ کو تصوف و معرفت اور روحانیت کے متلاشی و شیدائیوں کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ خواص و عوام تصوف کے صحیح معنوں سے روشناس ہونے کے علاوہ اس سے استفادہ کر کے عرفانِ خداوندی کی دولت سے بہرہ مند ہوتے رہیں اور اس عظیم کارکردگی پر مصنف کو اللہ تعالیٰ اجرِ جزیل کی نعمت سے مالا مال فرمائے۔

marfat.com

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب ۔ وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم ۔ آمین

ابو بلال شمس الدین نقشبندی

ساہیوال ۔ پاکستان

۲۲ رجون ۱۹۹۶ء بروز ہفتہ

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقالہ خصوصی

تصوّف اور تعمیرِ انسان

اسلامی تصوّف کیا ہے؟

○ امام ابن جوزی کا بیان ہے کہ ابوبکر بن مناقب نے شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے تصوّف کی حقیقت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

"اَلخُرُوجُ عَن کلّ خُلقٍ ردیٍّ والدخُول فِی کلِّ خُلقٍ سنیٍّ"

"ہر بُری عادت سے اجتناب اور ہر عمدہ خصلت سے ہمکنار ہونے کا نام تصوّف ہے"۔

اسی معنوی اعتبار سے اسلامی تصوّف روحِ اسلام، پاکیزہ زندگی کا ہدف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے قول اَلدِّین حُسن الخُلق کا مصداق قرار پاتا ہے۔

○ امام ابنِ قیم نے بھی یہی بات کہی ہے وہ لکھتے ہیں۔

marfat.com

وَاجتمعت کلمةُ النَاطِقِینَ فی ھٰذا العلم علیٰ اَنّ التصوف ھو الخُلق۔

اس علم میں کلام کرنے والوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ تصوف خلق ہی کا نام ہے۔

○ شیخ احمد بن عجیبہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ اس علم کا تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں۔

التصوف ھو علم یُعرفُ بہٖ کیفیّةُ السّلُوکِ اِلیٰ حضرة مِلك المُلُوكِ و تصفیةُ البواطن من الرذائل و تحلیتھا باَنواع الفضائل وَ اَوّلُہٗ علم و وَسطُہ عمل و آخرہ موھبة۔

(معراج التشوف الی حقائق التصوف)

"تصوف وہ علم ہے جس سے بواطن نفس، روح، دل کا بری عادات سے تصفیہ، مکارمِ اخلاق سے تعمیر و تزئین اور مالکِ حقیقی کی بارگاہ میں سلوک اور حاضری کی کیفیت کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ اس کا آغاز علم ہے، انجام عطا و بخشش اور ان کے درمیان عمل ہے۔

○ حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری

marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محمد بن احمد المغری کے حوالے سے تصوف کی اصطلاحی تعریف یوں بیان کی ہے۔

التصوف اِقامۃُ الاَحوالِ مَع الحقِ (کشف المحجوب)

تصوف احوال کو حق تعالیٰ کے ساتھ قائم رکھنے کا نام ہے۔ یعنی تصوف اس طرزِ زندگی کا نام ہے جس میں بندہ غیر اللہ سے منہ موڑ کر اپنے معبود و محبوبِ حقیقی کے ساتھ بے لوث رشتہ قائم کر لیتا ہے۔ نتیجتہً اس تعلقِ بندگی سے اسے وہ روحانی لذت و انبساط اور لطف و کیف نصیب ہوتا ہے جسے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی زبان حقیقت ترجمان نے اس طرح ادا کیا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

○ دورِ حاضر کے عظیم مفکر علامہ طاہر القادری حقیقتِ تصوف میں لکھتے ہیں: "حق بات تو یہ ہے کہ تصوف سراسر حال سے عبارت ہے اور اس کی ماہیت و حقیقت کا ادراک محض قال سے ممکن نہیں"۔

○ امام الاتقیاء سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

ارشاد فرماتے ہیں۔

التصوّف الصِّدق مع الحق وحُسنُ الخُلق مَع الخلق

(غنیۃ الطّالبین)

"تصوّف حق کے ساتھ سچائی ہے اور مخلوق کے ساتھ بھلائی سے پیش آنے کا نام ہے۔"

○ قطب مصر شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ تصوّفِ اسلامی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

التصوّف تدریب النفس علی العبودیّۃ وردّھا لاحکام الرّبوبیّۃ۔ (حقائق عن التصوف مطبوعہ لندن)

"نفس کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا عادی بنانے اور اسے خدائی احکام کی طرف لوٹانے کا نام تصوّف ہے۔"

○ شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے تصوّفِ اسلامی کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

التصوّفُ علم تعرفُ بِہٖ احوالُ تزکیۃِ النفوسِ وتصفیۃُ الأخلاقِ وتعمیرُ الظاھر والباطن بنیل السعادۃِ الأبدیّۃ۔

(حاشیہ رسالۃ القشیریّۃ ص۲)

marfat.com

"تصوف ایسا علم ہے جس سے ابدی سعادت کو پانے کی خاطر ظاہر و باطن کی تعمیر تصفیۂ اخلاق اور تزکیۂ نفوس کے مدارج کی معرفت نصیب ہوتی ہے"۔

○ شیخ ابو العباس احمد رزوق فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

التصوفُ علم قصدَ لِاصلاحِ القلوبِ و اِفرادِھا لِلّٰہ تعالیٰ عمّا سِواہ۔ (قواعد التصوف قاعدہ ۱۳)

"تصوف ایسا علم ہے جس سے مقصود دلوں کی اصلاح اور انہیں صرف ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے خاص کرنا ہے"۔

اصفیاء کون ہیں؟

○ عظیم مؤرخ علامہ ابنِ خلدون رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء اور تصوف اسلامی کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بأنہ العکوفُ علی العبادۃِ والانقطاعُ اِلیٰ اللّٰہِ تعالیٰ والِاعراضُ عن زُخرفِ الدنیا و زینتِھا والزھدُ فیما یُقبل علیہ الجمھورُ مِن لذۃٍ ومالٍ وجاہٍ والِانفرادُ عن الخلقِ فی الخَلوۃِ للعبادۃِ وکانَ ذالک

marfat.com

عاماً فی الصحابۃِ وَالسّلفِ فلما فشا الإقبال عَلی الدُنیَا فی القرنِ الثانی للھجرۃ وما بعدہٗ جنم الناس اِلی مخالطۃِ الدنیا اختصّ المُقبلوُن علی العبادۃ باسم الصوفیۃِ والمتصوفۃِ۔

(مقدمہ ابن خلدون صہ ۴۶۷)

" تصوف عبادت پر استقامت اللہ ہی کا ہو کر رہنے دنیا اور اس کی زیب و زینت سے منہ موڑ لینے عامۃ الناس جس چیز کے شیدائی ہیں یعنی لذتِ مال اور جاہ و جلال اس سے بے رغبتی اختیار کرنے اور عبادت و ریاضت کے لئے خلق سے خلوت انتہائی پسند کرنے کا نام ہے اور یہ چیز صحابہ کرام اور اسلافِ عظام میں بالعموم پائی جاتی تھی مگر جب تابعین اور ان کے مابعد ادوار میں لوگوں کی توجہ دنیا کے مال و متاع پر مرکوز ہونے لگی تو عبادت و ریاضت پر قائم رہنے والی جماعت کو صوفیہ اور متصوفین کے نام سے مختص کر دیا گیا۔

○ ابو النصر السراج شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء اسلام کے متعلق یوں فرماتے ہیں۔

انّ لِلصُّوفیۃِ تخصیصاً بِمَکَارِمِ الأخلاقِ والبحثِ

marfat.com

عَن مَعَانِی الْاَحْوَالِ وَفَضَائِلِ الْاَعْمَالِ اِقْتِدَاءِ بِالنَّبِیِّ وَصَحَابَتِہٖ وَمَن تَبِعَھُمْ وَھٰذَا کُلُّہٗ مَوجُودٌ عِلمُہٗ فِی کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔

(کتاب اَللَّمع دارالکتب الحدیثہ بمصر)

"بے شک صوفیاء کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہ اور تابعین کی اقتداء اور پیروی میں رہتے ہوئے اعمالِ صالحہ کے فضائل احوالِ قلبی کے معانی میں تحقیق کرنے اور اخلاقی خوبیوں کے ساتھ متصف ہونے میں امتیازی مقام رکھتے ہیں اور یہ پورے کا پورا علم کتاب اللہ میں موجود ہے"۔

تصوفِ اسلامی کے عنوان پر قدیم اور مستند کتاب اللمع کا یہ اقتباس اس حقیقت پر شاہد و عادل ہے کہ اسلامی تصوف وہ عظیم علم ہے جس کی بنیاد قرآن مجید اور سنّت سیّدالمرسلین کے فیضان پر قائم ہے۔ اسے دینِ اسلام میں بدعت یا انسانی ذہن کی اختراع قرار دے کر مسترد کر دینا حقیقت سے گریز اور فہم و فراست سے عاری ہونے کی علامت ہے۔

○ شیخ ابراہیم محمد البطاوی زید مجدہٗ اپنے قلم حق رقم سے صوفیاء اسلام کے بارے یوں رقمطراز ہیں۔

marfat.com

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ ۔ (سورہ نور ۳۷)

"ایسے مرد (مومن) کہ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت اللہ کی یاد، اقامتِ صلوٰۃ اور ادائیگی زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا ارشاد ہے۔

ما من رجل ینعش بلسانہ حقًّا فیعمل بہ من بعدہ اِلّا أجری اللّٰہ علیہ أجرہٗ الٰی یوم القیامۃ ثم وفّاہ اللّٰہ تعالٰی ثوابہٗ یوم القیامۃ۔

(رواہ احمد فی المسند)

"جو شخص اپنی زبان سے حق کو بلند کرنے کے بعد اس پر عمل پیرا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کا اجر قیامت تک جاری فرماتا ہے پھر قیامت کے روز اسے مکمل طور پر اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔"

یہی وہ لوگ ہیں جو زہد و تقویٰ اور اخلاص و احسان کی منزل پر فائز ہیں۔ اسی مقام کو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

marfat.com

اَن تعبدَ اللّٰہ کاَنک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ۔ (مشکوٰۃ)

(احسان یہ ہے کہ) تُو خدا کی اس طرح عبادت کرے گویا کہ تُو سے دیکھ رہا ہے ۔ تو اگر تُو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے ۔

(مقالہ الرباط والمرابطہ لاھل التصوف)

اسلامی تصوّف اور عرب مفکّرین

○ مصر میں سلسلہ شاذلیہ کے امام، فکری اور روحانی جماعت العشیرۃ المحمدیہ کے قائد اور روایتِ حدیث میں راقم الحروف کے شیخ جناب محمد زکی ابراہیم متّعنا اللّٰہ لطولِ حیاتہٖ اپنی فکرِ متین کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

المقصودُ بالتصوف الاسلامی یُعرف من تعریفاتہٖ الکثیرۃ التی فتلخّص کلّھا فی ان التصوف ھو التخلّی عن کلّ رذیٍ والتحلّی لکلّ سنی سلوکًا الی مراتب القرب والوصولِ فھو اِعادۃٌ بناء الانسان وَرَبطُہٗ بمولاہ فی کُلِّ فکرٍ وقولٍ

وعملٍ ونيّةٍ وفي كلّ موقعٍ من مواقعِ الانسانيّة في الحياة العامّةِ ويمكن تلخيص هذا التعريف في كلمة واحدة. هي التقوىٰ في ارقى مُستوياتِها الحسيّة والمعنويّة فالتقوىٰ عقيدة وخلق فهي معاملة الله بحسن عبادة و معاملة العباد بحسن الخلق وهٰذا الاعتبار هو ما نزل به الوحي على كلّ نبي وعليه تدور حقوق الانسانيّة الرفيعة في الاسلام. و روح التقوىٰ هو التزكّي. وقد افلح من زكّاها.

(التصوف الاسلامی بعض ماله وماعلیه)

"تصوفِ اسلامی کا مقصود اس کی بہت سی تعریفات سے پہچانا جاسکتا ہے۔ ان تمام تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر بُری عادت سے اجتناب اور ہر عمدہ صفت سے ہمکنار ہو کر وصول اور قربِ الٰہی کے مراتب کو طے کرنے کا نام تصوف ہے۔ بالفاظ دیگر تصوف انسانی سیرت کی تعمیر کا کام دیتا ہے۔ وہ ہر قول و عمل اور فکر و نیت بلکہ انسان کی پوری عملی زندگی میں اس کا رابطہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ استوار رکھتا ہے۔ اس تعریف کو

marfat.com

اگر ایک کلمہ میں بیان کرنا ہو تو یوں کہہ لیں کہ تقویٰ جب اپنے حسی اور معنوی مقامات میں سب سے اونچا درجہ حاصل کر جائے تو تصوف کہلاتا ہے۔ پھر تقوایٰ عقیدہ اور خلق سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ عبادت سے معاملہ کرنا اور اس کے بندوں کے ساتھ حسنِ خلق کا رویہ اپنانا۔ اسی اعتبار سے ہر نبی پر وحی کا نزدل ہوا اور اسی منہاج پر اسلام میں انسانی حقوق کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ پھر تقویٰ کی روح "تزکی" (پاک اور ستھرا ہونا ہے)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے" بے شک کامیاب ہوا وہ انسان جو ستھرا ہوا اور بے شک فلاح پائی اس نے جس نے نفس کو ستھرا کر لیا"۔

استاذِ مکرم اسی کتاب کے صفحہ ۴۶ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

"اے عزیز بیٹے تصوفِ اسلامی ایسا تجربہ ہے جو تجھے ذوقِ صفاء مشاہدہ زمین پر خدائی نیابت اور سترِ ذات کی معرفت کے مقام تک پہنچا دیتا ہے۔ مگر یہ فیض علم و عبادت کے راستے سے ہو کر آتا ہے جسے تُو خود ہی محسوس کر سکتا ہے جیسے تُو کسی اور انسان کی آنکھ سے دیکھ نہیں سکتا اسی طرح اس روحانی ثمر کو تیرے لئے کوئی اور چکھ نہیں سکتا۔ کیا تُو اس

marfat.com

بات کی ہمت رکھتا ہے کہ سیب کو کھائے بغیر اس کا ذائقہ پہچان سکے یا شہد کو زبان سے لگائے بغیر اس کی حلاوت سے نفع حاصل کر سکے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ طعام اور مشروب تناول کئے بغیر صرف تصور و خیال سے ہی پیاس بجھ جائے اور شکم سیری حاصل ہو جائے۔

یوں ہی اس روحی تجربہ میں نہ صرف علم کام دیتا ہے اور نہ ہی فلسفیانہ بحثیں اس تک پہنچا سکتی ہیں۔ کیونکہ علم و فلسفہ اعمالِ عقلیہ ہیں اور یہ تجربہ تو قلبی اور وجدانی اعمال سے تعلق رکھتا ہے۔ اب خود ہی فیصلہ کرو کہ ان دونوں کے مابین کتنا فاصلہ ہے۔ ہاں جب تعبیرات صوفیاء کی، احساس تعمق باطنی تانک جھانک اور تذوق کے ساتھ مشق کرائی جائے تو وہ انسان کے اس باطن کو تبدیل کرنے کی قدرت رکھتی ہے کہ جس سے اس کا ظاہر بھی بدل جاتا ہے تو اس وقت گویا انسان ایک نیا جنم اختیار کر لیتا ہے۔ پس صوفیاء اربابِ احوال ہیں نا کہ اصحابِ اقوال۔ تو جس نے مجاہدہ چھوڑ دیا وہ مشاہدہ نہ پا سکے گا۔

○ دورِ حاضر کے مفسرِ قرآن شیخ محمد متولی شعراوی مصری

marfat.com

تصوفِ اسلامی پر اپنی تحقیق کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

التصوف ریاضة رُوحيّة۔

التصوف مِن هٰذا المنطلق ريَاضةٌ رُوحيّة لانّها تُلزم الانسان بمنهج تعبّدي لِلّهِ فوق مافرضه.... وهذه خطوةٌ نحو الوُدّ مَع اللّهِ واللّه سبحانه وتعالیٰ يقول فی الحديث القدسی مَن اتانی يمشی أتيتُهُ هرولةٌ ولم يقل سبحانه جئتُهُ امشی ولوقالها لكان المشی بالنّسبة لهُ شيئاً كبيراً انما يأتك بهرولةٍ منسوبةٍ للّه. ومن هُنا يدخلُ الإنسان فی مقام الوُدّ مع اللّهِ ومعنی ان يَودّه اللّه اَن يُصافيهُ الرياضة والمقامات. وهٰكذا يمنّ تعالیٰ علی هٰؤلاء المتصوفين ببعض العطايات اَلتی تُثبت لهم اَنهم علی الطريق الصحيحِ. وكلّما زاد العبدُ فِی عبادته زاده اللّه فِی وُدّه ولا نستطيع ان نقول اَنّ هٰذه الزيادات تصل الیٰ حدٍّ مالِاَنّ عطاء اللّه ليس لهُ حَدٌّ۔

(التصوف الاسلامی بعض ماله وماعليه ص ۱۲۹)

اس اعتبار سے تصوف ایک روحانی ورزش (تہذیب اخلاق نفسانی) کا نام ہے۔ کیونکہ یہ ریاضت انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اعلیٰ و ارفع منہج پر پہنچا دیتی ہے ...... اور یہ خدا کے ساتھ دوستی اور محبت کی طرف قدم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حدیثِ قدسی میں ارشاد فرماتا ہے جو میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے میں اس کے پاس تیزی اور سُبک رفتاری سے آتا ہوں۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اس کے پاس چلتا ہوا آتا ہوں۔ اور اگر یہ فرما دیتا تو اس کا چلنا بھی ایک عظیم شان رکھتا تو آپ کا اس سُبک رفتاری کے بارے کیا خیال ہے جسے اس نے اپنی طرف منسوب فرمایا۔ یہیں سے انسان وُد مع اللہ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی) کی منزل میں داخل ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا بندے کے ساتھ محبت کرنے کا معنی یہ ہے کہ وہ اسے ریاضت اور مقاماتِ عبادت میں خالص اور مخلص بنا دیتا ہے اور اسی طرح وہ مولا کریم ان صوفیائے کرام پر کچھ ایسے عطیات و انعامات کے ساتھ احسان فرماتا ہے جو ان کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی بین دلیل ہوتے ہیں۔ جب بندہ اس کی عبادت میں

marfat.com

بڑھتا چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اپنی محبت میں بلندی اور عروج عطا فرماتا ہے۔ ہم میں یہ ہمت کہاں کہ ہم کہہ سکیں یہ عطیات و نوازشات ایک حد تک جا کر رُک جاتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عطاء اور بخشش کی کوئی حد ہے ہی نہیں۔

○ دورِ حاضر میں صوفی فکر پر تحقیقی اور گراں قدر کام کرنے والے ڈاکٹر مصطفےٰ محمود مصری تصوفِ اسلامی کی ایک حقیقت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ونحن فی الاسلام نقول ان العالم هو صنعة الله و تجلّیات لقدرته و نحن نقرأ صفاته فی صنعته و نتجلّی أسماءه من کمالات صنعته امّا ذاته سبحانهٗ فهی فی غیب الغیب ولا یجوز عَلَیها الحلول او التّجسید او الاتحاد او الاتصال او الانفال وا نّما هی فی العلو المطلق وانّما کُلّ مانریٰ حولنا من مظاهر فهی تنزّلات أسمائیة وکلمات وأفعال الٰهیة الم یقل سبحانه وتعالٰی لمریم عن المسیح ان اللّٰه یبشّرك بکلمة منه اسمه المسیح بن مریم۔ (آل عمران ۴۵)

وعن یحییٰ إن اللہ یبشرك بیحییٰ مصدقًا بکلمة من اللہ (آل عمران ۳۹) وکلمات اللہ لا نہایة لہا ولا تُعَدّ ولا تُحصیٰ وکل المخلوقات کلماتُہٗ قُلْ لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔ (الکہف ۱۰۹)

نفرق کبیر بین ان نقول ان العالم ھو اللہ وبین ان نقول اَنّ العالم کلماتُ اللہ فالاُولیٰ تعطیل وکفر والثانیة النص الصریح بوجود ذات مطلقة فی الغیب صدر عنہا الکونُ و الوُجودُ کما تصدر الکلمات عن المتکلم۔

(السّر الاعظم صـ ۱۱۴-۱۱۵۔ دار المعارف القاھرہ بمصر)

" دینِ اسلام کے حوالے سے ہمارا قول یہ ہے کہ تمام جہان اللہ تعالیٰ کی صنعت کاریگری اور اسکی قدرت کی تجلیات ہیں۔ ہم اس کی صنعت میں اس کی صفات کو پڑھتے اور اس کی صنعت کے کمالات میں اس کے اسماء کے جلووں سے مستفید ہوتے ہیں جہاں تک اس کی ذاتِ پاک کا تعلق ہے وہ تو غیب الغیب

ہے جس پر حلول تجسید، اتحاد اور اتصال وانفصال کا گزر نہیں وہ تو علوِ مطلق میں ہے پھر ہم جو مظاہر اپنے ارد گرد دیکھ رہے ہیں یہ اس کے کلمات تنزلات اسمائیہ اور افعالِ الٰہیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سیدہ مریم سلام اللہ علیہا سے فرماتا ہے" اللہ تعالیٰ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام ہے مسیح بن مریم"۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے " اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور کلمات اللہ کی کوئی انتہا نہیں وہ تو حد و حساب سے باہر ہیں اور تمام مخلوقات اس کے کلمات ہیں"۔ ارشادِ ربانی ہے" تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں۔ پس ہمارے قول کا عالم اللہ ہے اور عالم کلمات اللہ ہے کے درمیان کتنا بڑا فرق ہے۔ پہلی بات میں تعطیل اور کفر لازم آتا ہے جب کہ دوسری بات میں اس امر کا صراحتہً اقرار ہے کہ ایک ذات مطلقہ جو غیب میں ہے اسی سے یہ سارا کون اور وجود صادر ہوا ہے جیسے کلماتِ متکلم سے صادر ہوتے ہیں۔

marfat.com

تصوفِ اسلامی کی تاریخ

○ محدث احمد صدیق الغماری رحمۃ اللہ علیہ تصوف اسلامی کی تاریخ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

فقد سئل عن اوّل من اُسّس التصوف وهل هو وحی سماوی فاجاب امّا اول من اُسّس الطریقة فلتعلم انّ الطریقة اُسّسها الوحی السماوی فی جملة مَا اُسّس من الدین المحمدیّ اذهی بلاشك مقام الاحسان الذی هو احد ارکان الدّین الثلاثة التی جعلها النبی صلی الله علیه وسلم بعد ما بیّنها واحدًا واحدًا دِینًا بقوله هٰذا جبریل اُتاکم یُعلّمکم دینکم وهو الاسلام والایمان والاحسان۔

(الانتصار لطریق الصوفیّة دار التالیف بمصر)

"آپ سے سوال کیا گیا کہ تصوف کا بانی اور مؤسّسِ اوّل کون ہے اور کیا تصوف بھی آسمانی وحی ہے تو آپ نے اس کا جواب دیا کہ پورے دینِ محمدی کی طرح علم تصوف کی بانی بھی وحی آسمانی ہے کیونکہ

marfat.com

یہ علم اس مرتبہ احسان کا نام ہے جو دینِ محمدی کے تین ارکان میں سے ایک رکن ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالترتیب دین قرار دیا۔ آپ کا قول ہے کہ یہ جبریل تمہارے پاس تمہارا دین سکھانے آیا ہے اور وہ دین اسلام، ایمان اور احسان ہے محدث موصوف اسی فتویٰ میں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ اسلام طاعت وعبادت ہے۔ ایمان عقیدہ و نور ہے اور احسان مراقبہ ومشاہدہ کا مقام ہے۔

○ ڈاکٹر احمد علوش زید مجدہٗ ان اوائل مصنفین میں سے ہیں جنہوں نے تصوفِ اسلامی کے حقائق کو غیر عربی زبانوں میں نقل کر کے مستشرقین کے اعتراضات کا رد کیا۔ تصوفِ اسلامی کی نشاۃ وتاریخ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کہ بہت لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ اسلام کے ابتدائی دور میں دعوت الی التصوف کا چرچا نہ ہونے کا سبب کیا ہے؟ عہدِ صحابہ وتابعین کے بعد اس دعوت کا ظہور کیوں ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام کے دورِ اوّل میں اس دعوت کی حاجت اور ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ اس دور کے لوگ تقویٰ وورع والے تھے۔ وہ اربابِ مجاہدہ اور طبائع سلیمہ کے باعث عبادت وریاضت

marfat.com

پر اپنی توجہ صرف کئے ہوئے تھے۔ وہ اتصال اور قرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میسر ہونے پر جملہ امور اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء و پیروی کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے تھے۔ ان حالات میں انہیں کسی ایسے علم کی تلقین کی ضرورت نہ تھی جو انہیں ایسے امر کی طرف رہنمائی کرے جس پر وہ پہلے ہی عملاً قائم تھے۔

ڈاکٹر موصوف نے اس مقام پر ایک مثال کے ذریعے مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اس پورے باب میں صدر اوّل کے لوگوں کا حال اس خالص عربی النسل انسان جیسا ہے جو لغتِ عربیہ کو نسلاً بعد نسلٍ جانتا تھا حتیٰ کہ وہ لغت، اعراب اور علم عروض و قوافی کے قواعد کو پہچانے بغیر فصیح و بلیغ اشعار کہہ لیتا تھا مگر جب عربی کے تلفظ میں غلطی کی جانے لگی، معنی و مفہوم کی تعبیر میں ضعف پیدا ہوتا دکھائی دیا اور عجمی حضرات نے لغتِ عربیہ کے افہام و تفہیم میں دلچسپی لینا شروع کی تو علم نحو اور لغتِ عربیہ کے قواعد کا فن مدوّن ہو کر ایک اہم ضرورت اختیار کر گیا۔

صحابہ کرام اور تابعین اپنا نام متصوفین نہ رکھنے کے باوجود عملاً

marfat.com

صوفیاء تھے کیونکہ تصوفِ اسلامی کی روح اور اس کا ہدف و مقصود صرف یہ ہے کہ یعیش المرء لربہ لا لنفسہ انسان اپنے رب کے لئے زندہ رہے نا کہ اپنے نفس کے لئے وہ زہد و تقویٰ سے مزین ہو۔ بندگی پر دوام اختیار کرے اور قلب و روح سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے روحانی اعتبار سے صحابہ و تابعین نے ان تمام کمالات کے اعلیٰ مراتب کو پلنے کے باوجود عقائد ایمان کے اقرار اور فرائض اسلام کی ادائیگی پر ہی اکتفاء نہ کیا بلکہ انہوں نے اس اقرار کو ذوق اور وجدان کی کیفیتوں سے ہمکنار کیا۔ فرائض کے بعد ان نفلی عبادات کو بھی اپنایا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحب اور مرغوب جانا۔ وہ محرمات تو درکنار مکروہات سے بھی دُور رہے چنانچہ ان کے بواطن و بصائر نور علیٰ نور ہو گئے۔ ان کے دلوں سے حکمت و فراست کے چشمے پھوٹ پڑے اور ان کے ظواہر و ابدان اسرارِ ربانی کی جلوہ گاہ بن گئے۔ یہی حال تابعین اور تبع تابعین کا تھا اور یہی تین زمانے اسلام کے سنہری اور قابلِ فخر ادوار کہلاتے ہیں۔ اسی لئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

marfat.com

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ هٰذَا فَالَّذِيْ يَلِيْهِ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ

"تمام زمانوں سے میرا یہ زمانہ افضل ہے پھر وہ جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہے اور وہ جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔"

(حقائق عن التصوف عبدالقادر عیسیٰ مطبوعہ لندن)

تصوف کے بارے ایک عام مغالطہ اور اس کا ازالہ

چونکہ دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دورِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تصوف کی اصطلاح کا باقاعدہ وجود نہیں ملتا اس لئے عصرِ حاضر کے بعض علمی حلقوں میں تصوف کے بارے ایک عام مغالطہ یہ پایا جاتا ہے کہ تصوف بنیادی طور پر عجم سے درآمد شدہ فلسفۂ روحانیت ہے۔ اس کا اسلامی الاصل ہونا ثابت نہیں ہے نیز تصوف کی تمام اصطلاحات غیر اسلامی اور عجمی فکر و فلسفہ کی پیداوار ہیں۔ بنا بریں یہ حضرات بعض سطحی اور یک طرفہ مطالعہ کے باعث تصوف کو بدعت اور اسلام میں نووارد اجنبی فلسفہ خیال کرتے ہیں اور اسے ایک متوازی دین قرار دیتے ہیں۔ لیکن اگر بنظرِ غائر اسلام کی حقیقی تعلیمات اور اسلام کے انسانِ مطلوب کے معنوی اور صوری حُسن و جمال

marfat.com

کے حصول کی منہاج کا کھوج لگایا جائے تو تصوف کے بارے میں مصلحیت کی بنا پر پیدا شدہ یہ تصور یقیناً نقش بر آب ثابت ہوتا ہے۔

یہ ایک بدیہی اور علمی طور پر تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ تفسیر حدیث اور فقہ سے متعلق ہزاروں اصطلاحات جو فی زمانہ مروج اور مستعمل ہیں اور جنہیں ہر دور کے اہلِ علم اور صاحبانِ فکر و نظر بلا تکلف استعمال کرتے چلے آرہے ہیں۔ اکثر و بیشتر دورِ نبوت کے بعد کی پیداوار ہیں حتّٰی کہ ان اصطلاحات کو اگر تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو عہدِ صحابہ بلکہ عہدِ تابعین تک علمی دنیا میں ناپید اور غیر مروج نظر آتی ہیں۔ ان اصطلاحات کی ترتیب و تدوین دوسری اور تیسری صدی ہجری سے شروع ہو کر چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

اسلامی علوم و فنون کی تدوین و تنقیح کا کام تدریجی بنیادوں پہ آئمہ امت اور ماہرین و محققین نے تسلسل سے جاری رکھا اور وقت کے ساتھ ساتھ علمی و فنی ضروریات کے تحت نئی نئی اصطلاحات معرضِ وجود میں آتی رہیں اور دامنِ علم تدریجاً ان سے بھرتا گیا۔ (حقیقتِ تصوف از پروفیسر طاہر القادری لاہور)

نیز ایک عام غلط فہمی یہ بھی ہے کہ زندگی میں ناکامیوں کے مارے ہوئے FRUSTRATED شکست خوردہ اور پست حوصلہ لوگ تصوف کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

میر جعفر زٹلی نے بھی اپنے آل نامہ میں تصوف کی تعریف یہ لکھی ہے کہ "المفلس کانِ تصوف" لیکن تاریخی شواہد اس کے بالکل برعکس ہیں۔ تصوف عہدِ خلافت راشدہ میں بھی موجود تھا جس کی مثال سیرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اور سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ میں ملتی ہے۔ پھر عہد بنی امیہ میں بھی ایسے صحابہ اور تابعین موجود تھے جو حکومت وقت کے مظالم کے خلاف اخلاقی سطح پر جنگ کرتے رہے۔ اسلامی تاریخ میں سب سے زیادہ شان و شوکت اور عیش و تنعم کا زمانہ خلافتِ عباسیہ کا ہے اور اس دور میں کیسے کیسے کبار صوفیاء پیدا ہوئے ہیں ان کے اسماء کا شمار مشکل ہے۔

ابو نعیم کی حلیۃ الاولیاء اور عبد الرحمن سلمی کی طبقات الصوفیہ ایسے بزرگوں کے احوال سے بھری پڑی ہیں۔ یہ زمانہ افلاس اور شکست خوردگی کا نہیں بلکہ ہر طرح کی دنیوی اور عیش و عشرت کی فراوانی کا زمانہ تھا اور اسی زمانہ میں اسلامی تصوف اپنے

برگ و بار لایا۔ بعد کے زمانے میں جو کچھ ہے سب اسی کی خوشہ چینی ہے۔ منگولوں کے حملے اور بغداد کی تباہی سے تصوف کا رشتہ جوڑنا کوئی بہت زیادہ منطقی دلیل نہیں ہے البتہ خراسان و بلخ اور وسطی ایشیا میں آنے کے بعد تصوف میں مشرقی مذاہب کے طرزِ فکر اور اعمال و ریاضات کی کچھ آمیزش ضرور ہوئی ہے اور یہاں سے تصوف میں دروں بینی زیادہ ہو گئی۔

اس مختصر سے پس منظر کے ساتھ مجھے یہ کہنا ہے کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں تصوف وہی طلبِ خیرِ محض اور طلب وجہِ رب تھا۔ عہدِ بنی امیہ میں یہ ظلم کے خلاف ایک احتجاج اور عہدِ بنی عباس میں یہ عیش و عشرت اور فسق و فجور سے بھری ہوئی زندگی کا ردِّ عمل تھا۔ یہ دونوں نظریے عباسی شعراء ابوالعتاہیہ اور ابونواس کی شاعری میں واضح ہو کر سامنے آ گئے ہیں۔ اگر تصوف افلاس اور شکست خوردگی کا ردِّ عمل ہوتا تو اسے کب اور کہاں فروغ مل سکتا تھا یہ اندازہ کرنا دشوار ہے۔

نقد ملفوظات

پروفیسر نثار احمد فاروقی

دہلی یونیورسٹی دہلی

امام ابنِ تیمیہ اور تصوف

تصوف کو خلافِ اسلام اور ایک متوازی دین قرار دینے والا طبقہ اپنے مؤقف کی تائید میں امام ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ کی تصوف پر تنقیدی مباحث کو بھی شامل رکھتا ہے۔ راقم الحروف اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمد یوسف خان زیدان کے قول کو نقل کرنا مناسب سمجھتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں

إنّ موقف ابن تيمية المضطرب من التصوف والصوفية وهو العالم الفقيه الجليل القدر يمكن ان نفسره من عدة وجوه الوجه الاوّل ان ابن تيمية كتب الهجوم وهو بعد فى سن الحمية والاندفاع المعرفى الذى انتقد فيه الفلاسفة والمناطقة والشيعة فضم اليهم الصوفيه لكنه حين تقدم بعمره وذاق بعض المشارب الروحية التى يهتدى إليها العلماء تدفق فى القول وتعرّف على بعض اشارات القوم الذوقية. وبالوجه الثانى فالمصطلح الصوفى قد ضلل

marfat.com

ابن تيمية كما ضلّ غيره من فقهاء الظاهر۔
وبالوجه الأخير فان ابن تيمية لم يكن
صاحب طريق ذوقي صحيح انّهٗ صاحب جهد
علمي لا ينكر واجتهاد فقهي لا يقارن ومدرسة
سلفية واضحة المعالم لكنّه مع ذالك كلّه لم
يكن صاحب وجدانيات ومشارب.... الخ

الطريق الصوفي وفروع القادريّة بمصر
دار الجيل بيروت

"تصوف اور صوفیاء کے بارے ابنِ تیمیہ کا موقف اضطراب اور اختلاف کا شکار نظر آتا ہے۔ وہ اونچے درجے کا فقیہہ عالم تھا اس کے موقف کو چند وجوہات پر بیان کیا جا سکتا ہے۔

پہلی وجہ: جب ابن تیمیہ نے تصوف پر شدید تنقیدی مباحث لکھیں تو یہ اس دَور کی بات ہے جب اسلام کے دفاع میں ان کا قلم فلاسفہ، مناطقہ اور اہلِ تشیع کے خلاف چل رہا تھا تو ان طبقات کے ساتھ اس نے صوفیہ کو بھی شامل کر لیا مگر جب وہ اپنی عمر کے اس دَور سے آگے بڑھے اور انہوں نے کچھ روحانی مشارب (جن کی نشاندہی علماء ربانی نے کی ہے)

کا ذائقہ پالیا تو (صوفیاء کے بارے) ان کے مؤقف میں نرمی آگئی اور انہوں نے صوفیاء کے بعض ذوقی اشارات کی تعریف بھی کی۔

دوسری وجہ:۔ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دیگر فقہاء ظاہریہ کی طرح ابن تیمیہ کو بھی صوفیانہ اصطلاح نے غلط فہمی میں مبتلا کر دیا تھا۔ اور

تیسری وجہ:۔ یہ بھی بیان کی جا سکتی ہے کہ ابن تیمیہ ممتاز فقہی عالم اور سلفی مکتبِ فکر کا بانی ہونے کے باوجود ذوقی اور وجدانی طریقے کا حامل نہ تھا۔

ڈاکٹر یوسف محمد طہ زیدان اسی کتاب کے صد۲۱ پر تحریر کرتے ہیں کہ تصوف کے میدان میں ابنِ تیمیہ نے حضور غوثِ اعظم جیلانی قدس سرہ العزیز کو انتہائی تعظیم و تکریم کی نظر سے دیکھا ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے حضرت غوثِ اعظم کی معروف ترین کتاب فتوح الغیب کی نفیس ترین شرح بھی لکھی ہے اور پوری شرح میں اس نے کہیں بھی کسی صوفیانہ اصطلاح پر کوئی اعتراض اور تنقید نہیں کی اور متعدد مقامات پر اس نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو شیخ الاسلام کے لقب

سے یاد کیا ہے۔ اسی طرح اس کے ایک رسالے "المعجزات و الکرامات" میں تو تصوف کی تائید اور اہلِ تصوف کی قدر و قیمت سے متعلق بہت سا مواد ملتا ہے۔

یاد رہے کہ بعض محدثین اور متکلمین کو شروع میں صوفیاء کرام سے اختلاف رہا مگر جب اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی بصیرت عطا فرمائی تو وہ اپنی سابقہ روش سے تائب ہوئے اور صوفیاء کی جانب رجوع کیا۔

چنانچہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل شروع میں صوفیاء کے خلاف تھے لیکن بعد میں ان سے فیض حاصل کیا۔ امام غزالی بھی شروع میں علومِ ظاہری میں منہمک رہے لیکن بعد میں تصوف کی طرف رجوع کیا۔

اسی طرح امام ابن حزم اور امام ابن جوزی نے جو شروع میں صوفیاء کے مخالف تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں تازیانہ کے بعد تصوف اختیار کیا۔ چنانچہ ان کی بعد والی تصانیف مثلاً صفوۃ الصفوہ اور ثبات عند الممات میں تصوف بھرا پڑا ہے۔

اسی طرح قاضی شوکانی یمنی جو امام تیمیہ کے پیرو تھے اور صوفیاء

marfat.com

کرام کے سخت مخالف تھے لبد میں راہ راست پر آ گئے۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو" المعتقد المنتقد" مصنفہ نواب حسن خاں بھوپالی جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ کافی عرصہ تک شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکذیب و تکفیر کے لبد قاضی شوکانی اس سے باز آ گئے اور حضرت شیخ کی صداقت کے قائل ہو گئے۔

(مشاہدہ حق از واحد بخش سیال مطبوعہ صوفی فاؤنڈیشن لاہور)

شیخ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ الکبریٰ جلد ۱۱ ص۱۷ پر صوفیلہ کے بارے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والصّوفیون قد یکونون من اجلّ الصدّیقین بحسب زمانھم فھم مِن اکمل صدّیقی زمانھم والصدّیق فی العصر الاوّل اکمل منھم والصدّیقون درجات وأنواع۔ الخ

" اور صوفیاء اپنے زمانے کے صدّیقین سے اجلّ اور اعظم ہوتے ہیں یعنی وہ اپنے دور کے صدیقین سے افضل اور اکمل ہوتے ہیں اور عصرِ اوّل کے صدّیق ان سے اکمل و افضل تھے پھر صدیقین کے (مابین) کئی درجات اور اقسام ہیں۔"

شیخ مذکور اپنی کتاب العقیدۃ الواسطیہ کے آخر میں اولیاء

marfat.com

الرحمٰن اور صوفیاء عظام کی کرامات کی صحت پر بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

ومن اُصول اهل السُّنّةِ التصديق بكرامات الأولياء وما يجرى على ايديهم من خوارق العادات فى اُنواع العلوم والمكاشفات واُنواع القدرة والتاُثيرات والماُثور عن سلف الاُمم فى سورة الكهف وغيرها وعن صدر هذه الاُمّة من الصحابة والتابعين وسائر فرق الامّة وهى موجودة فيها الى يوم القيامة۔

" اہلِ سنّت کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ وہ اولیاء کرام کی کرامات اور ان کے ہاتھوں پر خلافِ عادت جاری ہونے والے کئی قسم کے علوم و مکاشفات اور قدرت و تاثیرات کی تصدیق کرتے ہیں اور سورۂ کہف وغیرہا میں سابقہ اُمتوں کے اسلاف اور اُمتِ محمدیہ کے آغاز میں صحابہ و تابعین سے بلکہ امت کے تمام طبقات سے یہ بات ماُثور و منقول ہے، اور یہ عظمت و فضیلت اس اُمت میں قیامت تک موجود رہے گی۔

○ استاذِ مکرم سیّدی ابراہیم زکی اپنی کتاب "التصوف الاسلامی" کے ص ۹۳ پر فرماتے ہیں۔

وفی ثَبَتَ ابن تیمیة نسبتہٗ الروحیة الی الامام الجلیل الشیخ عبد القادر الجیلانی بجوار نسبتہ العلمیّة فقد کان الجیلانی من ائمة الحنابلة الذین یتّصل بھم النسب العلمی لابن تیمیة. اَنّک لا تجد أبداً فی کلِّ ما ھاجم بہ ابن تیمیّة من سبقہٗ من ائمة الصوفیّة لا تجد اطلاقاً اَیَّ ذکر لشیخہ الشیخ عبد القادر الجیلانی وھو القطب الصوفی الکبیر۔

"کتاب ثبت میں ہے کہ امام ابن تیمیہ علمی و روحانی طور پر جلیل القدر امام شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے نسبت و ارادت رکھتے تھے کیونکہ سرکار غوث اعظم جیلانی کا شمار ان حنابلہ ائمہ کرام میں ہوتا ہے جن کے ساتھ ابنِ تیمیہ کی علمی نسبت ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابنِ تیمیہ نے اپنے سے پہلے جن ائمہ صوفیاء پر تنقیدی مباحث کی ہیں ان میں کہیں بھی تمہیں اس کے شیخ عبد القادر جیلانی جو قطب اور

کبیر صوفی سمجھے کا ذکر نظر نہ آئے گا"۔

ابن تیمیہ صوفیاء کے دفاع میں

○ امام ابن تیمیہ نے صوفیاء پر شدید تنقید رقم کرنے کے باوجود بعض صوفیاء کی طرف منسوب وحدۃ الوجود، اتحاد اور حلول کا ذکر کرتے ہوئے ان کے اس قول کی ایسی صحیح اور معقول تاویل کی ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

لیس احد من اہلِ المعرفۃ باللہ یعتقد حلول الرب تعالیٰ بہ او بغیرہ من المخلوقات ولا اتحادہ بہ وان سُمِعَ شیئٌ من ذالک منقول عن بعض اکابر الشیوخ فکثیر منہ مکذوب اختلقہ الأفاکون من الاتحادیۃ المباحیۃ الذین اضلہم الشیطان والحقہم بالطائفۃ النصرانیۃ۔

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ قسم التصوف جلد ۱۱، ص ۷۴-۷۵)

"اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ یا اپنی ذات کے علاوہ کسی

marfat.com

مخلوق کے ساتھ حلول یا اتحاد رکھتا ہے اور اگر بعض اکابر صوفیاء سے منقول ہو کر کوئی بات اس کے متعلق سنی گئی ہے تو وہ زیادہ تر جھوٹ ہے جو اتحادیہ اباحیہ (آزاد خیال حرام چیزوں کو حلال اور مباح کرنے والے گروہ) کی اختراع ہے یہ وہ گروہ ہے جسے شیطان نے گمراہ کر کے نصرانی جماعت کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔

شیخ ابن تیمیہ فتاویٰ الکبریٰ کی جلد ۱۰ میں سلوک کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کُل المشائخ الذین یُقتدیٰ بھم فی الدین متفقون علی ما اتفق علیہ سلف الأمّہ و أئمتھا من أنّ الخالق سبحانہ مباین للمخلوقات ولیس فی مخلوقاتہ شیئٌ من ذاتہٖ ولا فی ذاتہ شیئٌ من مخلوقاتہٖ و أنّہ یجب إفراد القدیم عن الحادث وتمییز الخالق عن المخلوق وھٰذا فی کلامھم اکثر من ان یمکن ذکرہٗ معنا۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ قسم علم السلوک جلد ۱۰ ص۲۲۳)

"وہ تمام مشائخ کرام جن کی دین میں پیروی کی جاتی ہے اسی

عقیدے پر اتفاق رکھتے ہیں جس پر اسلافِ اُمت اور آئمہ اُمت کا اتفاق ہے کہ خالق سبحانہٗ و تعالیٰ مخلوقات سے مباین اور جدا ہے نہ تو مخلوقات میں کوئی شیئ اسکی ذات سے ہے اور نہ ہی اسکی ذات میں کوئی شیئ اس کی مخلوقات سے ہے۔ خالق کی مخلوق سے تمیز کرنا اور قدیم کو حادث سے الگ جاننا واجب ہے اور یہ بات مشائخ صوفیاء کے کلام میں اتنی زیادہ ہے کہ جس کا یہاں ذکر کرنا ممکن نہیں۔"

وہ ایک صوفی شاعر کے اس شعر

أنا مَن أھویٰ   و من أھویٰ أنا

"میں وہ ہوں جس سے میں محبت کرتا ہوں اور جس سے میں محبت کرتا ہوں وہ میں ہوں"۔ کی یوں تاویل کرتے ہیں۔

فھٰذا انما اراد بہ الشاعر الاتحاد المعنوی کاتحاد أحد المُحبین بالآخر الذی یُحب احدھما ما یُحب الآخر و یبغض ما یبغضہ و یقول مثل ما یقول ویفعل مثل ما یفعل وھٰذا تشابہ و تماثل لا اتحاد العین بالعین اذا کان قد استغرق فی محبوبہٖ حتّٰی فَنِی بہٖ عن رؤیۃ نفسہ تقول

الآخر۔ غِبتُ بك عنّی فظننت اُنك اُنی۔ فهٰذه الموافقة هی الاتحاد السائغ۔

(مجموعہ رسائل ابن تیمیہ صد ۵۲)

اس شعر میں شاعر نے اتحاد معنوی مراد لیا ہے جیسے دو محبت کرنے والوں میں سے ایک کا اتحاد دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک وہی پسند کرتا ہے جو دوسرا پسند کرتا ہے وہ اسی چیز سے نفرت کرتا ہے جس سے دوسرا نفرت کرتا ہے وہی بات کہتا ہے جو دوسرا کہتا ہے۔ وہی کچھ کرتا ہے جو دوسرا کرتا ہے۔ اسے تشابہ اور تماثل کہا جاتا ہے نہ کہ ایک ذات کا دوسری ذات کے ساتھ اتحاد۔ یہ مرتبہ اور مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کوئی اپنے محبوب میں محویت اور استغراق اختیار کر لیتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے محبوب کے ساتھ اپنی ذات کے ملاحظے سے بھی فنا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک اور شاعر کہتا ہے میں تیرے ساتھ اپنی طرف سے ایسا غائب ہوا کہ تُو میں ہوں چنانچہ اس موافقت کو خوشگوار اتحاد کہا گیا ہے۔

marfat.com

ابن تیمیہ اور حضور غوثِ اعظم قدس سرہ

شیخ ابن تیمیہ صوفیاء عظام کی کتاب وسنت کے ساتھ وابستگی اور تمسک کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

والشیخ عبد القادر الجیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ ونحوہ من اعظم مشائخ زمانھم أمرًا بالتزام الشرع والأمر والنھی وتقدیمہ علی الذوق والقدر ومن اعظم المشائخ أمرًا بترک الھوی والارادۃ النفسیۃ فان الخطاء فی الارادۃ من حیث ھی ارادۃ انما تقع من ھذہ الجھۃ فھو یأمر السالک أن لا تکون لہ ارادۃ من جھتہ ھو أصلًا بل یُرید الرب عزوجل امّا ارادۃ شرعیہ ان تبین لہ ذالک و إلّا جری مع الارادۃ القدریۃ۔ فھو إمّا مع أمر الرب و اما مع خلقہ وھو سبحانہ لہ الخلق والأمر وھذہ طریقۃ شرعیۃ۔

فأمّا المستقیمون من السالکین کجمھور مشائخ

marfat.com

السلف مثل الفضیل بن عیاض وابراھیم بن أدھم
وابی سلیمان الدارانی ومعروف الکرخی والسّری
السقطی والجنید بن محمد وغیرھم من المتقدمین
ومثل الشیخ عبد القادر الجیلانی والشیخ حماد
والشیخ ابی البیان وغیرھم من المتأخرین
فھم لا یسوغون للسالک ولو طار فی الھواء أو
مشی علی الماء ان یخرج من الأمر والنھی
الشرعیین بل علیہ ان یفعل المأمور ویدع
المحظور الی ان یموت۔

مجموعہ فتاویٰ احمد بن تیمیہ

جلد ۱۰ صفحہ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹

"شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی مثل اپنے دور کے مشائخ سے زیادہ شریعت کی پابندی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پاسداری اور شرع کو اپنے ذوق و وجدان پر مقدم رکھنے والے تھے۔ یہ ذاتی خواہش اور نفسانی ارادہ کے ترک کرنے میں بھی مشائخ سے بلند پایہ تھے کیونکہ ارادہ من حیث الارادہ میں غلطی بھی اسی جہت سے واقع ہوتی ہے

آپ سالک (راہِ حقیقت پر چلنے والے) کو تاکید فرماتے تھے کہ اس کا اپنی طرف سے قطعاً کوئی ارادہ نہ ہو بلکہ اس کا ارادہ وہی ہونا چاہیئے جو اس کے رب تعالیٰ کا ارادہ ہے۔ اگر اس پر ظاہر ہو جائے تو وہ ارادہ شرعیہ اختیار کرلے ورنہ وہ قضاء و قدر والے ارادے پر چلتا رہے یعنی سالک اپنے رب کے اُمر یا اسکی خلق کے ساتھ رہے اس لئے کہ اللہ ہی کے لئے ہے اُمر اور خلق اور یہی طریقہ شرعیہ ہے۔ پھر سالکین میں سے شریعت پر استقامت رکھنے والے اکثر مشائخِ سلف مثلاً فضیل بن عیاض۔ ابراہیم بن ادھم۔ ابو سلیمان دارانی۔ معروف کرخی۔ سری سقطی۔ جنید بن محمد (بغدادی) اور ان کے علاوہ دیگر متقدمین (صوفیاء کرام) اور متاخرین میں سے مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانی۔ شیخ حماد اور شیخ ابوالبیان رحمہم اللہ اجمعین یہ سب سالک کو خواہ وہ ہوا میں اڑتا ہوا آئے یا پانی پر چلتا ہوا شریعت کے اُوامر و نواہی سے نکلنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ اس کے لئے لازم ہے کہ وہ مرتے دم تک شریعت کی اتباع میں رہے۔"

○ سلسلہ رفاعیہ کے بانی سید احمد الرفاعی عراقی رحمۃ اللہ علیہ

شریعت و حقیقت کے درمیان فرق اور فصل کرنے والوں کا احتساب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لا تقولوا کما یقول بعض المتصوفة نحن اهل الباطن وهم اهل الظاهر هٰذا الدین الجامع باطنهٗ لُبّ ظاهره وظاهره ظرف باطنه لولا الظاهر لما بطن ولولا الظاهر لما کان الباطن لما صح القلب لا یقوم بلا جسد بل لولا الجسد لفسد والقلب نور الجسد هٰذا العلم الذی سمّاه بعضهم بعلم الباطن هو اصلاح القلب فالأوّل عمل بالأرکان و تصدیق بالجنان۔ اذا اُنضج قلبك بحسن نیّته وطهارة طویّته وقتلت وسرقت وزنیت واُکلت الربا وشربت الخمر وکذبت وتکبرت واغلظت القول فما الفائدة من نیّتك وطهارة قلبك۔ واذا عبدت الله وتعففت وتصدقت وتواضعت وصُمت ولاُ بطن قلبك الریاء والفساد فما الفائدة من عملك۔

(البرهان المؤیّد ص۶۸ للسید احمد الرفاعی۔ متوفی ۵۷۸ھ)

marfat.com

"تم وہ بات نہ کہو جو بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ ہم اہل باطن ہیں اور وہ اہلِ ظاہر ہیں۔ یہ وہ جامع دین ہے کہ جس کا باطن اس کے ظاہر کا جوہر اور خلاصہ ہے اور اس کا ظاہر اس کے باطن کے لئے ظرف اور محل ہے۔ اگر ظاہر نہ ہو تو باطن کہاں یعنی اگر ظاہر نہ ہو تو باطن کیونکر صحیح وسالم رہے گا دل جسم کے بغیر کیسے قائم رہ سکتا ہے بلکہ اگر جسم نہ ہو تو دل فاسد اور خراب ہو جائے اور قلب جسم کا نور ہے اور یہ علم جسے بعض صوفیاء نے علمِ باطن کہا ہے وہ اصلاحِ قلب (کا نام) ہے اور پہلا (علم ظاہر) عمل بالارکان اور تصدیق بالجنان ہے جب تیرا دل حسنِ نیت اور پاکیزہ ارادے کے ساتھ تو منفرد ہو اور تو قتل، چوری، بدکاری، سود خوری، شراب نوشی، کذب بیانی، تکبر اور فحش کلامی کا مرتکب ہو تو حسنِ نیت اور طہارتِ قلبی کا کیا فائدہ اور جب تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے پارسائی اختیار کرے صدقہ دے روزہ رکھے اور تواضع وانکساری ظاہر کرے مگر تیرے دل میں ریا اور مکر وفساد ہو تو تیرے عمل کا کیا فائدہ۔

آزاد کشمیر پاکستان کے علمی و روحانی خانوادہ کے چشم و

marfat.com

چراغ آستانہ عالیہ نیریاں شریف کی آبرو صاحب زادہ حافظ محمد ظہیر الدین نقشبندی صدیقی پرنسپل جامعہ محی الاسلام صدیقیہ برمنگھم برطانیہ کے ارشاد پر اسلامی تصوف کے متعلق علمی و تحقیقی کاوشوں پر مشتمل ان کی کتاب روح الاسلام پر "تصوف اور تعمیر انسان" کے نام سے یہ مختصر سا مقالہ تحریر کر کے دینی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ عہد وفاداری کو بھی نبھانے کی کوشش کی ہے۔

رب مصطفےٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے بکمال عجز و انکسار دعاگو ہوں کہ وہ صاحبزادہ موصوف کی اس تالیف لطیف کو اپنی بلند و بالا بارگاہ میں شرف قبولیت بخشتے ہوئے اپنے بندوں کی رشد و ہدایت اور ان کے ظاہر و باطن کی تعمیر و تطہیر کا باعث کرے۔

اللھم ربنا آمین

والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وسلم

تحریر و تقدیم

عبد الرسول منصور سیالوی الازہری

ریڈچ برطانیہ

۱۷ راگست سنہ ۱۹۹۶ء ÷ یکم ربیع الثانی سنہ ۱۴۱۷ھ

marfat.com

كُلُّ حقيقةٍ لا تشهد لها الشريعةُ فهيَ زندقةٌ

طِرْ الى الحق عزّ وجلّ بجناحَيِ الكتابِ

وَالسُّنةِ اُدخل عليهِ وَيدُكَ فِی

یَدِ رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم۔

الشیخ السید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

الفتح الربانی ص ۲۹

"ہر وہ حقیقت جس کی تصدیق شریعت نہ کرے وہ الحاد و بے دینی ہے۔ حق تعالیٰ عزوجل کی طرف کتاب وسنّت کے پروں سے پرواز کر اور اس کی بارگاہ میں داخل ہو۔ اندریں حال کہ تیرا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہو۔

غوثِ اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

ویختلف الواصلون فی وصولہم الی اللہ تعالیٰ کل علی حسب مقامہ وھمتہ فمنہم من وصل فی سیرہ الی وحدۃ الافعال ذوقاً وشہوداً ولیغنی فعلہ وفعل غیرہ ویتذوق معنی قولہ تعالیٰ "وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی" وھذہ رتبۃ فی الوصول۔

حقائق عن التصوف صہ ۲۸۰

(۱)

"اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے والے مرتبہ وصول میں مختلف ہوتے ہیں بلکہ ہر واصل الی الحق اپنے مقام اور ہمت کے مطابق فائز المرام ہوتا ہے۔ انہی میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو ذوق وشہود کے ساتھ اپنی سیر میں وحدتِ افعال تک پہنچ جاتا ہے۔ اسکا اپنا اور اس کے غیر کا فعل فنا ہوجاتا ہے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول" اور اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ نے مٹھی بھر کنکریاں پھینکی تھیں آپ نے نہیں پھینکیں بلکہ اللہ نے پھینکیں" کے معنی کو چکھ لیتا ہے اور یہ بھی ایک مرتبۂ وصول ہے"۔ شیخ عبدالقادر عیسیٰ شامی

marfat.com

ومنھم من الحصل فی سَیرہم الی وحدۃ الصفات ذوقًا وشھودًا فیتذوق معنی قولہ تعالیٰ وما تشاؤن الا ان یشأ اللّٰہ۔ ومعنی الحدیث القدسی فَاِذا اَحببتہٗ کُنتُ سمعہٗ الذی یسمع بہٖ وبصرہ الذی یبصر بہٖ۔

اُخرجہ البخاری۔ حقائق عن التصوف ص ۲۸۱

○

اور ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو ذوق وشہود کے ساتھ اپنی سَیر میں وحدتِ صفات تک رسائی حاصل کرلیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کہ تم نہیں چاہتے ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے اور حدیثِ قدسی کہ جب میں اس بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، کے معنی کو چکھ لیتا ہے۔

marfat.com

مَا اَرَادَتْ هِمَّۃُ سَالِکٍ اَنْ
تَقِفَ عِنْدَمَا کُشِفَ لَھَا اِلَّا وَنَادَتْہُ
ھَوَاتِفُ الْحَقِیْقَۃِ اَلَّذِیْ تَطْلُبُ
اَمَامَکَ

ابن عطاء اللہ السکندری
ایقاظ الھمم فی شرح الحکم۔ جلد ۱ صہ ۱۵

○

"جب سالک کی ہمت اپنے کسی مقامِ کشف پر
ٹھہرنے کا ارادہ کرتی ہے تو حقیقت کے غیبی ھواتف
اسے پکار کر کہتے ہیں کہ تیرا مطلوب ابھی اور آگے ہے۔"
ابن عطاء اللہ سکندری مصری رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

رُوحُ الاسلام

مصنّف

صاحبزادہ ظہیر الدّین نقشبندی صدّیقی

marfat.com

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین۔ اَضعَافَ مَا حَمِدَہٗ جَمِیعُ خَلقِہٖ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرضیٰ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنْ اَرسَلَہٗ رَحمَۃً لِّلعٰلَمِینَ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُونَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَن ذِکرِہِ الغَافِلُونَ کَمَا یَنبَغِی لَہٗ وَیَحرِی وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصحَابِہِ البَرَرَۃِ التُّقٰی والنقیٰ.... امّا بعد!

اللہ رب العزت نے اپنے پسندیدہ دینِ اسلام کو تاقیامت ایسا مضبوط اور ارفع و اعلیٰ بنایا ہے جو نہ صرف عالمین کے لئے ملجا و ماویٰ ہے بلکہ اس کی آغوش میں کما حقہ، آنے والا شخص ذلت و رسوائی، شیطان کے مکر و فریب، نفسِ امارہ کی رذیل حرکتوں، ضلالت کی لعنتوں اور فتنوں سے مامون و محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی سرخروئی حاصل کرنے والا بن جاتا ہے۔

marfat.com

○ اسلام دینِ توحید ہے جس میں صرف ایک خدا کے آگے جبینِ نیاز جھکانا، ایک رسول کی اطاعت کرنا اور صرف ایک قرآن مجید کے احکام کی پابندی ضروری ہے۔ یہاں دورنگی کا قطعاً کوئی تصور نہیں۔ لہٰذا جب تک دل و دماغ، جسم و روح، فکر و خیال، قول و عمل اور شکل و صورت سب مل کر نہ کہیں لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ۔ محض زبان سے اقرارِ توحید و رسالت حقیقتاً قابلِ اعتبار نہیں۔

بقول علامہ اقبال علیہ الرحمہ

زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

○ دینِ قیم اسلام خالقِ ارض و سما کی طرف سے پیغامِ رحمت ہے جو خدا شناسی سے معمور اور خلقِ خدا سے حُسنِ سلوک اور اس پر رحم و کرم کی تعلیم سے بھرپور ہے۔

○ اسلام کی حقیقی غائت جسم و روح، دل و دماغ اور ظاہر و باطن کو صدق و صفا اور پاکیزگی سے نوازنا ہے اس لئے اس کے ظاہری فائدے کو شریعت اور باطنی اصلاح کو طریقت یا تصوف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

○ شریعت مقصدِ حیات بتاتی ہے اور طریقت مقصدِ حیات کو اپنانے کا نام ہے۔

○ شریعت اراۃ الطریق (راستہ دکھانے کا نام) ہے اور طریقت ایصال الی المطلوب (مقصود تک پہنچانے کا نام) ہے۔

○ شریعت جسم کو آلودگی سے پاک صاف کرنے کے علاوہ گندگی اور غلاظت سے بچا کر قلب و نظر میں نظافت و لطافت پیدا کرتی ہے جس سے دنیا کی ظاہری نمود و نمائش سے گریز کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حقیقی حسن و پاکیزگی کے قبول کی صلاحیت بھی پیدا ہو جاتی ہے اور تصوف کا کام اس حسن و پاکیزگی میں ایسا نکھار پیدا کرنا ہے جو حسنِ مستور کو سنوارنے سجانے کے علاوہ منوّر و مجلّٰی بنا کر کائنات میں پیش کرے۔

○ شریعت و طریقت میں وہی نسبت ہے جو جسم اور روح میں ہے۔

○ شریعت و طریقت پر غور و خوض کرنے سے انسانی مقصدِ حیات کی نشاندہی ہو جاتی ہے۔

○ شریعت و طریقت کے مجموعے کو علمِ تصوف کہتے ہیں۔

○ تصوف سے ظاہر و باطن دونوں کی تنظیف و تطیب ہوتی ہے۔

○ تصوف وہ راہِ عمل ہے جو محب کو محبوبِ حقیقی کے قرب وصال کی آخری منزل پر پہنچا دیتا ہے۔

○ شریعت ایسے ضابطۂ حیات کا نام ہے جو اُن جملہ قوانین و ضوابط پر حاوی ہو جس سے نظامِ عالم کی ترتیب اور اس کے استحکام کا کام لیا جاتا ہے۔

○ طریقت کو اپنانے سے طمانیتِ قلب میسر آتی ہے۔

○ تصوف نہایت پاکیزہ علم ہے جس کے ثمرات اور اس کی افادیت و اہمیت مسلّمہ ہے۔

○ حیاتِ انسانی کا مقصد معرفتِ الٰہی ہے جو تعلیماتِ قرآنی اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ماحاصل ہے چنانچہ معرفتِ خداوندی سے سرشار ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ ستودہ صفات کا اسوۂ حسنہ دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ آپ ہی کی سنتِ مطہرہ پر عمل پیرا ہو کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور صوفیاءِ عظام رحمۃ اللہ علیہم

marfat.com

عرفان ذات خداوندی کی منزلوں سے سرفراز ہوئے۔

ان حقائق کی روشنی میں آپ یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ اگر شریعت سے طریقت (بالفاظ دیگر تصوف) کو جدا کر دیا جائے تو دینِ اسلام ایسا ہوگا جیسا خوشبو کے بغیر پھول۔ ؎

سیرت نہیں تو عارض و رخسار سب غلط
خوشبو اڑی تو پھول فقط رنگ رہ گیا

marfat.com

تصوّف پر تفصیلی گفتگو

سطور بالا میں آپ نے علمِ تصوف کا اجمالی تذکرہ ملاحظہ فرمایا۔ اب اس پر مدلل و مبرہن بالتفصیل گفتگو کی جاتی ہے۔

تصوّف کی تعریف!

"التصوف علم یعرف به احوال تزکیۃ النفوس"

(حقائق عن التصوف ص۱۳)

"تصوف وہ علم ہے جس سے نفوس کی پاکیزگی کے احوال کی معرفت حاصل ہو۔"

تصوّف کا موضوع!

تصفیۃ الاخلاق و تعمیر الظاھر والباطن

(حقائق عن التصوف ص۱۳)

"(انسانی) اخلاق کی تطہیر اور ظاہر و باطن کی تعمیر۔"

marfat.com

تصوّف کی غرض!

نیل السعادۃ الابدیۃ (حقائق عن التصوف ص۳۱)

"دائمی سعادت کا حصول"

علم تصوف سے احوالِ باطن کی درستی مقصود ہے۔ جس سے اقوال و اعمال کو صحت و مقبولیت حاصل ہوتی ہے اور یہی دینِ اسلام کا اساسی مقصد ہے۔

ایک ضروری وضاحت!

تصوف ایک نہایت وسیع اور عمیق علم ہے جس پر جامع اور معتبر کتب کثیرہ ضبطِ تحریر میں آئیں۔ متعدد صوفیائے کرام نے اس کے بارے میں اپنے اپنے مشاہدات اور روحانی تجربات کو دل پذیر تعبیرات اور لطیف استعارات سے بیان کیا۔ دوسرے علوم و فنون کی طرح تصوف کی جامع مانع تعریف کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے کہ تصوف یا طریقت کا تعلق حقیقتاً احوالِ باطنہ سے ہے۔ جن کی کیفیت یہ ہے کہ وہ ہمہ اوقات یکساں نہیں رہتے بلکہ تبدیل ہوتے رہتے

marfat.com

ہیں۔ بایں وجہ یہ کہنا بجا ہے کہ ہر لمحہ ارتقاء پذیر رہتے ہیں۔ لہذا اہلِ تصوف جن احوال میں رہے یا جو کیفیات ان پر وارد و غالب رہیں انہوں نے اسی کے مطابق تصوف کی تعریف کردی۔ صوفیاء کی تعریفات میں جو اختلافات نظر آئیں وہ بنیادی تصور نہ کئے جائیں بلکہ ان کو احوال و مقامات کے اختلافات پر محمول کیا جائے کیونکہ حقیقت سب کی ایک ہے جو سب کا مطلوب و مقصود ہے۔ صرف اظہار کے انداز مختلف ہیں۔

عباراتنا شتّٰی وحسنك واحد

وکل الٰی ذاك الجمال یشیر

"ہماری عبادتوں کا انداز مختلف ہے لیکن تیرا حُسن ایک ہے اور ہماری جملہ عبادتیں اسی ایک حُسن کی طرف اشارہ کررہی ہیں۔

الغرض لفظ تصوف کے لغوی معانی و مفاہیم خواہ کچھ ہوں مگر درحقیقت اس سے مراد صرف اور صرف عرفان ذاتِ خداوندی ہے اور کچھ نہیں۔

اب یہ بات خوب عیاں ہوگئی کہ تعلیماتِ تصوف پر عمل پیرا ہوکر ہم حقیقی عروج وارتقاء کی منازل طے کرنے

marfat.com

کے ساتھ ساتھ عرفانِ خداوندی سے سرفراز اور عشقِ مصطفوی سے سرشار ہونے کے علاوہ اپنا مقصدِ حیات بھی پا سکتے ہیں اور یہی ایک انسان کا مدعا ہے۔

marfat.com

تصوّف اور افکارِ صُوفیاء

صوفیائے کرام نے مختلف پہلوؤں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تصوف کی کئی تعریفیں کی ہیں جو تمام اہلِ اللہ میں مقبول ہیں۔ ان میں سے چند پیشِ خدمت ہیں۔

○ حضرت محمد بن علی القصاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تصوف کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"تصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اعمال کا نام ہے جو انہوں نے اپنے عہدِ مبارک میں شرفا صلحاء کے ایک گروہ کے سامنے انجام دئیے"۔

(کتاب اللمع فی التصوف اردو ص ۵۶)

○ علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تصوف کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

" الوقوف مع الاداب الشرعیۃ ظاهراً فیُریٰ حکمها من الظاهر فی الباطن و باطناً فیریٰ حکمها مِن الباطن فی الظاهر فیحصل للمتادب"

marfat.com

بالمحکمین کمال"۔

(کتاب التعریفات ص۲۶-۲۷)

تصوف ظاہر و باطن میں آدابِ شرعیہ اس طرح ملحوظِ خاطر رکھنے کا نام ہے کہ ان کا اثر ظاہر سے باطن تک اور باطن سے ظاہر تک پہنچ جائے۔ ان دو جہتوں پر حاوی ہونے والے شخص کو نتیجتاً کمالِ حقیقی حاصل ہو جاتا ہے۔

○ صاحب کشف الظنون تصوف کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ھو علم یعرف بہ کیفیۃ ترقی اھل الکمال من النوع الانسانی فی مدارج سعاداتھم والامور العارضۃ لھم فی درجاتھم بقدر طاقۃ البشر"۔

(کشف الظنون ج ۱ ص ۴۱۳-۴۱۴)

تصوف ایسا علم ہے جس سے نوع انسانی میں اہلِ کمال کے درجات کی ترقی کی کیفیات معلوم ہوں نیز ان امور کو بقدر طاقتِ بشریہ کے معلوم کرنا جو ان کے درجات میں عارض ہوتے ہیں۔

marfat.com

○ حضرت خضری رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی تعریف اِن الفاظ میں کرتے ہیں۔

"التصوف صفا السر من کدورۃ المخالفہ"

(کشف المحجوب فارسی ص۳۸)

"تصوف دل کو اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی کدورت کی سیاہی سے پاک صاف کرنے کا نام ہے"۔

تصوف کی یہ تعلیم احادیث سے ماخوذ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان العبد اذا اخطا خطیئۃ نکتت فی قلبہ نکتۃ سوداء فاذا ھو نزع و استغفر وتاب صقل قلبہ و اِن عاد زید فیھا حتی یعلو قلبہ وھو الران الذی ذکر اللہ کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون"

ھذا حدیث حسن صحیح۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص۱۹۱)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب پر سیاہ نقطہ بنا دیا جاتا ہے تو اگر بندہ گناہ سے باز آجائے اور استغفار و توبہ کر لے تو اس کا دل صیقل (صاف) کر دیا جاتا ہے۔ اگر گناہ سے باز نہ آئے تو بوجہ کثرتِ گناہ دل کی سیاہی پھیلتی چلی جاتی ہے اور یہی "ران" ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔ (کنزالایمان۔ سورۃ مطففین) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

اس حدیث شریف سے یہ حقیقت الم نشرح ہو جاتی ہے کہ تعلیماتِ تصوف تطہیر باطن کے ذریعے قلب و روح کو منور کرنے کا نام ہے۔ مگر افسوس کہ معترضین کو تصوف کبھی رہبانیت کی شکل میں نظر آتا ہے اور کبھی ہندی و یونانی فلسفے کے روپ میں حالانکہ یہ اس سے کوسوں دُور ہے۔ درحقیقت مخالفینِ تصوف مقدس کارواں سے بچھڑ گئے ہیں اور بھول بھلیوں میں گُم ہیں ورنہ تصوف تو عین شریعت ہے اور

marfat.com

صوفیائے کرام تو شریعت و طریقت کے نور کی خیرات تقسیم کرتے ہیں۔

○ چنانچہ ایک شیخِ کامل تصوف کی تعریف کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

"التصوف حیات القلب مع اللّٰہ وقیام القلب بلا واسطۃ" (فیض الکریم ص ۱۳)

"تصوف یہ ہے کہ دل اللہ کے ساتھ زندہ ہو جائے اور اس کو بلا واسطہ قیام حاصل ہو"۔

○ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ تصوف کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا "تصوف یہ ہے کہ حق تعالیٰ تجھے تیری ذات سے فنا کر دے اور اپنی ذات کے ساتھ تجھے زندہ رکھے"۔

(رسالہ قشیریہ اردو ص ۴۲۸)

○ آسمانِ تصوف کے مہرِ منیر حضرت غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تصوف کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"التصوف مبنی علی ثمان خصال، السخاء لابراھیم

marfat.com

والرضا لاسحاق، الصبر لایوب، الاشارۃ لزکریا والغربۃ لیحییٰ ولبس الصوف لموسیٰ، السیاحۃ لعیسیٰ، الفقر لمحمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم"۔

فتوح الغیب مع شرح فارسی از شاہ عبدالحق محدث دہلوی صد ۳۹۶-۳۹۰

"تصوف ان آٹھ خصائل پر مبنی ہے۔ سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ رضا حضرت اسحاق علیہ السلام۔ صبر حضرت ایوب علیہ السلام۔ اشارہ حضرت زکریا علیہ السلام۔ غربت حضرت یحییٰ علیہ السلام۔ صوف پوشی حضرت موسیٰ علیہ السلام سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فقر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم"۔

○ حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "تصوف نام ہے حقائق کے حصول اور خلائق کے مال و متاع سے ناامیدی کا"۔ (عوارف المعارف اردو صد ۹۴)

○ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

"لیس التصوف رسمًا ولا علمًا ولکنہ خلق لانہ لوکان رسمًا لحصل بالمجاهدۃ ولو کان

marfat.com

علمًا لحصل بالتعلیم لکنہ تخلق باخلاق اللّٰہ"

(نشأۃ التصوف الاسلامی صہ۲)

"تصوف کسی رسم کا نام نہیں اور نہ کسی علم کا۔ لیکن یہ تو صرف اخلاقِ حسنہ کا نام ہے۔ اگر یہ رسم ہوتا تو مجاہدے سے حاصل ہوتا اور اگر یہ علم ہوتا تو تعلیم کے ذریعے حاصل کیا جاتا درحقیقت یہ تو تخلّق باخلاق اللہ ہے"۔

○ حضرت ابوعبداللہ محمد بن خفیف الفبی رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف کے بارے میں نقطۂ نظر کیا ہے ملاحظہ ہو۔

"التصوف تصفیۃ القلوب و مفارقۃ اخلاق الطبعیہ و اخماد صفات البشریۃ و مجانبۃ الدعاوی النفسانیۃ و منازلۃ صفات الروحانیۃ و التعلق بعلوم الحقیقۃ و النصح لجمیع الامۃ و اتباع النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فی الشریعۃ" (طبقات الکبریٰ صہ۱۲۱)

"تصوف قلوب کی صفائی۔ اخلاقِ طبعیہ کے ترک کرنے۔ صفاتِ بشریہ کے ختم کرنے۔ نفسانی دعوٰوں کو چھوڑنے۔ منازلت صفاتِ روحانیہ اور علومِ حقیقہ سے تعلق رکھنے

اور جمیع امت کے لئے خیر خواہی اور شریعت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کا نام ہے۔"

(تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ)

خلاصۂ کلام:

مذکورہ بالا تعریفات کے علاوہ تصوف کے بارے میں صوفیائے کرام کے سینکڑوں ارشادات کتبِ تصوف میں مرقوم ہیں جن سے ان کی کیفیات اور ذوق کا پتہ چلتا ہے۔ ہم نے بخوفِ طوالت ان سے اجتناب کیا ہے۔ غیر متعصب اور دانشمند کے لئے اس قدر ہی کافی ہے۔ صوفیائے کرام کے نظریات پر غور و خوض کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف صرف الفاظ میں ہے مگر مفہوم قریب المعنی اور مقصود سب کا ایک ہے۔ نیز صوفیائے کرام کے افکار و نظریات سے کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تصوف دینِ قیم سے الگ کوئی متوازی نظام ہے یا بدعت و ضلالت۔ اس کی مخالفت اس سے بیگانہ لوگوں کی اپنی کوتاہ بینی اور بے بصیرتی پر مبنی ہے۔

تصوف مقصودِ شریعت ہے جس کی منشا نفس کو اس حد

marfat.com

تک شریعت کا پابند بنانا ہے کہ خواہشِ نفس کے آثار بالکل منقطع ہو جائیں اور رفتہ رفتہ قلب و روح کو حقیقی اطمینان کا ایسا درجہ حاصل ہو جائے کہ بجز یادِ الٰہی کے کوئی چیز اسے لذت نہ دے اور نہ ہی اس کو مرکزِ اطمینان سے گریزاں کر سکے۔

حقیقی تصوف روحِ اسلام، اخلاق کی جان اور ایمان کا کمال ہے جس کی اساس دینِ اسلام اور اس کا سرچشمہ قرآن و حدیث ہے۔ تصوف کی مستند کتب کے صفحات اس بات پر شاہد و عادل ہیں کہ صوفیائے کرام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے پُرجوش مبلغ اور قرآن کے مفسر تھے۔ انہوں نے مختلف مواقع پر اپنے متعلقین متوسلین اور مریدین کو ہدایات دی ہیں کہ اگر کسی شخص کی روحانی عظمت کا اندازہ لگانا ہو تو اس کی زندگی کو شریعت اور سنّت کے آئینہ میں دیکھو۔ ان لوگوں نے ملتِ بیضاء کے عروقِ مردہ میں ہمیشہ نئی روح پھونکی۔ زوال و انحطاط کے زمانہ میں تجدید و احیائے دین کے راستے تلاش کئے صوفیائے کرام کے کارناموں کا یہ ایک ایسا گوشہ ہے جس کا اب تک

marfat.com

تعصب اور تنگ نظری سے الگ ہو کر جائزہ نہیں لیا گیا۔
یہ امر مسلّم ہے کہ اہلِ تصوف نے دینِ اسلام کی نشر و اشاعت صرف اور صرف اپنے اخلاقِ کریمانہ سے کی۔ وہ اپنے اخلاق ہی سے لوگوں کے دلوں کو مسخّر کرتے تھے۔ یہی ان کی شمشیر تھی اور یہی کرامت۔

؎ مرا عہدیست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم
ہواداران کویش را چو جان خویشتن دارم

یعنی میں نے اپنے محبوب سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ جب تک زندہ ہوں اس کے بندوں کو اپنی جان کی طرح عزیز رکھوں گا۔ اور یہی اخلاق تصوف کی روحِ رواں ہے اور یہی معنئ اسلام ہے۔

معاندینِ تصوف کا یہ کہنا کہ لفظِ تصوف چونکہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک میں نہیں تھا اس لئے اس کا شریعت سے کوئی علاقہ نہیں بلکہ یہ دوسرے مذاہب (عیسائیت۔ بدھ مت اور فلسفۂ یونان) سے اخذ کیا گیا ہے۔

یہ اعتراض کم علمی پر مبنی ہے۔ دیکھئے حضور نبی کریم

marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں علم تصوف کی طرح دیگر علوم وفنون مثلاً علم تفسیر۔ فقہ۔ علم معانی۔ علم بیان۔ منطق۔ فلسفہ۔ علم صرف اور علم نحو وغیرہ بھی تو مروج نہ تھے۔ کیا یہ علوم بھی شریعت سے متصادم، بدعت اور غیر اسلامی ٹھہریں گے۔ حالانکہ محقیق نے یہ علوم زمانۂ رسالت کے بعد کتاب وسنت سے مستنبط کئے اور ان علومِ مستخرجہ کے خاص نام رکھے۔ اسی طرح صوفیائے کرام نے تعلیماتِ اسلامیہ کے مستنبط طریقہ کو علمِ تصوف سے موسوم کیا گیا یہ دینِ اسلام کی شاخوں میں سے ایک شاخ اور جزوِ لاینفک ہے جس کا مقصد حقیقی تطہیرِ باطن، اصلاحِ نفس، خوفِ خدا، اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عبادات پر مواظبت اور دینِ اسلام پر ثابت قدمی ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ تصوف ایسا واضح راستہ ہے جو افراط وتفریط کے مابین واقع ہے جسے صراطِ مستقیم سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ علیٰ وجہ البصیرت یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ تصوف کا مقصود تعلق مع اللہ ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ثم انی فرغت من هذا العلوم اقبلت بهمتی

marfat.com

على الطريق الصوفية وعلمت ان طريقتهم انما تتم بعلم وعمل وكان حاصل علمهم قطع عقباتِ النفس والتنزه عن اخلاقها المذمومة وصفاتها الخبيثة حتّى يتوسل الى تخلية القلب عن غير الله تعالیٰ وتحلية بذكر الله" (المنقذ من الضلال)

"پھر جب میں نے ان علوم کی تحصیل سے فارغ ہو کر اپنی ہمت اور تمام تر توجہ صوفیائے کرام کے طریقہ اور ان کے علوم کی طرف صرف کی تو مجھ پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ ان کا طریقہ علم و عمل کے ذریعے سے تکمیل کو پہنچتا ہے اور ان کے علوم کا ما حاصل نفس کی تمام آلائشوں، اخلاقِ ذمیمہ اور صفاتِ خبیثہ سے پاک و صاف ہونا ہے تاکہ انسان کا قلب ماسوی اللہ سے خالی کر کے ذکرِ الٰہی سے آراستہ و پیراستہ کیا جائے"۔

ان فحول صوفیاء کرام کی تمام تعریفات سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ تصوف تزکیۂ نفس، تصفیۂ اخلاق اور تطہیر باطن کا نام کیا انزال کتبِ سماویہ اور ارسال رسل علیہم السلام

marfat.com

کی غایت تزکیہ نفوس و تصفیہ قلوب نہیں تھی؛ علاوہ ازیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصود مکارمِ اخلاق کی تکمیل ہی بیان فرمایا۔

"بعثت لاتمم مکارم الاخلاق"

اب نہ تو حقیقتِ تصوف کے افکار کی گنجائش رہتی ہے اور نہ کسی کو یہ ہمت و جرأت ہونی چاہیئے کہ اس کو غیر شرعی قرار دے۔

marfat.com

لفظ صوفی کی تحقیق

اہلِ تصوف کو اولیاء اللہ، مشائخ عظام اور صوفیائے کرام کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ چونکہ صوفیاء صوفی کی جمع ہے بایں وجہ یہاں صوفی پر بحث کی جاتی ہے کہ صوفی کون ہوتا ہے؟ اور صوفی کسے کہتے ہیں۔ یہ بحث یقیناً حقیقتِ تصوف سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔

معاندین تصوف کا ایک گروہ کہتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں کوئی شخص صوفی کے لقب سے ملقب نہیں تھا۔ حضرت امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں اسلامی تصوف کے دامن سے اس داغ کو دُور فرماتے ہوئے جو معقول اور دلچسپ جواب دیا وہ یہ ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مومن کے لئے کوئی لفظ صحابی سے بڑھ کر قابلِ فخر اور افضل ممکن نہیں تھا چنانچہ اس وقت کے افاضل اسی لقب سے موسوم ہوئے۔ اس کے بعد جب دوسری نسل چلی تو ان صحابہ کے ہم نشینوں کو

marfat.com

"تابعین" کا اعزاز نصیب ہوا۔ پھر ان کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے "تابع تابعین" کہلائے۔ اس کے بعد جب امت زیادہ پھیلی اور لوگ مختلف الصفات پیدا ہونے لگے تو جن لوگوں کو امورِ دین میں زیادہ انہماک ہوا انہیں زہاد و عباد کہا جانے لگا۔ لیکن جب بدعتوں کا ظہور ہونے لگا اور فرقہ بندی وجود میں آئی ہر فرقہ اس کا مدعی بن بیٹھا کہ زہاد و عباد اسی میں ہیں اس وقت طبقۂ اہلسنّت کے خواص نے دجو ذکرِ الٰہی میں مشغول اور غفلتوں سے دُور رہتے تھے اپنے لئے اہلِ تصوف کی اصطلاح قائم کی اور ہجرت کو ابھی دو صدیاں پوری نہیں ہوئی تھیں کہ یہ لقب خواص کے اکابر کے لئے مختص ہو گیا۔

(رسالہ قشیریہ ص ۷-۸ بحوالہ تصوفِ اسلام)

اب رہا یہ اعتراض کہ لفظ "صوفی و تصوف" کی اختراع بغداد والوں نے کی ہے تو حضرت شیخ ابو النصر سراج رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق یہ قول قطعاً غلط ہے بلکہ انہوں نے اس کو قدیم زمانہ سے ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

۱۔ حضرت حسن بصری (جنہوں نے بعض صحابہ کا دور پایا تھا) کہتے ہیں کہ میں نے طوافِ کعبہ کے دوران ایک صوفی دیکھا اور

marfat.com

اسے کچھ دینا چاہا مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا میرے پاس چار درہم موجود ہیں جو میرے لئے کافی ہیں۔

(کتاب اللمع فی التصوف اردو صد ۵۳)

نیز موصوف کتاب اخبار مکہ کی ایک روایت کے بنا پر بیان کرتے ہیں کہ یہ لفظ قبل از اسلام مشہور تھا اور اس کی طرف اہلِ تصوف منسوب کئے جاتے تھے۔ لیکن تاریخی روایتوں سے جو حقیقت الم نشرح ہے وہ یہ ہے کہ زمانۂ اسلام میں سب سے پہلے حضرت ابوہاشم رحمۃ اللہ علیہ کو صوفی کا خطاب ملا جن کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت ابوہاشم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

"لولا ابوھاشم الصوفی ماعرفت دقائق الریاء"

(نفحات الانس۔ فارسی صد ۳۱)

" اگر حضرت ابوہاشم صوفی نہ ہوتے تو مجھے ریاء کے دقائق کی حقیقت معلوم نہ ہوتی "

۳۔ حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس میں اپنی تحقیق بیان فرماتے ہیں" اوّل کسے کہ وبرا صوفی خواندند وے بود وبیش از وے کسے را بایں نام نخواندہ بودند"

(نفحات الانس۔ فارسی ص۳۱)

سب سے پہلے جو صوفی کے لقب سے ملقب ہوئے وہ حضرت ابوہاشم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان سے پہلے کسی کو صوفی نہیں کہا گیا۔ اب لفظ صوفی کا ماخذ سمجھیں نیز یہ کہ اس فن سے وابستہ احباب اس کو کس معنی و مفہوم میں استعمال کرتے ہیں چنانچہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

" و مردامان اندر تحقیق ایں اسم بسیار سخن گفتہ اند و کتب ساختہ گروہی ازاں گفتہ اند کہ صوفی را ازبرائی آں صوفی خوانده اند کہ جامہ صوف دارد و گروہی گفتہ اند کہ ازبرائے آں صوفی خوانند کہ اندر صفِ اوّل باشد و گفتہ اند بر ان صوفی گویند کہ تولی باصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم کردہ و گروہی گفتہ اند کہ ایں اسم از صفا مشتق است و ہر کسے را اندر یں معانی اندر تحقیق ایں طریقت لطائف بسیار است اما بہ مقتضائی لغت ایں معانی می باشد"۔

(کشف المحجوب ص۳۱ فارسی)

" اہلِ تصوف نے اس اسم کی تحقیق کے بارے بہت کچھ کہا ہے اور کتبِ کثیرہ تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ کا قول

marfat.com

یہ ہے کہ صوفی کو صوفی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ صوف (اون) کا لباس استعمال کرتا ہے۔ دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ صوفی (چونکہ نماز کی) صفِ اوّل میں ہوتا ہے اس لئے اس کو صوفی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جو اصحابِ صفہ کے نقشِ پا کو خضرِ راہ بناتا ہے اس کو صوفی کہتے ہیں۔ بعض اہلِ اللہ کے ہاں صوفی صفا سے ماخوذ ہے لیکن اس کا اشتقاق لغوی یہ چاہتا ہے کہ اس کی طرف نسبت کرنے سے "صفی" ہو صوفی نہیں۔ لفظ صوفی کے مذکورہ بالا معانی اگرچہ لغوی نہیں مگر ہر ایک تحقیق کے مطابق تصوف و طریقت میں لطائف کثیرہ ہیں۔

مرجعِ خواص و عوام حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ لفظ صفاء سے ماخوذ ہے۔ اگر اسے درست تسلیم کر لیا جائے تو لازماً اس کو صیغۂ ماضی مجہول از باب مفاعلہ قرار دینا پڑے گا جو بوجہ کثرتِ استعمال یائے ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہی توجیہہ درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ بعض اہلِ تصوف کے کلام میں اس شعر کو بطور تائید پیش کیا جاتا ہے۔ ؎

marfat.com

ولیس یشھر بالصوفی غیر فتیً
صافی فصوفی حتی سمی الصوفی

یعنی صوفی کے نام سے کسی کو موسوم نہیں کیا جاتا مگر وہ نوجوان جو پاک ہو پھر پاک کیا گیا ہو یہاں تک کہ اس کا نام صوفی ہی بن جائے۔

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"فھو فی الاصل صوفی علی وزن فوعل ماخوذ من المصافات یعنی عبدا صافاہ الحق عزو جل ولھذا قیل الصوفی من کان صافیاً من آفات النفس خالیاً من مذموماتھا سالکاً لحمید مذھب ملازماً للحقائق غیر ساکن بقلبہ الی احد من الخلائق"۔

(غنیۃ الطالبین۔ جز ثانی ص۱۶۰)

"درحقیقت یہ لفظ فوعل کے وزن پر ہے اور مصافات سے ماخوذ ہے یعنی صوفی وہ انسان ہے جس کا باطن حق تعالیٰ نے اپنے عرفان کے لئے پاک کر دیا ہو۔ اسی وجہ سے یہ کہا گیا ہے کہ صوفی وہ ہے جو نفس کی تمام رذیل حرکات اس

marfat.com

کے قبیحات و مذمومات سے پاک صاف ہو اور مذہبِ حق پر ثابت قدم رہے اور اس کو ذکر اللہ کے سوا سکون و قرار میسر نہ ہو"۔

علامہ لطفی جمعہ نے اپنی تصنیف تاریخ فلاسفۃ الاسلام میں یہ تحقیق پیش کی ہے کہ لفظ صوفی ہمارے خیال میں یونانی کلمہ تیوصوفیا سے مشتق ہے جس کے معنی حکمتِ الٰہی کے ہیں یعنی صوفی وہ حکیم ہے جو حکمتِ الٰہی کا طالب ہو اور اس کے لئے کوشاں بھی رہے۔

صوفی یا متصوف کی غایت حقیقتِ الٰہی تک پہنچنا ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صوفیاء جو کچھ بھی حقیقتِ اعلیٰ کے متعلق لکھتے یا کہتے ہیں اس پر وہ فلسفیانہ بحث کرتے ہیں نیز ہماری رائے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ صوفیاء نے اس علم کا اظہار اس وقت تک نہیں کیا اور نہ خود کو اس صفت سے متصف کیا جب تک یونانی کتب کا ترجمہ عربی زبان میں ہو کر فلسفے کا لفظ اس میں داخل نہیں ہوا۔

(تاریخ فلاسفۃ الاسلام۔ اردو ص ۲۷۰-۲۶۹)

علامہ لطفی کی یہ رائے قابلِ توجہ نہیں کیونکہ یونانی کتب کے

marfat.com

عربی تراجم تیسری صدی کے قریب قریب ہوئے مگر لفظ صوفی عہدِ اسلام سے پہلے بھی مشہور و معروف تھا جیسا کہ گذشتہ صفحات میں واضح ہو چکا ہے۔

بعض اہلِ اللہ نے صوف کو لفظ صوفی کا ماخذ قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں علّامہ ابنِ خلدون اپنا مؤقف یوں بیان کرتے ہیں۔

"قلت والاظہر ان قیل بالاشتقاق انہ من الصوف وھم فی الغالب نتخصون بلبسہ لما کانوا علیہ من مخالفۃ الناس فی لبس فاخر الثیاب الی لبس الصوف"۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۴۶۷)

"میں کہتا ہوں زیادہ اظہر یہی ہے کہ یہ لفظ صوف سے مشتق ہے کیونکہ صوفیائے کرام صوف یعنی اُون کا لباس استعمال کرتے ہیں تاکہ عام لوگوں کے فاخرانہ لباس سے ممتاز رہیں"۔

شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ ابو النصر سراج رحمۃ اللہ علیہما کا نقطۂ نظر بھی یہی ہے۔ یہاں پر ذہن میں ایک خلش پیدا ہوتی ہے کہ جو اہلِ اللہ اکثر صوف استعمال

marfat.com

کرتے ہیں ان کے اس فعل کے جواز کی دلیل کیا ہے تو اس کا جواز وہ حدیث ہے جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"کنت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذات فی مسیر فقال لی امعک ماء قلت نعم فنزل عن راحلتہ فمشی حتی توارٰی فی سواد اللیل ثم جاء فافرغت علیہ من الاداوۃ فغسل وجھہ وعلیہ جبۃ من صوف فلما یستطع ان یخرج ذراعیہ منہا حتی اخرجہما من اسفل الجبۃ"۔

(صحیح مسلم ۔ ج ۱ ص ۱۳۴)

" ایک سفر میں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تیرے پاس پانی ہے۔ میں نے عرض کی ہاں ۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے اُترے اور پیدل یہاں تک تشریف لے گئے کہ تاریک رات میں مجھ سے پوشیدہ ہو گئے ۔ پھر تشریف لائے تو میں نے آپ پر کوزے سے پانی ڈالا۔ آپ نے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے ۔ آپ چونکہ پشم کا شامی جبّہ زیبِ تن کئے ہوئے تھے

marfat.com

جس کی آستینیں تنگ تھیں بایں سبب آپ اپنے ہاتھ اس جبّہ سے باہر نہ نکال سکے تو آپ نے ان کو جبّہ کے نیچے سے نکالا۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اُن ستر صحابہ کرام کو ملا جو جنگ بدر میں شر[illegible] ہوئے تھے تو اُن کا لباس صوف کا تھا۔

(مرقات جز را[illegible])

اس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ صوف کے لباس کا استعمال کرنا انبیاء کرام اور صحابہ سے ثابت ہے۔ لہذا یہ نئی اختراع یا بدعت نہیں۔ بایں وجہ ایسا لباس استعمال کرنے والے کو صوفی کے لقب سے ملقب کیا جا سکتا ہے۔

حضرت شیخ سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں کہ صوفی کا مقام اتنا اونچا ہے کہ اس کا جو نام بھی رکھا جائے وہ اس سے بلند ہے۔

" وصوفی نامی است مر کاملاں ولایت را ومحققان اولیاء را بدین نام خوانند وخوانده اند"۔

(کشف المحجوب صہ ۳۵ فارسی)

" لفظ صوفی کا اطلاق کامل اور محققین اولیاء پہ ہوتا ہے اور

marfat.com

انہیں اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ صوفیاء کرام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ ہمہ وقت اپنے محبوبِ حقیقی کی بندگی میں سرِ تسلیم خم کئے رہتے ہیں اور ساری زندگی اسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق بسر کرتے ہیں۔ ان کی زندگیاں ریاء کی گرد سے پاک اور نمود کی آلائش سے مبرا ہوتی ہیں۔

آفتابِ طریقت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسرے مقام پہ رقمطراز ہیں۔

"چوں اہل ایں قصہ اخلاق و معاملات خود را مہذب کردہ اند واز آفات طبیعت براجستند مر ایشاں را صوفی خوانند و ایں اسمی است مر آں گروہ را از اسماء علام۔

(کشف المحجوب صد ۴۱ - فارسی)

"جب صوفیاء اپنے اخلاق اپنے معاملات اور اپنے آپ کو مہذب بناتے ہیں نیز اپنے قلوب کو دنیا کی نمود و نمائش سے پاک کرتے ہیں تو اس وقت انہیں صوفی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ نام اس گروہ کے لئے اسمائے علام میں سے ہے۔"

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صوفی کی نسبت صفا کی طرف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

marfat.com

ان الصفا صفة الصدیق
ان اردت صوفیاء علی التحقیق

"اگر تو فی الحقیقت صوفی بننا چاہتا ہے تو اپنے اندر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صفتِ صفا پیدا کر"۔

صوفیاء کرام کی کوشش صرف یہ ہی نہ تھی کہ انسان کے ظاہری اعمال درست ہو جائیں بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ برائی کے چشمے ہی نہ رہیں۔ انسان کا دل برائی کی طرف راغب ہی نہ ہو کہ دل کی نجاست جسم کی نجاست سے بدرجہا بری ہے۔ تعلیماتِ تصوف، تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کر کے اپنی لوحِ قلب کو چمکانے کا نام ہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تطہیرِ باطن کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

"آنچہ صفا را اصل و فرعی است اصلش انقطاع دل است از اغیار و فرعش خلوت دل است از دنیا غدار و ایں ہر دو صفت صدیق اکبر است ابوبکر عبد اللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما از انچہ امام اہل ایں طریقت او بود۔

(کشف المحجوب ص ۳۲)

marfat.com

"اس بنا پر تطہیرِ باطن کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔
اصل کا تقاضا ہے کہ دل غیر اللہ سے پاک ہو اور فرع کا تقاضا ہے کہ دل دنیا غدار کے مکر و فریب اور اسکی محبت سے خالی ہو یہ دونوں صفتیں حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیں جو اہلِ طریقت کے امام ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے مزید ایک لطیف نکتہ بیان کیا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں۔

" و بر مقتضی لغت اشتقاق ایں اسم داد دست نگردد از ہیچ چیزی ازان کہ معنی عظیم تر ازاں است کہ ایں جنسی بود تا ازان جا مشتق بود کہ داشتقاق شئ از شئ مجانست خواہد و ہرچہ ہست ضد صفاست اشتقاق شئ از ضد نکند پس ایں معنی اظہر من الشمس است عند اہلہ و حاجت مند عبادت نشود و متحاج اشارہ نگردد"۔

(کشف المحجوب صہ ۳۵)

" لفظ صوفی کا لغوی طور پر کسی چیز سے اشتقاق درست نہیں کیونکہ یہ معنی کے اعتبار سے بہت ہی عظیم اور بلند ہے۔
اشتقاق کے لئے جنس کی ضرورت ہے کیونکہ اشتقاق مجانست

کا تقاضا کرتا ہے۔ یہاں جو کچھ ہے وہ صفا کی ضد ہے (یعنی کدر ہے) کوئی شئی اپنی ضد سے مشتق نہیں ہو سکتی اور یہ حقیقت بالکل اظہر من الشمس ہے لہذا صوفیاء کرام کے نزدیک یہ محتاج تعریف نہیں نہ تو یہ کسی عبارت سے بیان کر سکتے ہیں اور نہ کسی اشارہ سے"۔

مقصد کلام یہ ہے کہ انسان اگر اپنی ذات کی تکمیل اور اپنے حقیقی نصب العین کو کامیابی کے ساتھ حاصل کرنا چاہتا ہے تو محض اس دنیا کی رنگینیوں میں ہی نہ کھو جائے بلکہ اس کی دل وابستگی اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیئے۔ ساتھ ہی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کے لئے بھی ہمہ اوقات آمادہ رہے اور خوش دلی کا اظہار کرے۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

مقامِ خویش اگر خواہی دریں دیر
بحق دل بند و راہِ مصطفٰے رو

marfat.com

صوفیائے کرام کے نزدیک

صُوفی کی حقیقت

حقیقی صوفیائے کرام کے ہاں جو صُوفی کا مفہوم ہے ہم وہ واضح کرتے ہیں کیونکہ بعض نام نہاد صوفیوں نے اہلِ تصوف کا روپ دھار کر تصوف اور اہلِ تصوف کو بدنام کر دیا ہے اور ایسے اشخاص کی نشاندہی ہر دَور میں ہوتی رہی۔

حضرت شیخ ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جعلی صوفیاء کے متعلق اپنا فیصلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نام نہاد صوفی "طمع" کو "ارادہ" کہتے ہیں۔ "سوءِ ادب" کا نام "اخلاص" رکھا ہے۔ حق سے "خروج" کو "سطح" کہتے ہیں اور مذموم چیزوں سے "تلذذ" کو "تطبیب" (اچھی چیزوں سے فائدہ اٹھانا) کہتے ہیں۔ خواہشات نفس کی پیروی کو "ابتلا" اور دنیا کی طرف رجوع کو "وصول" اور بدخلقی کو "صولت" (دبدبہ) اور بخل کو "شکاوۃ" (احتیاط) اور بدزبانی کو "ملامت" کا نام دے رکھا ہے حالانکہ یہ صوفیاء کا طریقہ نہیں۔"

(آداب المریدین ص ۳۵)

marfat.com

نیز موصوف نے تعلیماتِ تصوف پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"صوفیوں کے اخلاق میں حلم۔ تواضع۔ نصیحت۔ شفقت۔ برداشت۔ موافقت۔ احسان۔ مدارات۔ ایثار۔ خدمت۔ الفت۔ بشاشت۔ فتوت (مردانگی)۔ بذل جاہ۔ تلطف۔ مروت۔ طلاقت (کشادہ روئی)۔ سکون۔ وقار۔ جملہ مسلمانوں اور بالخصوص جو ان پر زیادتی کرے اس کے لئے دعائے خیر کرنا۔ ان کی تعریف کرنا۔ ان کے ساتھ حُسنِ ظن رکھنا۔ اپنے آپ کو حقیر سمجھنا۔ بھائیوں کی توقیر کرنا۔ بڑوں کی تعظیم۔ چھوٹوں پر ترحم۔ جو کچھ کسی کو دے اگرچہ بہت ہو اس کو کم سمجھنا اور جو کسی سے لے اگرچہ وہ کم ہو اس کو زیادہ جاننا یہ سب باتیں داخل ہیں۔"

(آداب المریدین صہ ۳۴۔ ۳۵)

حضرت شیخ ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعلیماتِ تصوف کے زریں اصول بیان فرما کر یہ حقیقت واضح کر دی کہ اہلِ تصوف معاشرتی زندگی میں لوگوں کی طرف سے مشکلات برداشت کریں یعنی خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر مخلوقِ خدا کی طرف سے پیدا شدہ مصائب پر تحمل کریں۔ یہ

marfat.com

کیفیت سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے بخوبی نمایاں ہے۔ اہلِ اللہ کی زندگی میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا ہی پَرتو ہے۔ چنانچہ وہ زندگی میں مخلوقِ خدا سے شدید محبت کرتے اور الفت سے پیش آتے ہیں۔ ان کے سب وشتم پہ دعائیں دیتے اور طرح طرح کی مشکلات کو برداشت کرتے ہیں۔

بقول حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ؎

من کہ ملول گشتمی از نفسِ فرشتگاں

قال و مقالِ عالمی می شنوم برائے تو

یعنی میں جو ایسا تھا کہ فرشتہ میرے حضور میں اگر سانس بھی لیتا تھا تو مجھ پر ملال طاری ہوتا تھا۔ آج میں تیری خاطر دنیا کی ملامتیں برداشت کر رہا ہوں۔

صوفیاء کرام کے دینی و ملّی کارناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے تصوف کے بارے میں ان غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا جو پانچویں صدی ہجری کے زمانے تک مختلف طبقوں نے پھیلا رکھی تھیں۔ انہوں نے اسلامی تصوف کو اصل روپ میں نکھار کر پیش فرمایا۔

marfat.com

آمدم بر سرِ مطلب

اب ہم اپنے موضوع (صوفی کی حقیقت) کی طرف آتے ہیں۔

(۱) حضرت حسین بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نکتہ نظر ملاحظہ ہو۔

"الصوفی واحد فی الذات لایقبله احد ولا یقبل احد"

(ایقاظ الھمم فی شرح الحکم ص۵)

"صوفی اس انسان کو کہتے ہیں جو واحد فی الذات (یک و تنہا) ہو۔ نہ کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا اسے قبول کرتا ہو اور نہ یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو قبول کرے۔ یعنی وہ غیر اللہ سے اپنے تعلقات منقطع کر کے صرف مشاہدہ حق میں مستغرق ہوتا ہے۔

(۲) عظیم محدث حضرت مُلّا علی قاری رحمہ الباری لکھتے ہیں۔

"فان بدایته ان یکون متصفا بنهایة ماثبت بالنبوة علمًا وعملًا وتعلیمًا علی شریطة الاخلاص وامانهایة فالذی یمکن ان یعبر عنها ان یصیر مستغرقًا فی مشاهدة مولاه وفانیًا عما سواه۔"

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص۳۰۴)

marfat.com

"صوفی کی ابتدا یہ ہے کہ وہ ہر اس چیز کے ساتھ انتہائی مخلص ہو کر متصف ہو جو نبوت سے از روئے علم، عمل یا بطور تعلیم ثابت ہو اور اس کی آخری منزل یہ ہو کہ اسے اپنے محبوبِ حقیقی کے مشاہدہ میں مستغرق تعبیر کیا جاسکے کیونکہ اس کے سوا ہر چیز کو فنا ہے۔" ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

محبت کا آخری مرحلہ یہ ہے کہ محب محبوب کی ذات میں اس طرح سما جائے کہ محب کا اپنا کچھ نہ رہے۔ رنگ و روپ، جمال و کمال سب محبوبِ حقیقی کا ہو۔ صوفی کی معراج اتنے کمال پہ نظر آئے جہاں دوئی کا تصور بھی نہ ہو اور وحدت محض رہ جائے۔ غالباً ایسے ہی مقام کے لئے کہا گیا ہے۔

تو من شدی من تو شدم
من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں!
من دیگرم تو دیگری!!

(۳) حضرت ابو عبداللہ حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوفی کی تعریف

کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"الصوفی من استصفاہ الحق لنفسہ تو درا"۔

صوفی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چن لیا ہو۔

(حیاتِ صوفیہ تلخیص نفحات الانس۔ اردو صـ ۶۴-۶۵)

④ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "صوفی وہ ہے جو اپنی مراد کو مرادِ حق کے تابع کر دے۔ دنیا ترک کرے اور مقدرات کی موافقت کرنے لگے"۔

(قلائد الجواہر۔ اردو۔ صـ ۲۲۴)

⑤ اہلِ تصوف میں کسی نے ایک صوفی سے سوال کیا کہ صوفی کی تعریف کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا" جو نہ تو کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی اس کا مالک۔ بالفاظ دیگر یہ کہ دنیاوی حرص وطمع نے اسے اپنا غلام نہ بنا رکھا ہو"۔

(تعرف اردو صـ ۳۸)

⑥ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ میں صوفی کی تعریف یہ ہے۔

" الصوفی من الکدر و امتلا من الفکر وانقطع الی اللہ من البشر واستوی عندہ الذھب والمدر"

marfat.com

(نشاۃ التصوف الاسلامی صہ۱۸)

"صوفی وہ شخص ہے جو کدر (گندگی) سے پاک وصاف ہو ہمہ وقت غور وفکر میں مصروف ہو، عام لوگوں سے اپنے تعلقات ختم کر کے اللہ تعالیٰ سے ہی لَو لگا لے اور اس کے ہاں سونا اور مٹی یکساں ہو"۔

⑦ حضرت ابو تراب بخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صوفی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"الصوفی لا یکدرہ شی ویصفو بہ کل شی"

(نشاۃ التصوف الاسلامی صہ۱۸)

"صوفی وہ انسان ہے جس کا دل کوئی چیز میلا کچیلا نہ کر سکے اور اس سے ہر چیز کی تطہیر ممکن ہو"۔

⑧ حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "الصوفی من صفاء اللہ قلبہ"۔

التصوف الاسلامی الخالص صہ۸۹)

"صوفی وہ ہے جس کا دِل حق تعالیٰ کے لئے پاک وصاف ہو"۔

⑨ حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوفی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "صوفی فانی زخویش و باقی بحق ہوتا ہے"۔

marfat.com

(قرآن اور تصوف صہ ۱۴)

(۱۰) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں صوفی کی حقیقت یہ ہے۔

"الصوفی اذا نطق بان نطقہ من الحقائق وان سکت نطقت عنہ الجوارح بقطع العلائق"۔

(کشف المحجوب صہ ۳۶)

"جب صوفی گفتگو کرتا ہے تو اس کی زبان سے حقائق نکلتے ہیں اور جب خاموش ہوتا ہے تو اس کے اعضاء خواہشاتِ نفسانیہ منقطع ہونے کی گواہی دیتے ہیں"۔

(۱۱) حضرت شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک صوفی کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا "میرے نزدیک صوفی وہ لوگ ہیں جو بعد رفہم سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قائم ہیں اور اپنے دلوں کے ساتھ اسکی طرف متوجہ ہیں اور اپنے نفوس کی شرارتوں سے بچنے کے لئے اپنے پیشوا اور سردار کا دامن پکڑے ہوئے ہیں"۔

(عوارف المعارف۔ اردو۔ صہ ۱۹۰)

marfat.com

تعلیماتِ تصوّف کا مقصود

تعلیماتِ تصوّف کی غرض و غایت ہمیشہ سے قرب وصالِ ذاتِ الٰہی کا حصول رہا۔ راہِ تصوف درحقیقت صوفیاءِ کرام کے نزدیک تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کا ایک مخصوص طریقہ ہے۔ اس طریقہ سے عبادات، ریاضت اور مجاہدات میں مصروف ہونے سے قلب نہ صرف کدورتوں اور آلائشوں سے پاک ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی صحیح عبادت اور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کُلّی اطاعت کا جذبہ اور شوق بھی سالک کے دل میں جاگزیں ہوجاتا ہے۔ استغناء، توکل، فقر و قناعت، ذکر و فکر اور ایثار جیسے اوصافِ حمیدہ سے صوفی متصف ہوجاتا ہے۔ ساجد اور مسجود کے درمیان جو حجابات حائل ہوتے ہیں رفتہ رفتہ سب مرتفع ہوجاتے ہیں یہاں تک کہ روحِ انسانی اپنے کمال تک رسائی حاصل کرلیتی ہے۔

marfat.com

تصوّف قرآنِ حکیم کی روشنی میں

تصوف کی عمارت قرآنِ حکیم کی تعلیمات ، احادیثِ نبوی، سیرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ،صحابہ کرام کی پاک زندگیوں ، تابعین و تبع تابعین کی پاکیزہ مثالوں ،صالحین کے مقدس کردار اور ان کی زندگیوں کے عملی نمونوں پر استوار ہے۔ صوفیاء کرام کی مستند تواریخ و سوانح حیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی صوفی نے کبھی بھی حدودِ شرعیہ سے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی ترکِ دنیا ، ترکِ اسباب، ترکِ عمل کو اپنا شعار بنایا بلکہ معاشرتی میل جول کو اس حد تک قائم رکھا جس سے فرض تبلیغ اور خدمتِ خلق کی ذمہ داری بطریقِ احسن نبھائی جاسکے۔

اسلامی تصوف کی بنیاد قرآن حکیم کی متعدد آیات ہیں جن میں طلبِ مغفرت ۔صبر و رضا ۔ مجاہدہ ۔ توکل ۔عبادت ۔ دنیا کی بے ثباتی ۔ اسرار و معارف کا تجسس ۔کائنات اور اس کی ابتدا و انتہا کا علم اور رجوع الی اللہ کی ترغیب دلائی گئی ہے۔تصوف بھی ان امور کی تعلیم دیتا ہے ۔ اکثر اہل اللہ اور محققین نے

marfat.com

تصوف کے وسیع اور عمیق موضوع پر قرآنِ حکیم کی رُو سے تحقیق کی ہے۔

سیّد احمد جعفری نے اپنی کتاب انوارِ اولیاء (کامل) میں درج ذیل قرآنی آیات سے تصوف کی حقیقت کو ثابت کیا ہے۔

○ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ (سورۃ ھود)

"اپنے رب سے معافی چاہو پھر اسکی طرف رجوع لاؤ"۔ (کنز الایمان)

○ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (سورۃ نور)

"اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ"۔ (کنز الایمان)

○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط (سورۃ التحریم)

"اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے"۔ (کنز الایمان)

○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا۔ (سورۃ آلِ عمران)

"اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور

marfat.com

سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو۔ (کنزالایمان)

○ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔ (سورۃ زمر)

"صابروں کو ہی ان کا ثواب بھرپور دیا جائیگا بے گنتی"۔ (کنزالایمان)

○ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ ۔ (سورۃ محمد)

"اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں کو اور صابروں کو"۔ (کنزالایمان)

○ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔ (سورۃ شوریٰ)

"اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں"۔ (کنزالایمان)

○ وَتَوَكَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ ۔ (سورۃ الفرقان)

"اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا"۔ (کنزالایمان)

○ وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ (سورۃ المائدہ)

"اور مسلمانوں کو اللہ پر ہی بھروسہ چاہیئے"۔ (کنزالایمان)

○ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ۔ (سورۃ آلِ عمران)

marfat.com

"اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو"۔ (کنزالایمان)

○ اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ الَّذِیۡنَ یَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَ یَتَفَكَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ۔ (سورۃ آلِ عمران)

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں غور کرتے ہیں"۔ (کنزالایمان)

○ وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ۔ (سورۃ مزمل)

"اور اپنے رب کا نام یاد کرو"۔ (کنزالایمان)

○ وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰی یَاۡتِیَكَ الۡیَقِیۡنُ۔ (سورۃ حجر)

"اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو"۔ (کنزالایمان)

○ اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَهۡوٌ۔ (سورۃ الحدید)

"جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود"۔ (کنزالایمان)

○ وَمَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ۔ (سورۃ الحدید)

"اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال"۔ (کنزالایمان)

○ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا۔ (سورۃ فاطر)

(انوار اولیاء کامل صہ ۱۹)

"اے لوگو بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز دھوکہ نہ دے تمہیں دنیا کی زندگی" (کنز الایمان)

تاریخی شواہد کی روشنی میں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ صوفیاء کرام کے فکر و فلسفہ کا محور و مرکز اور ان کی تعلیم، تلقین اور ترغیب کا سب سے بڑا ہدف مخلوقِ خدا کے دلوں میں جذبۂ عشقِ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم راسخ کرنا تھا۔ یہ اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ محبتِ الٰہی اور محبتِ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی انتہائی کیفیت کا نام عشق ہے۔ دنیائے تصوف میں عشق کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ صوفیاء کرام محبتِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ہی اصل ایمان جانتے ہیں اور یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ (سورۃ آلِ عمران)

"اے محبوب تم فرما دو لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے

marfat.com

فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔" (کنزالایمان)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

ہر کہ عشقِ مصطفےٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشہ دامان اوست

تصوف میں روحانی ارتقاء کے مدارج و منازل اور سلوک کی راہیں کامیابی سے طے کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سالک عشقِ الٰہی اور محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہونے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی حرص و ہوا اور جملہ عیوب سے بھی پاک و صاف ہو۔ ؎

عشق دمِ جبریل، عشق دلِ مصطفےٰ
عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام

شریعت کی تعلیم کے ساتھ تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تطہیرِ باطن اور معرفتِ خداوندی کی تعلیم نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت کے لئے مسجد نبوی سے متصل کونے میں بصورت چبوترہ ایک مرکز اس کام کے لئے مخصوص فرمایا جس میں قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرنے والے اصحابِ

marfat.com

صُفّہ کہلاتے تھے۔ یہ اصحاب ہمہ اوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت میں مصروف رہتے تھے۔

سلطان الاولیاء حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے متعلق رقمطراز ہیں۔

"واندر وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقراء مہاجرین بودہ اند آنانکہ اندر حکم آداب عبودیت حق تعالیٰ وصحبت متابعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نشستہ بودند اندر مسجد وے...... چنانکہ خدائے عزوجل گفت۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ونیز گفت وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا......

(کشف المحجوب صہ ۲۰-۲۱)

"سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک عہد میں ایسے فقراء مہاجرین تھے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے آداب سیکھتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کے لئے مسجدِ نبوی میں بیٹھے رہتے تھے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ

marfat.com

نے حضور علیہ السلام کو ان کی صحبت کے لئے مامور فرمایا جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے "اور دُور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے ہیں"۔ نیز فرمایا "اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگھار چاہو گے"۔

(کنز الایمان)

ان آیاتِ قرآنیہ سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ تصوف خالص اسلامی فکر ہے غیروں کے کسی فلسفے کے ساتھ اس کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔

مرجعِ خواص وعوام حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تصوف گفتار کا نہیں کردار کا نام ہے۔ آپ اس آیتِ کریمہ سے استدلال کرتے ہیں۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔

(سورۃ الفرقان)

"اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پہ آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام"۔ (کنز الایمان)

marfat.com

جس سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ تطہیرِ باطن تصوف کی اصل اور روح ہے جو دینِ قیم کی غرض اور جمیع انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا حقیقی مقصود ہے۔ تصوف کا سرچشمہ اور منبع قرآن اور احادیثِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ ان کی تعلیم سے تصفیۂ قلب کا آغاز ہوتا ہے اور پھر انہیں کے اسرار و رموز ہیں جو حضور علیہ السلام کے وسیلہ سے الم نشرح ہو کر تصفیۂ قلب کی تکمیل کرتے ہیں۔

ان حقائق کے ہوتے ہوئے معترضین اور معاندینِ تصوف کے جمیع اعتراضات فرسودہ نظر آتے ہیں۔ حقیقت میں انہوں نے تصوف کے اصل مآخذ (قرآن و حدیث) کا مطالعہ کرنے کی زحمت ہی نہیں کی۔ انہوں نے کالی بھیڑوں (نام نہاد صوفیاء) کی رسومات کو دیکھا اور پھر اعتراضات کے تیر برسانے شروع کئے۔ حالانکہ اصل مآخذ تک رسائی کے بغیر حقیقت کیونکر واضح ہو سکتی ہے۔ اگر تعصب کی عینک اتار کر تصوف کے اصل ماخذ (قرآن و حدیث) کا مطالعہ بنظرِ عمیق کیا جائے تو اعتراضات دُور ہونے کے ساتھ حقیقت بھی نکھر کر سامنے آ جائے گی مگر اخلاص و صداقت کی شرط حتمی ہے۔

marfat.com

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

قلندر لاہوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ؎

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر با او نہ رسیدی تمام بولہبی است
مقام خویش اگر خواہی دریں دیر
بحق دل بند و راہ مصطفےٰ رو

marfat.com

تصوف احادیثِ نبویہ کی روشنی میں

قرآن کریم کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ آپ کے ارشادات اور آپ کا ہر عملِ مبارک تصوف کے اصولوں کو ترتیب دینے میں سنگِ میل ثابت ہوا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دینِ اسلام اور تعلق مع اللہ کے بعد سب سے زیادہ اہمیت جس چیز کو دی وہ تطہیرِ باطن، تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس ہے۔ اس کے لئے ریاضت، مجاہدہ اور عبادات کے اصول اور ضابطے مقرر فرماتے ہوئے

"کن فی الدنیا کانك غریب او کعابر سبیل"

کا درس دیا۔

اب ہم سب سے پہلے اس حدیثِ پاک کی وضاحت اور تشریح کریں گے جو "حدیث احسان" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ناگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورتِ انسان حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دو زانو مؤدب بیٹھ کر چند سوالات کرنے لگے۔

marfat.com

سوال اوّل، یا محمد اخبرنی عن الاسلام ؟

" اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اسلام کی حقیقت بتائیے کیا ہے ؟

جواب، قال الاسلام ان تشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ و تقیم الصلوٰۃ وتوتی الزکوٰۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا۔

قال صدقت۔

"حضور علیہ السلام نے فرمایا اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھے اور اگر سفر کے خرچ کی استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے"۔

اس نے عرض کیا کہ" آپ نے سچ فرمایا"۔

سوال دوم: قال اخبرنی عن الایمان۔

" اس نے کہا کہ مجھے ایمان کی حقیقت بتائیں ؟

جواب:- قال ان تؤمن باللہ و ملائکتہ و کتبہ

marfat.com

ورسله وباليوم الاخر وتومن بالقدر خيره

وشره ۔

قال صدقت ۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر۔ اس کے فرشتوں پر۔ اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ قیامت کے دن پر اور ایمان لاؤ تقدیر پر اچھی ہو یا بُری۔

اس نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا۔

سوال سوم:۔ قال اخبرنی عن الاحسان؟

اس نے کہا کہ مجھے احسان کی حقیقت بتائیں؟

جواب:۔ قال ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن

تراه فانه يراك ۔

قال صدقت ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو اپنے اللہ کی عبادت کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اگر ایسے ممکن نہ ہو تو پھر ایسے عبادت کر کہ گویا خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔

marfat.com

اسی احسان کو اصطلاحی زبان میں تصوف کہتے ہیں۔ احسان و تصوف ایمان و اسلام کی روح ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

"بدانکہ بنائے دین و کمالِ آن بر فقہ و کلام و تصوف است و ایں حدیث شریف بیان ایں ہر سہ مقام کردہ۔ اسلام اشارت بہ فقہ است کہ متضمن بیان اعمال و احکام شرعیہ است و ایمان اشارت باعتقادات کہ مسائل اصول کلام اند و احسان اشارت باصل تصوف کہ عبادت از صدق توجہ الی اللہ است و جمیع معانی تصوف کہ مشائخِ طریقت بآں اشارت کردہ اند راجع ہمیں معنی است و تصوف و کلام لازم یک دیگر اند کہ ہیچ یکے بے دیگرے تمامی نہ پذیرد و در صورت نہ بندد و تصوف بے فقہ صورت نہ بندد زیرا کہ حکم الہٰی بے فقہ شناختہ نشود و فقہ بے تصوف تمام نشود زیرا کہ عمل بے صدق توجہ تمامی نہ پذیرد و ہر دو بے ایمان صحیح نگردد بر مثالِ روح و جسد کہ ہیچ کدام بے دیگرے وجود نگیرد و کمال نہ پذیرد و ازیں جا فرمودہ امام مالک رضی اللہ عنہ من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق و من تفقہ

ولم یتصوف فقد تفسق و من جمع بینھما فقد تحقق کمال جامعیت ایں است باقی ہمہ زیغ و ضلال ۔

{اشعۃ اللمعات ۔ اردو ۔ ج ۱ ص ۲۰۴ - ۲۰۵
ترجمہ از علامہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی}

"معلوم ہونا چاہیئے کہ دین کی بنیاد اور اس کا کمال تین چیزوں پر ہے فقہ، علم عقاید اور علم تصوف و سلوک پر ۔ اس حدیث نے یہ تینوں مقام بیان فرما دئیے ۔ اسلام فقہ کی طرف اشارہ ہے جس میں اعمال و احکامِ شرعیہ کا بیان ہوتا ہے ۔ ایمان اعتقادی مسائل اور اصولِ کلام کی طرف اور احسان اصل تصوف کی طرف اشارہ ہے جو اللہ کی طرف سچی توجہ سے عبارت ہے ۔ تصوف کے تمام معانی جن کی طرف مشائخ طریقت نے اشارات فرمائے ہیں اسی معنی کی طرف لوٹتے ہیں ۔ لہذا تصوف اور علم عقائد و کلام ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں ۔ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر نہ تو مکمل ہو سکتا ہے اور نہ ہی وجود میں آسکتا ہے نیز تصوف فقہ کے بغیر بھی معرضِ وجود میں نہیں آسکتا ۔ کیونکہ احکاماتِ الٰہیہ کی فقہ کے بغیر شناخت نہیں ہو سکتی اور فقہ تصوف کے بغیر ادھوری ہے ۔ کیونکہ سچی توجہ کے بغیر عمل کی تکمیل ناممکن

marfat.com

ہے اور یہ دونوں ایمان کے بغیر ایسے صحیح اور درست نہیں ہو سکتے۔ جیسے روح اور جسم ایک دوسرے کے بغیر وجود میں نہیں آسکتے اور نہ ان میں کمال پیدا ہو سکتا ہے۔ اسی بنا پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص صوفی بنا لیکن علمِ فقہ حاصل نہ کیا تو وہ بے دینی کا شکار ہو گیا اور جس نے فقہ حاصل کی مگر تصوف و فکر اختیار نہ کیا تو وہ فسق میں مبتلا ہو گیا اور جس نے دونوں کو جمع کیا وہ تحقیق کے مقام پر فائز ہو گیا۔ کمال جامعیت ہی ہے باقی سب کجی اور گمراہی ہے۔

معاندینِ تصوف میں سے کسی کو تصوف کی اس حسین تشریح پر کوئی اعتراض کیونکر ہو سکتا ہے۔ تشریح کرنے والا "مرج البحرین" شخصیت کا حامل ہے اور حسنِ اتفاق کہ کتاب "مرج البحرین" کا مصنف بھی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "تصوف کی حقیقت، جسے شریعت میں احسان کہتے ہیں تین باتوں پر مبنی ہے۔ پہلی اصل تو یہ ہے کہ اعمالِ خیر مثلاً نماز۔ روزہ۔ ذکر۔ تلاوت وغیرہ کے ذریعے یقین پیدا کرنا۔ یہ تو ایک واضح بات ہے کہ سب مسلمان اپنی اپنی استطاعت

marfat.com

کے مطابق اعمالِ خیر انجام دیتے ہیں مگر ان کو یقین کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان کے اعمال کے ساتھ تین باتیں ملا دی جائیں تو یقین پیدا ہو سکتا ہے۔ ایک اخلاص فی العمل، دوسرے اعمالِ خیر کی زیادتی مثلاً تہجد، چاشت اور صبح و شام کے اذکار اور تیسرے ان اعمالِ خیر کی کیفیتِ خاصہ (یعنی خشوع و خضوع) قرآن کریم اور سُنّتِ مطہرہ میں انہی تین اساسیات کو "کیفیتِ احسان" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کی دوسری اصل یہ ہے کہ یقین سے جو مقامات پیدا ہوتے ہیں بموجب تحریر شیخ ابو طالب مکی کے دس ہیں۔

(۱) توبہ (۲) زہد (۳) صبر (۴) شکر (۵) رضا (۶) خوف (۷) توکل (۸) رجا (۹) فقر (۱۰) محبت۔ کوئی شخص اس سے ہرگز نہ سمجھے کہ مقامات انہی دس میں منحصر ہیں بلکہ ان کے سوا اور بھی ہیں۔ یقین جب انسان کے دل پر چھا جاتا ہے تو خوف و رجا سب اللہ تعالیٰ سے متعلق ہو جاتے ہیں اور اس کا اعتماد اسباب پر نہیں بلکہ مسبب الاسباب پر ہوتا ہے۔

ازالۃ الخفاء جلد ۲ صـ ۱۴۲ - ۱۴۳

بحوالہ سید ہجویر صـ ۸۲

marfat.com

خلاصۂ کلام :-

حدیث احسان کا مطلب یہ ہوا کہ اگر انسان کا ایسا وجود فنا ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کی رؤیت اور مشاہدہ میں مانع ہے اور وہ محبوبِ حقیقی کی یاد کو پورے انہماک اور استغراق کے ساتھ دل میں قائم رکھے۔ پھر جب دل کے تمام گوشے محبوبِ حقیقی کے ذکر و فکر اور تصوّر سے معمور ہو جائیں تو انسان اس دنیا میں جو کچھ دیکھے گا سب بے خیالی کی نظر ہو جائے گا۔ جس وقت استغراق کی یہ کیفیت نصیب ہو جائے تو حجابات اُٹھ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

عظیم محدث مُلّا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔

اذامت موتاً مجازیاً و دخلت فی حال الفناء و بقیت فی مقام البقاء تراہ رویۃ مشاھدۃ غیبیۃ۔

(مرقات جلد ۱ صہ ۱۴)

"جب تُو مجازی موت مر جائے تو غیبی طور پر اس کے مشاہدہ کی نعمت سے لطف اندوز ہو گا۔"

آسمانِ تصوف کے مہرِ منیر حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

marfat.com

درج ذیل حدیثِ نبوی سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حقیقی تصوف یہی ہے۔

حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

کیف اصبحت یا حارثہ۔ قال اصبحت مؤمنا باللہ حقاً فقال انظر ما تقول یا حارثہ ان لکل شئ حقیقۃ فما حقیقۃ ایمانک فقال عرفت نفسی عن الدنیا ما ستوی عندی حجرھا و ذھبھا و فضتھا و مدرھا فاسھرت لیلی و اظمأت نھاری حتی صرت کانی انظر الی عرش ربّی بارزاً وکانی انظر الی اھل الجنۃ یتزاورون فیھا وکانی انظر الی اھل النار یتعادون وفی روایۃ یتعادرون (الحدیث)۔

(کشف المحجوب صہ ۳۴)

حضور علیہ السلام نے فرمایا اے حارثہ آج تم نے کس حال میں صبح کی۔ حضرت حارثہ نے عرض کیا کہ اس حال میں کہ میں عبد مؤمن تھا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے ہوئے صبح

marfat.com

کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے حارثہ غور کرو کیا کہہ رہے ہو۔ ہر شئی کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ میرے نزدیک سونا، مٹی اور پتھر برابر ہیں۔ رات بیدار رہتا ہوں اور دن کو پیاسا۔ (رات کو عبادت کرتا ہوں اور دن کو روزہ رکھتا ہوں) اب میری یہ کیفیت ہے گویا میں اپنے رب کے عرش کو ظاہر دیکھ رہا ہوں اور گویا اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ میرے سامنے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"عرفت فالزم قال لها ثلثا" اے حارثہ تم نے پہچان لیا پس اس پر قائم رہو اور اسکی محافظت کرو۔ حضور علیہ السلام نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

صوفیاء کرام نے کبھی بھی احکام شریعت سے رُوگردانی کو جائز نہیں سمجھا بلکہ انہوں نے ہمیشہ احکامِ شریعت پر عمل کرنے کی تلقین کی اور خود بھی عبادت، ریاضت، مجاہدہ، اور نوافل کے ذریعے قربِ الٰہی حاصل کیا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیثِ قدسی میں ہے۔

marfat.com

ولا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتهٗ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ .... الی اخرہ۔

(بخاری شریف جلد دوم ص ۹۶۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو پھر میں اس کی سمع ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بصر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے"۔

اس حدیث کے تحت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

وکذالک العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ کنت لہ سمعًا و بصرًا فاذا صَارَ نور جلال اللہ سمعًا لہ سمع القریب والبعید واِذا صار ذالک النور بصرًا لہ رائی القریب والبعید واذا صار ذالک النور یدًا لہ قدر علی التصرّف فی الصعب والسھل والبعید والقریب۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۶۸۹)

یعنی جب بندہ عبادات پر مواظبت اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس کی سمع اور اس کی بصر ہو جاتا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ کا نورِ جلال اس کی سمع ہو جائے تو وہ قریب اور بعید کی بات سُن لیتا ہے اور جب یہ نور اس کی آنکھ بن جائے تو وہ قریب اور بعید کی چیز کو دیکھ لیتا ہے اور جب نورِ جلال اس کا ہاتھ ہو جائے تو وہ مشکل و آسان اور قریب و بعید پر قادر ہو جاتا ہے۔

حضرت علامہ جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں۔

"حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والغفران میگفتہ اند کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست و ما می گوئیم چوں روئے ناخنے است، ہیچ از نظر ایشاں غائب نیست"۔

(نفحات الانس۔ فارسی صہ ۳۴۸)

"حضرت عزیزان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی مثل ہے اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ زمین

marfat.com

روئے ناخن کی طرح ہے اور کوئی چیز ان کی نظروں سے غائب نہیں"۔

حضرت محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعًا

کخردلۃ علی حکم اتصال

"میں اللہ کے تمام شہروں کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ"۔

صوفیاء کرام کو یہ مرتبہ و مقام اور عرفان ذاتِ خداوندی احکام شریعت اور اسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی وجہ سے ملا ہے۔ یہ لوگ کائنات ہست و بود کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کی نظروں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ یہ حقیقت مندرجہ ذیل حدیثوں سے بھی ثابت ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

" اتقوا فراسۃ المؤمن! فانہ ینظر بنور اللہ عزوجل"

(کنز العمال۔ الجز احدی عشر مت^۸۸)

"مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے"۔

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری میں ایک حدیث لکھتے ہیں۔

"حضرت حنظلہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب ہم حضور کی خدمت

marfat.com

میں موجود ہوتے ہیں اور آپ دوزخ اور جنت کا تذکرہ فرماتے ہیں تو یوں ہوتا ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھوں سے جنت و دوزخ کو دیکھ لیتے ہیں لیکن جب آپ کے پاس سے نکل جاتے ہیں اور بیویوں، بچوں اور زمینوں کے جھگڑوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت کچھ (جنت و دوزخ کو) بھول جاتے ہیں"۔

فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر ہر وقت تم یونہی رہو جس طرح میرے پاس اور میرے نصیحت کرنے کے وقت ہوتے ہو تو فرشتے تمہاری خواب گاہوں اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں۔ مگر حنظلہ وقت وقت ہوتا ہے (کبھی حضوری کا وقت کبھی غیبوبیت کا)۔ یہ الفاظ حضور نے تین مرتبہ فرمائے۔

(تفسیر مظہری۔ اردو۔ جلد پنجم صہ ۵۲۱ - ۵۲۲)

(و مسلم شریف صہ ۳۵۵)

مذکورہ بالا تمام تفصیل و تشریح سے یہ بات (حقیقت) واضح ہو جاتی ہے کہ تصوف کا سلسلہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے عہدِ مبارک سے ہی شروع ہو گیا تھا۔

marfat.com

اب بھی اگر کوئی شخص تصوف اور اہلِ تصوف پر اعتراض کرے تو یہ اسکی غلط فہمی ہوگی۔ اگر یہ کہہ دوں تو بے جا نہ ہوگا کہ ایسے لوگ حقیقت میں "خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ۔ (البقرۃ) "اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کردی اور ان کی آنکھوں پر گھٹاٹوپ ہے"۔ (کنزالایمان) کا مصداق ہیں۔

marfat.com

تصوف

سیرتِ خلفائے راشدین کی روشنی میں

گذشتہ صفحات میں قرآن وحدیث کے حوالے سے یہ حقیقت واضح کی جاچکی ہے کہ تصوف کوئی نئی چیز نہیں اور نہ ہی غیروں کے افکار کا نتیجہ ہے بلکہ اس کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ اب ہم صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال اور ان کی سیرت کی روشنی میں تصوف پر گفتگو کریں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

حضرت شیخ ابونصر سراج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابوبکر واسطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ تصوف پر مبنی پہلا بیان امتِ محمدیہ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے ادا ہوا جس سے صوفیاء نے وہ لطیف مطالب اخذ کئے جس میں عقلاء الجھے رہے اور وہ بیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وقت دیا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا اے ابوبکر

marfat.com

تُو نے اپنے اہل و عیال کے لئے باقی کیا چھوڑا۔ تو ابوبکر صدیق نے جواب دیا "اللہ اور اس کا رسول"۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ حقائق تفرید میں اہلِ توحید کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی بلند اشارہ نہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے کئی اور اقوال بھی ہیں جو صوفیاء کے لئے معانی و لطائف کا منبع ہیں"۔

(کتاب اللمع۔ اردو۔ صہ ۲۰۵ - ۲۰۶)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

" صوفیاء کرام نے ترک دنیا اور حرص و منزلت کے چھوڑنے کو فقر پر اور ترکِ ریاست کی تمنا کو اس لئے پسند کیا کہ دین میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام مسلمانوں کے امامِ عام ہیں اور طریقت میں آپ تمام صوفیاء کے امامِ خاص"۔

(کشف المحجوب۔ اردو۔ صہ ۱۰۴)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ :-

شیخ ابو نصر سراج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف کتاب

marfat.com

اللمع میں لکھتے ہیں کہ۔

"صوفیاء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خصوصیات کو اپنے لئے نمونہ اور نشانِ راہ سمجھتے ہیں کیونکہ آپ پیوند لگے کھردرے کپڑے پہنتے، ترکِ شہوات فرماتے، مشکوک چیزوں سے اجتناب کرتے اور ہر معاملے میں وقار و شرافت کا اظہار فرماتے۔ حق کے واضح ثبوت ہونے کے بعد لوگوں کی ملامت کی پرواہ کیئے بغیر باطل کو مٹانے والے تھے۔ حقوق کے اعتبار سے اپنوں اور بیگانوں کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے۔ طاعات کو اختیار کرنے میں شدت برتتے"۔

کتاب اللمع۔ اردو۔ صہ ۲۱۲-۲۱۳)

نیز یہی موصوف مزید لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے چار چیزوں میں عبادت کو موجود پایا ہے۔

پہلی: اللہ کے فرائض کی ادائیگی

دوسری: اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں سے اجتناب

تیسری: فقط اللہ سے ثواب پانے کی خاطر امر بالمعروف کرنا۔

چوتھی: اللہ کے غضب سے بچنے کے لئے برائیوں سے

marfat.com

لوگوں کو روکنا۔

(کتاب اللمع ۔ اردو۔ صہ ۲۱۲ ۔ ۲۱۳)

آفتاب طریقت حضرت سیّد علی ہجویری رضی اللہ عنہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ" صوفیاء کرام گدڑی پہننے اور دین میں صلابت و سختی اختیار کرنے میں آپ کے پیروکار ہیں ۔ اس لئے کہ آپ جملہ امور میں سب کے امام ہیں ۔

(کشف المحجوب ۔ اردو ۔ صہ ۱۰۶)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔

صاحب کتاب اللمع لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تمکین سے نوازا گیا تھا جو کہ متحققین (صوفیاء) کے اعلیٰ مراتب میں سے ایک ہے اور حضرت عثمان کی جن خصوصیات سے صوفیاء کا تعلق ہے وہ متقدمین کی زبانی ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب ان سے تونگری اپنانے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا : کہ یہ مقام صرف انبیاء و صدیقین ہی کے لئے درست ہوتا ہے ۔

ابن الجلاء فقیر صادق کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

maarfat.com

اس کا اشیاء میں دخول غیر کے لئے ہوتا ہے اپنے لئے نہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا معاملہ بالکل ایسا ہی ہے کہ انہوں نے دنیا کے مال و متاع کو اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے خرچ کیا۔

(کتاب اللمع۔ اردو۔ صہ ۲۱۴)

حضرت شیخ نے اپنی اسی تصنیف لطیف میں مزید لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اچھائی کو چار اشیاء میں جمع پایا۔

۱۔ نوافل کے ذریعے اللہ سے محبت کے اظہار میں۔

۲۔ احکامِ خداوندی پر صبر میں۔

۳۔ اللہ کی مقرر کردہ تقدیر پر راضی رہنے میں۔

۴۔ اللہ کی نگاہ سے حیا کرنے میں۔

(کتاب اللمع۔ اردو۔ صہ ۲۱۷)

حضرت داتا علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "صوفیاء کرام جو جان و مال خرچ کرتے ہیں اور بلاؤں میں تسلیم و رضا اور عبادت میں اخلاص برتتے ہیں وہ سب انہی کی اقتداء میں ہے۔ درحقیقت آپ حقیقت و شریعت کے

marfat.com

امام برحق ہیں۔

(کشف المحجوب اردو صہ ۱۰۸)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :-

کتاب اللمع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مرقوم ہے:" حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ آپ کو اللہ نے گہرے مطالب و معانی، لطیف اشارات، علم ایمان اور معرفتِ توحید کے متعلق خوبصورت و دلنشین عبارات و اقوال سے نوازا۔ اس کے ساتھ آپ کے اخلاق اور عادات بھی ارفع تھیں۔ جملہ صوفیاء کرام آپ کی مذکورہ خصوصیات کو اپنے لئے ایک نمونہ سمجھتے رہے ہیں۔

(کتاب اللمع۔ اردو۔ صہ ۲۱۸)

یہی مصنف رقمطراز ہیں کہ۔

"کسی نے آپ سے سوال کیا کہ سب سے بڑھ کر بے عیب کون ہے! آپ نے فرمایا جس نے عقل کو اپنا امیر بنایا اور اسے کسی وزیر سے بچائے رکھا۔ جس نے موعظت کو اپنی زمام، صبر کو اپنا قائد، تقویٰ کو اپنا نگہبان، خوفِ خدا کو

اپنا جلیس اور موت و مصیبت کو اپنا دوست بنایا۔

(کتاب اللمع۔ اردو۔ صہ ۲۱۸)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رنگ نماز کا وقت داخل ہوتے ہی متغیر ہو جاتا اور کانپنے لگتے اور ایسی حالت میں جب آپ سے اس کا سبب پوچھا جاتا تو فرماتے اس امانت کو لوٹانے کا وقت آپہنچا ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ میں اس امانت کو بہتر طور پر ادا کر سکوں گا کہ نہیں"۔

(کتاب اللمع۔ اردو۔ صہ ۲۲۱۔ ۲۲۲)

کشف المحجوب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے حضرت داتا علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں "طریقت میں آپ کی شان عظیم اور مقام رفیع ہے"۔

(کشف المحجوب۔ اردو۔ صہ ۱۰۸)

" آپ علم طریقت اور اس کے معاملات میں ہمارے امام ہیں"۔

(کشف المحجوب اردو۔ صہ ۱۰۸)

" لہذا اہل طریقت کو چاہیئے کہ عبادات کے حقائق، اشارات کے وقائع، دنیا و آخرت کے مال سے انقطاع اور تقدیر الہی کے نظارہ میں آپ کی اقتداء کریں"۔ (کشف المحجوب اردو صہ ۱۰۹)

marfat.com

تصوف عہدِ تابعین میں

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،

طبقۂ تابعین میں مشہور و معروف تابعی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ۔

" آپ اہلِ تصوف کے مشائخ کبار میں سے ہیں۔ آپ نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ حیاتِ ظاہری اور عہدِ مبارک پایا ہے. لیکن دو چیزوں نے دیدارِ جمالِ جہاں آرا سے آپ کو روکے رکھا۔ ایک آپ کا غلبہ حال دوسرا آپ کی والدہ کا حق"۔

(کشف المحجوب۔ اردو صد ۱۲۵)

" جب رات ہوتی تو حضرت خواجہ اویس قرنی کے گھر میں جو کچھ (خوراک سامان) ہوتا سب خیرات کر دیتے اور کہتے بارالٰہا اگر کوئی بھوکا پیاسا یا ننگا مرجائے مجھ سے مواخذہ نہ کرنا"۔

(نسیم یمن فی حالات اویس قرن صد ۲۱)

marfat.com

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

طبقۂ تابعین میں سے حضرت سید علی بن عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ذکرِ خیر کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ کہ

"حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ اکابرِ طریقت میں سے ہیں۔ آپ کو طریقت اور معرفت میں کمال دسترس حاصل تھی۔ آپ صحابہ کرام کی مجلسوں میں رہے ہیں۔"

(کشف المحجوب۔ اردو۔ صہ ۱۲۹)

حضرت ہرم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے میری اکثر باتیں ہوئی ہیں۔ حضرت اویس قرنی نے مجھے بروایت حضرت عمر فاروق حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی۔

انما الاعمال بالنیات لکل امرئٍ ما نوی... آخر تک

(کشف المحجوب۔ اردو۔ صہ ۱۳۰)

"بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کے لئے وہی ہوگا جو اس کے ارادہ کیا۔"

marfat.com

تصوف تبع تابعین کے عہد میں

حضرت حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صاحب کشف المحجوب حضرت حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق رقمطراز ہیں۔

"آپ بلند ہمت، مردِ خدا اور صاحبِ کمال بزرگ ہیں، آپ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر توبہ فرمائی......

آپ نے ایک عرصہ تک حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے علم و طریقت کی تحصیل فرمائی۔"

(کشف المحجوب۔ اردو۔ صہ ۱۳۴)

حضرت حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا اللہ تعالیٰ کی رضا کس چیز میں ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا

"ایسے دل میں جہاں نفاق کا غبار تک نہ ہو۔"

(کشف المحجوب۔ اردو۔ صہ ۱۳۵)

حضرت حبیب بن اسلم راعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صاحب کشف المحجوب ان کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

marfat.com

مشائخ کبار میں آپ کی بڑی قدر و منزلت ہے جس پر تصوف کے تمام احوال میں بکثرت دلائل و شواہد مذکور ہیں۔ آپ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مصاحب ہیں۔ آپ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مومن کی نیت اس کے عمل سے افضل ہے"۔

(کشف المحجوب۔ اردو۔ صہ ۱۳۷)

حضرت حبیب راعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بزرگ نے عرض کیا مجھے کچھ نصیحت کیجئے تو حضرت نے ان کو جواب دیا کہ "اپنے دل کو حرص کی کوٹھری اور اپنے پیٹ کو حرام کی کوٹھری نہ بنانا"۔

(کشف المحجوب۔ اردو۔ صہ ۱۳۷)

ان حضرات کی سیرت لوگوں کے لئے ایک منارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان احباب کی پاکیزہ زندگیوں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ شریعت و طریقت جدا جدا نہیں بلکہ ایک ہی چیز ہے۔

marfat.com

تصوف بحوالہ تاریخ اسلام

تاریخی واقعات شاہد و عادل ہیں کہ دینِ اسلام کی تعلیم صوفیائے کرام کے ذریعے پھیلی۔ اسلام کے نظامِ ظاہر کو زندہ رکھنے اور پھیلانے کا کام انہی کی وساطت سے ہوا۔ انہوں نے ظالم حکمرانوں کو اسلامی قوانین اور نظامِ رحمت کو مکمل طور پر فراموش کر دینے سے روکا۔ اہلِ اللہ دنیا کے بادشاہوں کے سامنے بڑے بے باک اور حق گو ہوتے ہیں۔ ایران، مصر، یونان اور ہندوستان میں اشراقیوں اور جوگیوں وغیرہ سے آمنا سامنا ہوا تو صوفیائے کرام نے اپنی ریاضتوں اور مجاہدوں کے ذریعہ غیر مسلم، اشراقیوں اور جوگیوں کا رد کیا اور اپنی روحانی اور اخلاقی قوتوں کے ذریعے چار دانگِ عالم میں اسلام کا نور پھیلانے کا فریضہ سرانجام دیا۔ انہوں نے اپنے عمل اور قلم سے مذہب اسلام کی حقیقی روح سے عوام کو روشناس کیا۔ صوفیائے کرام نے ملتِ بیضاء کے عروقِ مردہ میں ہمیشہ نئی روح پھونکی۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"یورپ کے مستشرق جب اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو

marfat.com

انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کا سیاسی زوال کبھی ان کے دینی نظام کو تباہ نہ کر سکا بلکہ پروفیسر ہٹی (HITTI) لکھتا ہے اکثر ایسا ہوا کہ سیاسی اسلام کے تاریک ترین لمحات میں "مذہبی اسلام" نے بعض نہایت شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ ہالینڈ کے ایک فاضل لوکے گارڈ (FREDE LOKKEGAARD) نے دبے انداز میں اس بات پر استعجاب کا اظہار کیا ہے کہ گو اسلام کا سیاسی زوال تو بارہا ہوا لیکن روحانی اسلام میں ترقی کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔

(تاریخ مشائخ چشت ص ۱۱)

جب یونانی علوم عربی میں منتقل ہوئے تو معاندینِ اسلام کو دوسری راہوں سے اسلام پر حملہ آور ہونے کا موقع ملا اور علومِ شرعیہ میں نکتہ چینیاں کرنے لگے۔ اس طرح کئی لوگ صراطِ مستقیم سے ہٹ کر معتزلہ، جبریہ، قدریہ وغیرہ فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ اب ضروری تھا کہ دینِ مبین پر فلسفیوں کے حملہ کا جواب بحوالہ فلسفہ ہی دیا جاتا۔

چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی، امام ابوالحسن اشعری اور دیگر متکلمینِ اسلام نے فلسفۂ یونان میں کمال حاصل کیا اور بحوالہ

marfat.com

فلسفہ ہی جواب دے کر قرآن وحدیث کی فوقیت ثابت کی۔ حتیٰ کہ امام غزالی نے فلسفۂ یونان پر ایسا حملہ کیا کہ عرصہ دراز تک فلسفہ کے ہوش وحواس گم رہے۔ پھر مدت دراز کے بعد ابن رشد نے اسے کچھ سہارا دیا۔ سچ یہ ہے کہ صوفیائے کرام نے باطل کا مقابلہ کیا اور تصفیۂ قلب اور تطہیر باطن پر زور دیا۔

حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہندوستان کو تبلیغِ اسلام کے لئے کیوں منتخب کیا۔ اس کے متعلق پروفیسر آرنلڈ رقمطراز ہیں۔

"جب اجمیر جاتے ہوئے راستے میں دہلی ٹھہرے تھے تو وہاں آپ نے سات سو ہندوؤں کو مسلمان کیا تھا"۔

(دعوتِ اسلام۔ اردو۔ صہ ۲۷۹)

پروفیسر صاحب مزید ایک ایمان افروز داستان لکھتے ہیں کہ "مشہور ہے کہ جب خواجہ صاحب مدینہ منورہ زیارت کے لئے گئے تو وہاں سے آپ کو کفارِ ہند میں تبلیغِ اسلام کا حکم اس طرح ملا کہ رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے خواب میں تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ "خدا نے ہندوستان کا ملک تیرے سپرد کیا ہے وہاں جا اور اجمیر میں سکونت اختیار کر۔

marfat.com

خدا کی مدد سے دینِ اسلام تیرے اور تیرے ارادت مندوں کی پرہیزگاری سے اس سرزمین میں پھیل جائے گا۔

(دعوتِ اسلام اردو صہ ۲۷۹)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار:

ہندوستان میں سترھویں صدی میں ایک عالم جن کا نام شیخ احمد مجدد تھا جو ناحق قید کر دئیے گئے تھے ان کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے اپنے قیدی ساتھیوں میں سے کئی سو بت پرستوں کو مسلمان بنا لیا۔

(تاریخ دعوت و عزیمت۔ حصہ چہارم صہ ۱۶۴)

صوفیاء کرام کی تبلیغی مساعی نے ہر دَور میں مسلمانوں کے قلوب میں نورِ اسلام کی وہ شمع فروزاں کی جس میں امتِ مسلمہ کی بقا کی ضمانت موجود تھی۔

ایک مشہور ذی علم مستشرق پروفیسر ایچ۔ اے۔ آر گب نے بیان کیا ہے کہ

"تاریخِ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا لیکن بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہو سکا۔ اس

کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تصوف یا صوفیاء کا اندازِ فکر فوراً اس کی مدد کو آجاتا تھا اور اس کو اتنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کرسکتی تھی۔"

(تاریخ مشائخ چشت صـ۱۲)

صوفیاء کرام کی خدمات کا اجمالی خاکہ:

صوفیائے اسلام کی پیہم تبلیغی مساعی کو سمجھنے کے لئے پوری مسلم تاریخ کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ تاہم مختصر الفاظ اور انتہائی جامع مانع انداز میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے اس طرح بیان کیا ہے۔

۱۔ اسلام کی جو پاکیزہ تعلیمات کتابوں میں درج ہیں اور مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں صوفیاء نے اپنی خانقاہوں میں ان پر عمل کر کے دنیا کو دکھایا۔

۲۔ صوفیاء نے ہر زمانے میں اسلام کے اخلاقی اور روحانی نظام کو زندہ رکھا۔

۳۔ صوفیاء نے بادشاہوں کے سامنے علی الاعلان کلمۂ حق کہا۔

marfat.com

۴۔ صوفیاء سے بڑھ کر تبلیغ اور تعمیرِ سیرت کا فریضہ کسی جماعت نے انجام نہیں دیا۔

۵۔ جب مسلمانوں میں عقلیت کا مذاق پیدا ہوا اور انہوں نے قرآن کو اپنی عقل کے تابع بنانا شروع کیا تو صوفیوں نے محبتِ الٰہی کا درس دے کر عقلیت کے مضر نتائج کا ازالہ کیا۔

۶۔ جب فقہاء نے دین کے ظواہر پر زور دیا تو صوفیاء نے باطنی اصلاح اور قلبی طہارت کا درس دے کر قوم کو اعتدال کی راہ دکھائی۔

۷۔ صوفیاء نے ہر دور میں غیر اسلامی عقائد شرک اور بدعت کی تردید کی۔

۸۔ سرمایہ داری کے مقابلے میں انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت واضح کی۔

۹۔ بادشاہوں کو دینداری کی تلقین فرمائی۔

۱۰۔ صوفیاء کرام نے مسلمانوں کو توحید اور ایک نگاہی کا درس دیا اور تفرقہ بندی سے اجتناب کی تلقین کی۔

۱۱۔ اس نازک دور میں اہل اللہ نے ان کو محبت اور ہمدردی

maarfat.com

کا درس دیا جب مسلمان ایک دوسرے سے الجھنے لگے۔

۱۲۔ صوفیاء کرام نے اپنی پاکیزہ زندگی کے ذریعے کافروں کو مسلمان کیا۔

۱۳۔ صوفیاء نے دربارِ شاہی سے الگ تھلگ رہ کر ملوکیت کے مفاسد بیان کئے۔

۱۴۔ صوفیاء نے مسلمانوں کو جامِ وحدت پلایا۔

۱۵۔ صوفیاء بادشاہوں کو خوفِ خدا کا درس دیتے رہے۔

۱۶۔ صوفیاء نے کہا کہ خدا کے بارے میں بحث فضول ہے۔ خدا منطق کے ذریعے سے نہیں مِل سکتا۔ آئینۂ قلب کو صاف کرو تاکہ اس کا دیدار ہو سکے۔

۱۷۔ علماء نے دینی کتابیں لکھیں صوفیاء نے وہ آدمی تیار کئے جنہوں نے ان کتابوں کے احکام پر عمل کر کے انقلاب برپا کیا۔

۱۸۔ علماء (متکلمین ،معتزلہ ۔ حکماء) نے صرف دماغ کی آبیاری کی۔ صوفیاء نے دماغ کے ساتھ ساتھ دل کی تربیت اور اصلاح کا فریضہ بھی انجام دیا اور یہ بات محتاجِ بیان نہیں کہ اسلام میں اصل چیز دل ہے نہ کہ دماغ ۔ اگر دل

marfat.com

فاسد ہو جائے تو دماغ کا فاسد ہو جانا یقینی ہے چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

" آگاہ ہو جاؤ انسان کے جسم میں ایک عضو ہے اگر وہ فاسد ہو جائے تو سارا جسم فاسد ہو جائے گا اور اگر وہ صالح ہو جائے تو سارا جسم صالح ہو جائے گا اور سُن لو وہ عضو قلب ہے "۔

۱۹۔ صوفیاء نے انسان کو " الخلق عیال اللہ " (مخلوق اللہ کا کنبہ ہے) کا درس دیا۔

۲۰۔ علماء نے دلیلوں سے اسلام کی حقانیت کو واضح کیا اور صوفیاء نے مشاہدہ باطنی کے ذریعے سے اسلام کی صداقت واضح کی۔

لوگوں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ بشر حافی تو عالم دین نہیں ہیں پھر آپ ان کے پاس کیوں جاتے ہیں ؟ تو انہوں نے جواب دیا میں کتاب اللہ سے آگاہ ہوں مگر بشر حافی اللہ سے آگاہ ہیں۔ اس لئے ان کا مرتبہ میرے مرتبے سے بدرجہا زیادہ ہے۔

(تاریخ تصوف صہ ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲)

marfat.com

ایسے روشن حقائق کے ہوتے ہوئے یہ الزام لگانا کہ تصوف ایک الگ مذہب ہے در اصل یہ حقائق سے چشم پوشی پر مبنی ہے۔ صوفیاء کرام تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کا ہمیشہ درس دیتے رہے۔

marfat.com

ایک اعتراض کا علمی محاسبہ

تصوف اور اہلِ تصوف پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ اہلِ اللہ کے نزدیک شریعت اور ہے طریقت اور۔ یہ ان کی کم فہمی اور کوتاہ بینی ہے۔ دراصل اس اعتراض میں حقائق سے رُوگردانی اور فرسودہ سوچ کا عنصر کارفرما ہے ورنہ اہلِ تصوف کی پاکیزہ زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ ان کے نزدیک شریعت اور طریقت میں تضاد نہیں علمِ شریعت طریقت کی اولین ضرورت ہے۔ اس کے بغیر نہ تو خدا کی معرفت ممکن ہے اور نہ ہی خدا تک رسائی ہو سکتی ہے۔

ع کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

ان حالات میں ضروری ہے کہ اس جاہلانہ تصور اور بے بنیاد اعتراض کا رد بھی اہلِ اللہ کے کلام ہی سے کر دیا جائے چنانچہ

① حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ شریعت طریقت حقیقت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "شریعت احکام کے ظاہری احوال کا نام ہے اور انہی احکام پر دلجمعی کے ساتھ عمل کرنا طریقت ہے اور اس جمعیت و دلجمعی

marfat.com

میں رسوخ و ملکہ (مہارت) پیدا ہو جائے تو اس مرتبے کا نام حقیقت ہے"۔

(معمولات ابرار صہ ۳۹)

② حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "شریعت و طریقت اور حقیقت کو ہر چیز میں بیان کر سکتے ہیں مثلاً جھوٹ کہنا امر ممنوع ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اس کو کوشش اور مجاہدہ سے (جو کہ استقامت کا طریقہ ہے) زبان سے دُور کرے اس طرح کہ اس کے اختیار اور بے اختیاری سے اس کی زبان پر جاری نہ ہو تو یہ شریعت ہے۔ اس کے باوجود ممکن ہے کہ اس کے باطن میں جھوٹ کی خواہش باقی رہے پس اگر اس کو بھی کوشش اور مجاہدہ سے دفع کر دے ایسے کہ اس کا باطن کذب کی خواہش سے پاک ہو جائے تو یہ طریقت ہے اور اگر ایسا ہو جائے کہ بصورتِ اختیار یا بلا اختیار اس کے دل اور زبان سے جھوٹ سرزد نہ ہو سکے تو یہ حقیقت ہے"۔

(حضرات القدس اردو دفتر اوّل صہ ۲۳۳)

③ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ ارشاد

marfat.com

فرماتے ہیں کہ

"یہ خیال بڑا ناپختہ ہے کہ ہم طریقِ تصوف کو شریعت اور قرآن وسنت کے مخالف سمجھنے لگیں۔ حاشا وکلاّ ان دونوں چیزوں میں کوئی مغائرت یا اختلاف نہیں"۔

(مرج البحرین صہ ۶۰۔ ۶۱)

④ حضرت شیخ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ

"یہ لوگ کتاب وسنت کے عامل اور شریعت وطریقت کی تمام ظاہری و باطنی حدود کا احترام کرتے تھے۔ انہوں نے کبھی ظاہری شریعت اور باطنی طریقت میں تغافل یا تساہل سے کام نہیں لیا"۔

(مرج البحرین صہ ۶۲)

⑤ نیز یہی موصوف ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں۔

"ہماری طریقت کی بنیادیں کتاب وسنت پر ہیں جو ان کی مخالفت کرتا ہے ہمارے نزدیک وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ہم اسے منکر احکامِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ اگر ذکرِ الٰہی نماز اور تلاوتِ قرآنِ پاک میں ذوق حضوری قلب اور خشوع وخضوع حاصل ہو تو فتح الباب کی امید رکھنا

marfat.com

چاہیئے۔ اگر یہ چیزیں حاصل نہیں تو کچھ بھی حاصل نہیں جو شخص قرآن وحدیث پر غور وفکر نہیں کرتا، علماء وفقہاء کی صحبت سے دور رہتا ہے وہ بے ادب اور خراب وتباہ ہوگا۔"

(مرج البحرین صد ۶۲)

⑥ ایک عارفِ کامل کا فیصلہ ملاحظہ کیجئے۔

" جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ آثارِ شریعت سے گزرنا اور اسرارِ حقیقت پر مطلع ہونا کسی مخالفِ شریعت طریقہ سے حاصل ہوتا ہے وہ شخص خدا کا سرکش اور ضلالت ونسیان کے گڑھے میں پڑا ہے اور شیطان اسے ادھر ادھر سراسیمہ کر رہے ہیں حتیٰ کہ وہ ناکام ہی ہلاک ہو جاتا ہے اور بالآخر وہ زیاں اٹھا کر دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔"

(مافی الاسلام جلد ۲ صد ۲۲)

⑦ حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

" طریقت کی راہ بھی شریعت ہی سے نکلی ہے۔ شریعت وطریقت میں جو فرق ہے اس کو ہم بیان کرتے ہیں تم اسی سے سمجھ جاؤ۔ شریعت میں توحید، طہارت نماز، روزہ۔ حج۔ جہاد۔ زکوٰۃ

marfat.com

اور دوسرے احکامِ شرائع و معاملات ضروری کا بیان ہے طریقت کہتی ہے کہ ان معاملات کی حقیقت دریافت کرو۔ ان مشروعات کی تہ تک پہنچو۔ اعمال کو قلبی صفائی سے آراستہ کرو۔ اخلاق کو نفسانی کدورتوں سے پاک کرو جیسے ریاکاری ہے۔ ہوائے نفسانی ہے۔ ظلم و جفا ہے۔ شرک و کفر ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح نہ سمجھو تو یوں سمجھو ظاہری طہارت ظاہری تہذیب سے جس امر کو تعلق ہے وہ شریعت ہے۔ تزکیۂ باطن تصفیۂ قلب سے جس کو لگاؤ ہے وہ طریقت ہے۔ کپڑے کو دھو کر ایسا پاک بنا لینا کہ اس کو پہن کر نماز پڑھ سکیں یہ فعل شریعت ہے اور دل کو پاک رکھنا کدورتِ بشری سے یہ فعل طریقت ہے۔ ہر نماز کے لئے وضو کرنے کو شریعت کا ایک کام سمجھو اور ہمیشہ با وضو رہنے کو طریقت کا دستور العمل تصوّر کرو۔ نماز میں قبلہ رُو کھڑا ہونا شریعت ہے اور دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا طریقت ہے۔ حواسِ ظاہری سے جن معاملاتِ دینی کا تعلق ہے اس کی رعایت ملحوظ رکھنا شریعت ہے اور جن معاملاتِ دینی کو قلب و روح سے تعلق ہے اسکی رعایت کرنا طریقت ہے"۔ (مکتوبات صدی اردو ص ۱۹۶ ۔ ۱۹۷ مکتوب نمبر ۲۵)

marfat.com

حضرت شیخ کے مکتوبِ گرامی سے طویل اقتباس کے بعد یہ فیصلہ کرنا اب قارئین کا کام ہے کہ شریعت و طریقت میں تضاد ہے یا نہیں۔

⑧ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامنِ تصوف سے اس داغ کو دور کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

" طریقت اور شریعت ایک دوسرے کا عین ہیں۔ ان کے درمیان بال برابر بھی مخالفت نہیں۔ فرق صرف اجمال و تفصیل اور استدلال اور کشف کا ہے۔ جو چیز بھی شریعت کے خلاف ہے مردود ہے۔ ہر حقیقت جسے شریعت رد کرے مردود اور باطل ہے"۔

(مکتوبات امام ربانی۔ اردو۔ دفتر اول حصہ دوم صہ ۱۴۹)

⑨ اہل اللہ نے شریعت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ دنیائے تصوف کی عظیم شخصیت حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

" الشریعة المطهرة المحمدية ثمرة شجرة الملة الاسلامية شمس اضاءت بنورها ظلمة المكون اتباع شرعه يعطى سعادة الدارين احذر ان تخرج من دائرته اياك ان تفارق اجماع اهله"۔ (بهجة الاسرار صہ ۴۹)

marfat.com

"شریعت مطہرہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ملتِ اسلامیہ کے درخت کا ثمرہ ہے۔ یہ وہ سورج ہے جس کی روشنی سے کائنات کی ظلمتیں روشن ہوگئیں۔ اتباعِ شرع ہی سعادتِ دارین عطا کرتی ہے خبردار شریعت کے دائرہ سے باہر نہ نکل جانا اور اس جماعت سے علیحدگی اختیار نہ کرنا"

⑩ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"خارق عادات اگر از ولی موصوف باوصاف ولایت ظاہر گردد کرامت گویند و اگر از مخالفِ شرع صادر شود استدراج"

(لطائف اشرفیہ ص ۱۲۶)

"اگر خرق عادات ایسے ولی سے ظاہر ہوں جو اوصافِ ولایت سے موصوف ہو اس کو کرامت کہتے ہیں اور مخالفِ شریعت سے وہ چیز ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں"

⑪ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

"میں نے پہلے حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد المحاسبی کی صحبت اٹھائی اور یہی میری کامیابی کا راز ہے۔ جس شخص نے تصوف سے پہلے قرآن حفظ نہ کیا ہو اور حدیث میں

marfat.com

سند حاصل نہ کی ہو اسے دوسروں کی رہنمائی کا کوئی حق نہیں"۔

(قوت القلوب جلد ۲ صہ ۳۵)

صوفیاء کرام نے اگر ایک طرف حکمرانوں کو جھنجوڑا تو دوسری طرف سرکاری علماء و مشائخ کا تعاقب بھی کیا۔ ایک موقع پہ ان دونوں طبقوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"اے علم و عمل میں خیانت کرنے والو تمہیں ان سے کیا نسبت؟ اے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنو، اے راہزنو تم کھلے ظلم اور نفاق میں مبتلا ہو یہ نفاق کب تک رہے گا۔ اے عالمو اے زاہدو شاہان اور سلاطین کے لئے کب تک منافق بنے رہو گے کہ ان سے دنیا کا زر و مال اور اس کی شہوات و لذات لیتے رہو تم اور اکثر بادشاہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کا مال اور اس کے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن بنے ہوئے ہو"۔

(فیوض یزدانی۔ اردو مجلس ۵۱)

صوفیاء کرام نے کبھی بھی شریعت کا دامن نہیں چھوڑا اور نہ ہی طریقت کو مخالفِ شریعت سمجھا۔ انہوں نے خود بھی شریعت پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی شریعت پر عمل کرنے کی تلقین کی ہے۔ لہذا یہ

کہنا کہ صوفیاء نے شریعت و طریقت کو متضاد اور جُدا جُدا سمجھا ہے یہ ایک بے بنیاد الزام ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

(۱۲) جناب نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"(مشرب پیر) حُجت نمی شود دلیل از کتاب و حدیث می باید"۔

اخبار الاخیار صہ۸۲ فارسی)

"مشرب پیر حُجت نہیں۔ قرآن و حدیث سے دلیل پیش کرنی چاہیئے"۔

(۱۳) حضرت شیخ افضل الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

" حقیقت عین شریعت ہے اور شریعت عین حقیقت"۔

(شریعت و طریقت صہ۵۵)

(۱۴) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ طریقت۔ حقیقت۔ معرفت کا شریعت سے کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ تو آپ نے جواب دیا کہ "شریعت۔ طریقت۔ حقیقت معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالف نہیں۔ اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بددین۔ شریعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں اور طریقت حضور کے افعال اور حقیقت حضور کے احوال اور معرفت حضور کے علوم بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم"۔

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۱۰ صہ ۸۶)

⑮ حضرت شیخ عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"ہر چند کہ شریعت سر بسر حقیقت ہے اور حقیقت تمام شریعت۔ حقیقت کی بنیاد شریعت ہے۔ شریعت حقیقت کے بغیر اور حقیقت شریعت کے بغیر بے کار ہے اور عمل کرنے والے ان دو کے بغیر بے کار ہیں"۔

(روحِ تصوف)

معلوم ہوا طریقت نام ہی شریعت کا ہے۔ شریعت و طریقت میں کوئی تخالف و تضاد نہیں۔ اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا اور اپنی حرکت و سکون کو دینِ اسلام کا پابند بنا لینا یہ ہی طریقت ہے بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ؎

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

marfat.com

تصوّف اور رہبانیت

منکرینِ تصوف اہلِ اللہ کے بعض احوال و اقوال (مثلاً خاموشی۔ گوشہ نشینی۔ چلّہ کشی۔ قلتِ طعام۔ قلتِ منام۔ قلتِ کلام۔ کثرتِ صیام۔ زرد رنگ۔ آہ سرد۔ چشم گریاں۔ دنیا کی بے ثباتی کو دیکھ کر توجہ الی اللہ۔ غیرضروری اشیاء۔ احوال۔ اقوال وغیرہ سے اجتناب) کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ تصوف کا اسلام سے کوئی علاقہ نہیں یہ تو نری رہبانیت ہے۔ چنانچہ

ضیاءامت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری لکھتے ہیں۔

"صوفیائے کرام پر یہ الزام بڑی شدت سے عائد کیا جاتا ہے کہ انہوں نے عیسائی راہبوں کی طرح دنیا سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی تھیں اِن سے وہ لطف اندوز ہونے سے دست کش ہو گئے تھے"۔

(مقالاتِ ضیاء الامت جلد ۱ ص ۳۶۷)

نیز بعض نام نہاد اور جاہل صوفیوں کے خلاف شرع احوال و

اقوال کو بطورِ مثال پیش کر کے اپنا مدعا ثابت کرنے کی سعیٔ ناتمام کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں چند آیات و احادیث کے معانی و مفاہیم کو خلافِ حقیقت بیان کر کے صوفیاء پہ رہبانیت کا الزام لگانے کے ساتھ برملا کہتے ہیں "لا رھبانیۃ فی الاسلام" اسلام میں رہبانیت نہیں۔

اس الزام کے ازالہ کے لئے براہینِ قاطعہ اور دلائل کثیرہ اتنی مقدار میں موجود ہیں کہ اگر ان سب کو یہاں جمع کیا جائے تو ایک الگ کتاب معرضِ وجود میں آجائے گی۔ تاہم موقع محل اور ضرورت کے پیشِ نظر طوالت سے اجتناب کرتے ہوئے چند حقائق ہدیۂ قارئین ہیں جن سے حقیقتِ تصوف مزید نکھر جائے گی اور مخالفین کے اعتراضات کافور ہو جائیں گے۔

یہ بات گذشتہ اوراق میں کتاب و سنّت، صوفیائے کرام کے اقوال و احوال کے علاوہ عقلی اور نقلی دلائل سے واضح کی جا چکی ہے کہ تصوف تعلیماتِ اسلامیہ کی کامل حقیقی و عملی صورت، حقیقتِ اسلام، روحِ اسلام اور مقصدِ اسلام ہے۔ اگر کوئی شخص علم تصوف کو اس کے برعکس کہے یا سمجھے تو نہ

marfat.com

ہی وہ علمِ تصوف ہے اور یہی اس کا قائل حق بجانب. ہم جس تصوف کی افادیت، اہمیت و ضرورت پر زور دیتے ہیں وہ وہی ہے جو تعلیماتِ اسلامیہ کے عین مطابق ہے نہ کہ مخالف.

چونکہ قرآن و حدیث اور فقہاء و صوفیاء کے اقوال میں کہیں بھی رہبانیت کی تائید نہیں ملتی بلکہ پیغمبرِ صادق جنابِ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "لا رهبانية في الاسلام" لہٰذا حقیقی تصوف وہی ہے جو رہبانیت سے دُور ہے اور جس میں رہبانیت کا پرچار ہے وہ اسلام اور تصوف سے ہٹ کر کوئی دوسری چیز ہے.

اب حقیقی تصوف کی تائید اور جاہل صوفیوں کی تردید میں اللہ جلّ جلالہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات اور صوفیاء کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں.

قرآن مجید اور رہبانیت کی تردید

تصوف اور قرآن و حدیث چونکہ لازم و ملزوم ہیں بایں وجہ تصوف پہ رہبانیت کا الزام سراسر بے بنیاد اور غلط ہے.

چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے.

makrat.com

(۱) يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔

(سورۃ البقرۃ)

"اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا"۔

(کنز الایمان)

(۲) وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (سورۃ البقرۃ)

"اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں"۔ (کنز الایمان)

(۳) وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَاجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ۔

(سورۃ حج)

"اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا اس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی"۔

(کنز الایمان)

(۴) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ

marfat.com

وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ۔ (سورۃ اعراف)

"تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک رزق"۔

(کنز الایمان)

۵ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔ (سورۃ المائدۃ)

"اے ایمان والو حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں"۔

(کنز الایمان)

امام بغوی نے اس آیت کے شانِ نزول میں لکھا ہے۔

"ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوماً ووصف القیامۃ فرق لہ الناس وبکوا فاجتمع عشرۃ من اصحابہ فی بیت عثمان ابن مظعون الجمحی وھم ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ وعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن

marfat.com

عمرو ابوذر الغفاری وسالم مولی ابی حذیفه و
المقداد ابن الاسود وسلمان الفارسی ومعقل
ابن مقرن رضی اللّٰه عنهم وتشاوروا واتّفقُوْا
علی ان یترهبوا ویلبسو المسوح ویُجِبُّوا مزاکیرهم
ویصوموا الدهر ویقوموا اللیل ولا ینامواعلی
الفرش ولا یاکلوا اللحم والودك ولا یقربوالنساء
والطیب ولیسیحوا فی الارض فبلغ ذالك رسول اللّٰه
صلی اللّٰه علیه وسلم فاتی دار عثمان بن مظعون
فلما یُصَادِفْهُ فقال لامرأته ام حکیم بنت ابی
اُمیه واسمها الخولاء وکانت عطارةِ احق مابلغنی
عن زوجك واصحابه فکرهت ان تکذب رسول
اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وکرهت ان تبدی علی
زوجها فقالت یارسول اللّٰه ان کان اخبرك عثمان
فقد صدك فانصرف رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه
وسلم فلما دخل عثمان اخبرته بذلك فاتی
رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم هو واصحابه
فقال لهم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الم

ابنا انکم اتفقتم علی کذا وکذا قالوا بلی یا رسول اللہ
وما اردنا الا بخیر فقال صلی اللہ علیہ وسلم انی
لم اومر بذلک ثم قال ان لانفسکم علیکم حقا
فصوموا وافطروا وقوموا وناموا فانی اقوم وانام
واصوم وافطر واکل اللحم والدسم واتی النساء
فمن رغب سنتی فلیس منی ثم جمع الناس و
خطبھم فقال مابال اقوام حرموا النساء والطعام
والطیب والنوم وشھوات النساء اما انی لست
امرکم ان تکونوا قسیسین ورھبانا فانہ لیس
فی دینی ترک اللحم والنساء والاتخاذ الصوامع
وان سیاحۃ التی الصوم ورھبانیتھم الجھاد
عبدوا اللہ ولاتشرکوا بہ شیئا وحجوا واعتمروا
واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وصوموا رمضان
واستقیموا یستقم لکم فانما ھلک من کان قبلکم
بالشدید شددوا علی انفسھم فشدد اللہ علیھم
فاولئک بقایاھم فی الدیارات والصوامع فانزل
اللہ عزوجل ھذہ الایۃ"۔

marfat.com

(تفسیر معالم التنزیل مع لباب التاویل (تفسیر خازن)

ج ۲ صہ ۸۲

" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں سے قیامت کے احوال کا ذکر فرمایا تو لوگوں پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی اور روئے۔ صحابہ کرام میں سے دس حضرات حضرت عثمان بن منطعون کے گھر جمع ہوئے۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ حضرت عبد اللہ بن عمر۔ حضرت ابو ذر غفاری۔ حضرت سالم مولی ابو حذیفہ۔ حضرت مقداد بن اسود۔ حضرت سلمان فارسی۔ حضرت معقل بن مقرن رضی اللہ عنہم۔ انہوں نے باہم مشورہ سے اس پر اتفاق کیا کہ رہبانیت اختیار کریں اور کمبل پہنیں اور اپنے آلۂ تناسل کو کاٹ ڈالیں اور ہمیشہ روزے رکھیں اور تمام رات قیام کریں اور فرش پر نہ سوئیں اور گوشت اور چربی نہ کھائیں اور نہ عورتوں کے قریب جائیں اور نہ خوشبو استعمال کریں اور زمین پر سیاحت کریں۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو حضور علیہ السلام حضرت عثمان

بن مظعون کے گھر تشریف لے گئے مگر ان کو نہ پایا۔ آپ نے ان کے متعلق ان کی زوجہ ام حکیم بنت امیہ جن کا نام خولہ تھا اور وہ عطارہ تھیں ان سے حضور نے دریافت کیا کہ مجھے تمہارے خاوند اور ان کے اصحاب کی طرف سے جو خبر پہنچی ہے کیا وہ درست ہے؟ خولہ نے حضور علیہ السلام کے سامنے جھوٹ بولنا مناسب نہ سمجھا اور یہ بھی گوارا نہ کیا کہ ان کے شوہر کی خبر ظاہر ہو جائے۔ تو انہوں نے یوں عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کو عثمان نے خبر دی ہے تو بے شک سچ کہا ہے۔ پھر حضور علیہ السلام واپس تشریف لے گئے۔ جب حضرت عثمان گھر آئے تو ان کی زوجہ نے سارا ماجرا سنایا جس کے سننے کے بعد وہ خود اور ان کے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم نے فلاں فلاں کام پر اتفاق کیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ہم نے تو صرف خیر کا ارادہ کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جس کو تم خیر کہتے ہو مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ پھر آپ نے فرمایا تم پر تمہارے نفوس کا حق ہے پس تم روزے رکھو اور افطار کرو۔

marfat.com

قیام کرو اور آرام بھی کرو کیونکہ میں قیام بھی کرتا ہوں اور آرام بھی۔ میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ میں گوشت اور چربی بھی کھاتا ہوں اور عورتوں کے قریب بھی جاتا ہوں. پس جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں۔ پھر لوگوں کو جمع کر کے ان سے خطاب کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے عورتوں: طعام. خوشبو۔ آرام اور شہوات النساء کو حرام کر دیا. تحقیق میں تم کو قسیسین اور رہبانیت کا حکم نہیں دیتا کیونکہ میرے دین میں گوشت اور عورتوں کو ترک کر دینا نہیں ہے اور نہ ہی حجروں میں گوشہ نشینی ہے. بیشک میری امت کی سیاحت روزے رکھنا ہے اور ان کی رہبانیت اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ. حج اور عمرہ کرو۔ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو. رمضان کے روزے رکھو اور استقامت اختیار کرو. تمہارا حال درست رہے گا. جو تم سے پہلے تھے انہوں نے اپنی جانوں پر تشدد کیا. اللہ تعالیٰ نے (ان کو اسی حال پر چھوڑ دیا) ان کے حجرے اور خانقاہیں باقی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ

marfat.com

آیت کریمہ نازل کی۔

احادیثِ نبویہ سے رہبانیت کا رَد

① سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔
ان لکل امة سیاحة وسیاحة امتی الجهاد فی سبیل اللّٰه و ان لکل امة رهبانیة ورهبانیة امتی الرباط فی نحو العدو۔

(کنز العمال جلد ۲ صہ ۲۵۴)

"ہر امت کے لئے سیاحت ہے میری امت کی سیاحت اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا ہے۔ دوسری امتوں کے لئے رہبانیت ہے اور میری امت کی رہبانیت دشمن کے مقابلہ میں سرحد پر گھوڑے باندھ رکھنا ہے۔"

② عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص قال قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یا عبد اللّٰه الم اخبر انک تصوم النهار و تقوم اللیل فقلت بلی یا رسول اللّٰه قال فلا تفعل صم و افطر وقم و نم فان لجسدک علیک حقاً و ان لعینیک علیک حقاً

marfat.com

وان لزوجك عليك حقاً وان لزورك عليك حقاً وان بحسبك ان تصوم من کل شهر ثلثة ایام فان لك بكل حسنة عشر امثالها فاذاً ذلك صیام الدهر کله فشددت علیه فشدد علیّ قلت یارسول اللّٰہ انی اجد قوۃ قال فصم صیام نبی اللّٰہ داؤد ولا تزد علیه قلت ماکان صیام نبی اللّٰہ داؤد قال نصف الدهر قال فکان عبداللّٰہ یقول بعد ماکبر یالیتنی قبلت رخصة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم۔

(البخاری جلد ۱ صہ ۲۶۵)

• حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عبداللہ کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے۔ میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ۔ حضور نے فرمایا تو ایسا نہ کر۔ روزہ رکھ اور افطار کر اور رات کو قیام بھی کر اور آرام بھی۔ کیونکہ تجھ پر تیرے جسم کا حق ہے اور تجھ پہ تیری آنکھوں کا حق ہے اور تجھ پر تیری عورت کا حق ہے اور تجھ پر

تیرے مہمان کا حق ہے۔ تیرے لئے یہ کافی ہے کہ ہر ماہ میں تین روزے رکھے ہر نیکی کے عوض تیرے لئے دس نیکیاں ہیں تو تیرے لئے صوم دہر کا ثواب ہے میں نے اپنی جان پر تشدد کیا تو مجھ پر تشدد ہو گیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد والا روزہ رکھ اور اس سے زیادہ نہ کر۔ میں نے دریافت کیا اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد کا روزہ کیا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا نصف دہر (ایک دن روزہ رکھنا اور دوسرے دن نہیں)۔ حضرت عبداللہ جب بوڑھے ہوئے تو فرمایا کرتے تھے کاش میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کر لیتا۔"

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین شخصوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے پاس آکر حضور علیہ السلام کی عبادت کا حال پوچھا۔ جب انہیں حضور علیہ السلام کی عبادت کی مقدار سے مطلع کیا گیا تو گویا انہوں نے اس مقدار کو کم سمجھا اور کہا کہاں ہم اور کہاں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے

marfat.com

اگلے پچھلے گناہ بخش دئیے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں دن کو ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی افطار نہ کروں گا تیسرا بولا میں عورتوں سے (ایسے) کنارہ کشی کروں گا کہ کبھی نکاح تک نہیں کروں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لائے اور پوچھا کیا تم وہ ہو جنہوں نے ایسا ایسا کہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تمہاری نسبت خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور زیادہ پرہیزگار ہوں مگر میں روزہ رکھتا ہوں، عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ جو میری سُنّت سے رُوگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ۱ صہ ۲۷)

۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنی جانوں پر سختی نہ کرو ورنہ تم پر سختی کی جائے گی۔ جس قوم نے اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالا اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو مشقت میں ڈال دیا۔ ان کے حجرے اور خانقاہیں باقی ہیں۔ رہبانیت کو انہوں نے خود اختیار کیا ہم نے ان پر رہبانیت فرض نہیں کی۔ (ابوداؤد ج ۲ صہ ۳۱۶)

marfat.com

تردیدِ رہبانیت افکارِ صوفیاء سے

اہل اللہ کی پاکیزہ زندگیوں اور ان کی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اہلِ تصوف کے نزدیک رہبانیت کا قطعاً کوئی تصور نہیں۔ اللہ والے صرف صوفی ہی نہ تھے بلکہ ایسے عالم بھی تھے جو احکامِ شریعت سے پوری طرح آگاہ ہوں۔ جو صوفی احکامِ شریعت کا مخالف ہو اس کو ولی نہیں کہا جا سکتا۔

چنانچہ شرح عقائد نفسی میں ہے۔

ولن یکون ولیًا الا وان یکون محقا فی دیانتہ ودیانتہ الاقرار بالقلب واللسان برسالۃ رسولہ مع الطاعۃ لہ فی اوامرہ ونواھیہ حتی لو ادعیٰ ھذا الولی الاستقلال بنفسہ وعدم المتابعۃ لم یکن ولیا۔

(شرح عقائد نسفی ص ۱۰۷)

"اس وقت تک کوئی شخص ہرگز ولی نہیں ہو سکتا جب تک اس کی دیانت ثابت نہ ہو جائے اور اس کی دیانت یہ ہے کہ قلب و زبان سے اپنے رسول کی رسالت کا اقرار کرنے کے

marfat.com

ساتھ ساتھ ان کے اوامر و نواہی پر بھی عمل پیرا ہو۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ولی خود ہی مستقل ہونے کا مدعی بن بیٹھے اور اطاعت رسول سے رُوگردانی کرے تو وہ ولی نہیں ہو سکتا۔"

اہلِ تصوف شریعت کے ہر حکم پر عمل اور اس کی تعظیم کرتے تھے۔

حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی رضی اللہ عنہ مختلف صوفیاء کرام کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

" انظر ایها العاقل الطالب بالحق ان هولاء عظماء مشائخ الطریقة و کبرا ارباب السلوك الی الله تعالیٰ والحقیقة کلهم یعظمون الشریعة المحمدیة۔

(الحدیقة الندیه۔ ج ۱ ص ۱۸۷۔ ۱۸۸)

"اے حق کے طالب دانشور مشائخ طریقت اور اربابِ حقیقت و سلوک کے عظماء کو دیکھو یہ سب شریعتِ محمدیہ کی تعظیم و تکریم کرنے والے ہیں۔"

marfat.com

صوفیاء کے نزدیک ترکِ دنیا کا مفہوم

اللہ والوں کے نزدیک ترکِ دنیا کا وہ مفہوم ہرگز نہیں جو رہبانیت میں ہے۔ بلکہ یہ احکامِ شریعت کی روشنی میں سراسر خیر و برکت ہیں۔ معاندینِ تصوف اگر غور کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ اہلِ اللہ نے کبھی بھی مطلقاً دنیا کو ترک کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ دنیاوی چیزوں کے آزادانہ استعمال اور اس کی محبت میں ایسے کھو جانے سے منع کیا کہ انسان اپنے خالق سے لاپرواہ ہو جائے۔ چنانچہ

(۱) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

"یہ راہ تو صرف وہی پا سکتا ہے جس کے سیدھے ہاتھ میں قرآن پاک ہو اور بائیں ہاتھ میں سنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دونوں چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے تاکہ نہ تو شبہے کے گڑھوں میں گرے اور نہ بدعت (رہبانیت) کے اندھیرے میں پھنسے"۔

تذکرۃ الاولیاء ص۸

بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ص۹

۲ حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

"یعنی دنیا بیوی بچوں کاروبار اور سونے چاندی کا نام نہیں بلکہ یادِ خدا سے غفلت کا نام ہے"۔

۳ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"میں نے نہ تو کبھی اولاد سے محبت کی ہے اور نہ مال و دولت سے تعلق رکھا کیونکہ قرآن مجید میں ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے۔ فرمایا میں تو اولاد سے صرف اس لئے محبت کرتا ہوں کہ یہ حکم رسول خدا اور سنتِ مصطفےٰ ہے اور مال سے اس لئے تعلق ہے کہ اس سے کئی اسلامی احکام (زکوٰۃ۔ صدقۃ الفطر۔ قربانی۔ صدقات۔ حج۔ وراثت۔ غریب پروری وغیرہ) وابستہ ہیں۔

۴ ایک بزرگ کا قول ہے کہ انسان کے لئے دنیا اس طرح ہو جس طرح کشتی چلانے کے لئے پانی مگر پانی کشتی کے لئے

اس وقت تک مفید ہوگا جب تک کشتی سے باہر رہے۔ اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو وہ ڈوب جائے گی بالکل یونہی دنیا کی دولت اس وقت تک انسان کے لئے مفید ہے جب تک دل سے باہر رہے۔ اگر دولتِ دنیا کو دل میں بسا لیا تو یہاں بھی بیڑا غرق ہو جائے گا۔

۵ ایک اور بزرگ فرماتے ہیں جس طرح مرغابی پانی میں رہ کر خوراک حاصل کرتی ہے تیرتی ہے غوطے لگاتی اور پانی پیتی ہے مگر باہر آئے تو اس پہ پانی کے آثار نہیں ہوتے اس طرح اے انسان تو بھی دنیا میں رہ کر اس سے نفع حاصل کر مگر تیرے وجود پہ اس کے آنے جانے کے آثار نہ ہوں۔

یا یوں کہ عورت پانی کے بھرے ہوئے گھڑے سر پہ اٹھا کر ہاتھوں میں لے کر یوں چلتی ہے کہ سہیلیوں سے گفتگو بھی جاری ہے راستے اور گھڑے پر پوری توجہ بھی۔ یونہی تو بھی دنیا سے تعلق رکھ مگر یادِ خدا اور راہِ حق سے توجہ نہ ہٹا۔

۶ حضرت مفتی احمد یار خاں گجراتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ دنیا کی مثال صفر (زیرو) کی ہے جس کی اپنی تو کوئی قیمت نہیں مگر "دس" کے ساتھ لگا دی جائے تو "سو" بنا دیتی ہے

marfat.com

اور "سو" کے ساتھ لگنے سے اسے "ہزار" بنادے گی۔ اسی طرح بے قدر و قیمت دنیا کو جب دینی کاموں (حج۔ زکوٰۃ۔ قربانی) پر خرچ کیا جائے تو عبادت بھی ہو گی اور روحانیت میں بھی اضافہ ہو گا۔"

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ "سالک نیک مجذوب سے افضل ہے کیونکہ سالک مخلوقِ خدا کو ساتھ لے کر چلتا ہے مگر مجذوب نہیں۔"

(۷) انبیاء کرام، ان کے صحابہ اور صوفیائے کرام میں سے کتنے اللہ والے ایسے گزرے ہیں جو حکمران، دولت مند ہونے کے ساتھ کامل اولیاء اللہ بھی تھے۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام۔ حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عثمان غنی۔ حضرت عمر فاروق رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ۔ حضرت غوثِ اعظم جیلانی۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہم

(۸) حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ "نمرد آنکس کہ دنیا دوست دارد۔" دنیا کو دوست رکھنے والا ولی نہیں ہو سکتا۔ تو جواب میں حضرت

marfat.com

خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔
"اگر دارد برائے دوست دارد"
کہ اللہ والوں کی دولت تو مخلوقِ خدا کی خدمت کیلئے ہوتی ہے۔

(۹) صوفیاء کرام پر رہبانیت کا درس دینے والے لایعنی اعتراض کا جواب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں دیا ہے کہ (صوفیاء کے نزدیک) ترکِ دنیا کے یہ معنی نہیں کہ کوئی اپنے آپ کو ننگا کرے اور لنگوٹا باندھ کر بیٹھ جائے (جیسا کہ رہبانیت میں ہے) بلکہ ترکِ دنیا یہ ہے کہ کم لباس بھی پہنے اور کھائے بھی اور جو حلال کی چیز پہنچے اسے روا رکھے لیکن اس کے جمع کرنے کی طرف رغبت نہ کرے اور دل کو اس سے نہ لگائے"۔

(فوائد الفوائد ص۹ بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ص۹)

حضرت شیخ کے یہ الفاظ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں جو تمام کتبِ تصوف کا خلاصہ ہیں۔ ثابت ہوا کہ ترکِ دنیا کا جو تصور صوفیاء کے نزدیک ہے وہ رہبانیت سے قطعی مختلف ہے باقی رہا مسئلہ معمولاتِ صوفیاء (گوشہ نشینی۔ چلہ کشی خاموشی۔ توکل وغیرہ) کا تو یہ درج ذیل دلائل کی بناء

marfat.com

پر درست اور انتہائی مفید ہیں۔

(۱) آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ سے دنیا کی بے ثباتی کا نہ صرف ثبوت ملتا ہے بلکہ یادِ خدا اور فکرِ آخرت کی ترغیب بھی۔ جیساکہ گزشتہ صفحات میں مذکور ہے۔ اور دنیا سے عدمِ رغبت معمولاتِ تصوف میں سے ہے۔

(۲) خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غارِ حرا۔ غارِ ثور اور جبل سلع پر، غار سجدہ میں تشریف لے گئے اور سب سے ہٹ کر یادِ خدا میں منہمک ہوئے۔ آپ کا اسوۂ حسنہ ایک عظیم دلیل ہے اگرچہ یہ وقتی طور پر تھا۔

(۳) صوفیاء کرام ابتداً یا کسی وقت کچھ دیر کے لئے ہر چیز سے کنارہ کش ہو کر خلوت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ ان کا مقصدِ حیات نہیں ہوتا بلکہ وہ تطہیر باطن۔ تصفیۂ قلب اور نفسِ امارہ کو مغلوب کرنے کے لئے ایسے مجاہدے کرتے ہیں۔ جب وہ اس میں کامیاب و کامران ہو جاتے ہیں تو پھر نورِ اسلام چار دانگِ عالم پھیلانے کے لئے میدانِ عمل کا انتخاب کرتے ہیں جب کہ رہبانیت میں دنیا اور اس کے لوازمات کو مستقل طور پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

marfat.com

④ عارضی طور پر سب سے کٹ کر اللہ ہی کے لئے وقف ہونا نہ صرف یہ کہ احکامِ شریعت کا تقاضا ہے بلکہ ارکانِ اسلام کا منشاء بھی۔ مثلاً جتنا وقت انسان نماز میں مصروف رہتا ہے کھانے پینے کلام کرنے اذکارِ نماز کے علاوہ دیگر اذکار کرنے۔ دنیاوی کاموں اور نماز کے سوا کوئی اور حرکت کرنے سے مکمل طور پر اجتناب کرتا ہے۔

روزے کی حالت میں انسان کئی گھنٹے چغلی، غیبت، فحش گوئی بیہودہ کلام سے اجتناب کرنے کے ساتھ ساتھ حرام تو کیا کئی حلال چیزوں (کھانے، پینے، عملِ زوجیت) سے اتنا پرہیز کرتا ہے کہ اگر عمداً ایسا کیا تو اس کا کفارہ دینا پڑے گا حالتِ حج میں بھی احرام کے بعد تین چار دن تک کئی حلال چیزیں انسان کے لئے حرام و ممنوع ہو جاتی ہیں۔

جب رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا جاتا ہے تو تنہائی و یکسوئی اختیار کرنے کے ساتھ مختلف کئی حلال چیزوں سے بھی باز رہتا ہے۔

لہٰذا صوفیاء کرام کے وقتی معمولات بالکل درست ہیں۔

marfat.com

جہاں تک جاہل صوفیوں کے اقوال و احوال کا تعلق ہے تو بھلا کالی بھیڑیں کس طبقہ میں نہیں ہوتیں۔ جعلی اور کھوٹے سکوں کی وجہ سے اصلی دولت سے ہی ہاتھ دھو بیٹھنا کون سی دانشمندی ہے۔

ان واضح حقائق کی موجودگی میں صوفیاء کرام پر رہبانیت کا الزام ہرگز درست نہیں۔

marfat.com

تعلیماتِ تصوّف

گزشتہ صفحات میں ہم نے جو کچھ رقم کیا اس سے حقیقتِ تصوّف واضح ہوگئی کہ تصوف شریعت سے جدا کوئی مذہب نہیں بلکہ تصوف مقصودِ شریعت ہے۔ مخلوقِ خدا کے قلوب میں خوفِ خدا، توکل علی اللہ، صبر و شکر اور عبادت میں ذوق و شوق پیدا کرنا تصوفِ اسلامی کا اصل مدعا ہے۔ اس بنا پر میں نے ضروری سمجھا کہ تعلیماتِ تصوف کا اہم باب بھی زینتِ کتاب ہوجائے تاکہ تصوف کی اصل حقیقت مزید نکھر کر سامنے آجائے۔ یوں تو اس کے اخلاقِ کریمانہ کی فہرست خاصی طویل ہے جس کی وضاحت کے لئے ایک ضخیم دفتر درکار ہے طوالت سے اجتناب کرتے ہوئے چند عنوانات پر اکتفا کرتا ہوں اور ان پر بحث بھی مختصر ہوگی۔ وہ عنوانات تقویٰ، خوفِ خدا، ذکرِ الٰہی، بیعت اور تصورِ شیخ ہیں۔

تقویٰ

تقویٰ کو دنیائے تصوف میں انتہائی اہم

marfat.com

مقام حاصل ہے۔ یہ قرآن و حدیث کی ایک معروف اصطلاح ہے جس پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔

مراتبِ تقویٰ

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں تقویٰ کے تین مرتبے نقل فرمائے ہیں۔

تقویٰ کا پہلا مرتبہ:۔

"التوقی عن العذاب المخلد بالتبری عن الشرک"

شرک کو چھوڑ کر دائمی عذاب سے بچنا تقویٰ ہے۔

دراصل شریعت میں خدا سے ڈرنے اور کفر و شرک سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ درج ذیل آیتِ کریمہ میں اسی تقویٰ کی طرف اشارہ ہے۔

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى ۔ (سورۃ فتح)

اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا۔ (کنز الایمان)

یہ عوام کا تقویٰ ہے۔

تقویٰ کا دوسرا مرتبہ:۔

"التجنب عن کل ما یؤثم من اودک حتی الصغائر"

جملہ گناہوں سے اجتناب حتیٰ کہ صغائر سے بچنے کا نام بھی تقویٰ ہے۔
اس آیت کریمہ میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔
وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا ۔ (سورۃ الاعراف)
اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے۔ (کنزالایمان)
یہ خواص کا تقویٰ ہے۔

تقویٰ کا تیسرا مرتبہ:۔

والثالثة ان یتنزہ عما یشغل سرہ عن الحق و یتبتل الیہ بشراشرہ وھو التقوٰی الحقیقی المطلوب۔ (تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۱۶)

ہر اس چیز سے دور رہنے جو اللہ تعالیٰ سے غفلت کا موجب ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف کلیۃً متوجہ ہو جانے کو تقویٰ کہتے ہیں اور یہی حقیقی تقویٰ ہے۔
جو آیت کریمہ" اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ " (اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے) سے مطلوب ہے اور یہ اخص الخواص کا تقویٰ ہے۔
حضرت شیخ ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "تقویٰ یہی ہے کہ بندہ حدود کے اندر رہے نہ کوتاہی کرے

marfat.com

نہ تجاوز کرے"

(عروجِ تصوف ص ۱۷۸)

خوفِ خُدا

تقویٰ کی تعریف اور اس کی اقسام کے ذکر کے بعد ہم اہلِ تصوف کے ان فرمودات پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں جو ہمیں اس عنوان پر میسر ہیں۔ تقویٰ میں خوفِ خدا کی اساسی حیثیت ہے۔ اہلِ تصوف نے مخلوقِ خدا کے دلوں میں خوفِ خدا پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی تاکہ ان کو گناہوں سے نفرت ہو جائے لیکن خوف کو اتنا نہ بڑھایا جائے کہ امید (مغفرت) ہی ختم ہو جائے۔ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔

درجاتِ خوف

اہلِ تصوف نے خوف کے تین درجے بیان کئے ہیں۔

خوف کا پہلا درجہ:

"یہ کہ قول اور عمل میں مواخذۂ اُخروی کا دھڑکا لگا رہے یہ

marfat.com

مقام اہلِ تقویٰ کا ہے۔

خوف کا دوسرا درجہ:۔

"یہ کہ وقوعِ خطا و لغزش سے محبوب کی نظر سے گر جانے کا خوف طاری رہے۔ یہ مقام اہلِ محبت کا ہے"۔

خوف کا تیسرا درجہ:۔

"یہ کہ کسی نتیجہ کے خیال کے بغیر محض ہیبت و عظمت ذات سے لرزتا رہے۔ یہ مقامِ عبدیت ہے۔ اور عبد محض کا مرتبہ متقین و عشاق دونوں سے بلند تر ہے"۔

(تفسیر ماجدی صہ ۱۱۷۵ حاشیہ ۱۷)

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رضی اللہ عنہ خوف و تقویٰ کے درجات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"اگر خود کو شہوت سے باز رکھے تو اس کو عفت کہتے ہیں۔ حرام سے بچے تو اس کا نام ورع ہے۔ اگر مشتبہات سے (یعنی ایسے حلال سے جس میں حرام کا اندیشہ ہو) اپنے آپ کو بچالے تو اس کو تقویٰ کہتے ہیں"۔

(کیمیائے سعادت۔ اردو۔ صہ ۸۷۷)

خوفِ خدا کے متعلق قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی۔ (سورۃ نازعات)

"جس نے اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے کا خوف رکھا اور اپنے آپ کو خواہشات سے روکے رکھا اس کا ٹھکانہ جنت ہے"۔

ایک حدیث کے مطابق "جب اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ہیبت کی بنا پر کسی انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں تو اس وقت اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسا کہ کسی پرانے درخت کے پتے جھڑتے ہیں"۔

ذکرِ الٰہی

قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی مقامات پر ذکر اللہ کی رغبت دلائی گئی ہے۔ اہلِ اللہ کے ہاں از اوّل تا آخر جس چیز پر زیادہ زور دیا گیا ہے وہ ذکر اللہ ہی ہے۔

ذکرِ الٰہی کے چار مراتب

ذکر کا پہلا مرتبہ:۔

صرف زبانی ذکر ہو۔

ذکرِ الٰہی کا دوسرا مرتبہ :۔

ذکر دل میں تو ہو لیکن قرار نہ پکڑے ۔

ذکرِ الٰہی کا تیسرا مرتبہ :۔

ذکر دل میں گڑ گیا ہو ۔

ذکرِ الٰہی چوتھا مرتبہ :۔

جس کا ذکر مطلوب ہے وہی دل میں بس چکا ہو ۔

اکیمیائے سعادت ۔ اردو ۔ صہ ۲۱۵)

اس کے علاوہ ذکر کی کئی اقسام ہیں ۔ مزید تفصیل کتبِ تصوف میں ملاحظہ کریں ۔

ذکر کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ ۔ (سورۃ بقرۃ)

"تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا "۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۔ (سورۃ عنکبوت)

"بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے "۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ (سورۃ جمعہ)

" اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اس امید پہ کہ تم کامیاب ہو جاؤ "۔

marfat.com

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ہے وہ فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظنّ عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منھم۔

(مشکوٰۃ شریف صہ ۱۹۶)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر وہ میرا ذکر تنہا کرے تو میں تنہا اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر جماعت کے ساتھ کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ یعنی جب بندہ مجھے خلوت میں یاد کرتا ہے اس کے اور میرے سوا کسی کو خبر نہیں ہوتی تو میری خصوصی عنایت بھی اس کے ساتھ اس طرح پوشیدہ ہوتی ہے

میان عاشق ومعشوق رمز لیست

کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ اس حدیث کے تحت

لکھتے ہیں۔

"والذکر فی الملاء لایکون الاعن جہرہ"

الحاوی للفتاویٰ۔ جلد ا صد ۳۸۹)

"جو ذکر جماعت کے ساتھ ہو وجہر کے سوا نہیں ہوتا"

علامہ سیوطی رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ صوفیاء کا معمول ہے کہ مساجد میں حلقے بنا کر ذکر جہر کرتے ہیں یہ مکروہ ہے یا نہیں!

علامہ سیوطی جواباً فرماتے ہیں۔

"انہ لاکراھۃ فی شیٔ من ذالک وقد وردت احادیث تقتضی استحباب الجھر بالذکر۔ واحادیث تقتضی استحباب الاسرار بہ والجمع بینہما ان ذالک یختلف باختلاف الاحوال والاشخاص کما جمع النوی بمثل ذالک بین الاحادیث الواردہ باستحباب الجھر بقراۃ القرآن والاحادیث الواردۃ باستحباب الاسرار"۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد ا صہ ۳۸۹)

"ذکرِ جہر میں کوئی کراہت نہیں کیونکہ بعض احادیث میں ذکرِ

جہر کا ثبوت ہے اور بعض میں ذکرِ خفی کا۔ ان میں مطابقت یہ ہے کہ بلحاظِ اختلاف احوال و اشخاص حکم مختلف ہو جاتا ہے جیسا کہ علامہ نووی نے قرآنِ حکیم کے جہر اور سر سے پڑھنے کے احکام میں تطبیق دی ہے"۔

مانعینِ ذکر بالجہر ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " خیر الذکر الخفی" بہترین ذکر آہستہ ہے۔

اس حدیث پر غور و فکر کیا جائے تو حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ اس میں ذکرِ جہر کی ممانعت نہیں بلکہ یہ ذکرِ خفی کی فضیلت کو ثابت کر رہی ہے۔

آفتابِ طریقت حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کشف المحجوب میں ایک حدیث پاک نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ

• حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ رات کو نماز میں تلاوتِ قرآن کریم نرم و آہستہ آواز میں کرتے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تو تلاوت بلند آواز سے کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم کیوں نرم و آہستہ

marfat.com

آواز میں تلاوت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جس سے مناجات کرتا ہوں وہ خوب سنتا ہے۔ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تو آپ نے عرض کیا سوئے ہوئے کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں"۔

(کشف المحجوب۔ اردو۔ صہ ۱۰۲)

حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مقامِ مشاہدہ پر فائز تھے اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مقامِ مجاہدے میں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو مقامِ مشاہدہ میں ہو اس کے لئے ذکرِ خفی ہے اور جو مقامِ مجاہدہ میں ہیں ان کے لئے ذکرِ جہر ہے۔

صاحب "الطریقۃ الرفاعیۃ" امام نووی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ۔

"ان الذاکرین اذا کانوا مجتمعین علی الذکر فالأولی فی حقهم رفع الصوت بالذکر والقوۃ واما اذا کان الذاکر وحده فان کان من الخواص فالاخفاء فی حقه أولی وان کان من العوام فالجهر فی حقه افضل"۔ (الطریقۃ الرفاعیۃ صہ ۶۲)

marfat.com

"جب ذاکرین بصورتِ حلقہ ذکر کریں تو ان کے لئے بلند آواز سے ذکر کرنا بہتر ہے۔ اگر ذاکر تنہا اور خواص میں سے ہو تو اس کے لئے ذکر جہر افضل ہے"۔

حضرت امام نووی رضی اللہ عنہ مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد اپنا فیصلہ لکھتے ہیں ملاحظہ ہو۔

"ذکر اللسان مع حضور القلب افضل من القلب"
(مشکوٰۃ شریف۔ جلد ۲ صہ ۳۴۴)

"حضورِ قلب کے ساتھ زبانی ذکر کرنا ذکر بالقلب سے افضل ہے"۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

"عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر مثل الحی و المیت"۔ (مشکوٰۃ شریف صہ ۱۹۶)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو انسان اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور وہ انسان جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ذاکر زندہ ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہے وہ مثل

marfat.com

مردہ کے ہے۔

حضرت خواجہ ضیاء الدین نقشبندی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

"یہی ذکر ہے جو کام دل کو لذت اور شوق پہنچاتا ہے۔ یہی ذکر ہے جو مفلسوں کے لئے متاع ہے اور عاشقوں کے جھونپڑوں کا چراغ ہے۔ یہی ذکر ہے جو مردہ دل کو زندہ کرتا ہے اور طالب کو مطلوب تک پہنچاتا ہے۔ یہی ذکر ہے جو سالکوں کو ان کی ہستی سے الگ کرتا ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ کے جمال کا مشاہدہ کراتا ہے"۔

(مقاصد السالکین۔ اردو۔ صہ ۱۵۳)

کیا خوب کہا گیا ہے۔ ؎

اذا مرضنا تداونا بذکرکم
فنترک الذکر احیانا فننتکس

"جب ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو تیری یاد سے اپنا علاج کرتے ہیں اور جب تیری یاد سے غافل ہو جائیں تو مرنے لگتے ہیں۔

○

maarifat.com

مسئلہ بیعت

اہلِ اللہ کسی شخص کو اپنے سلسلہ میں داخل کرتے وقت بیعت بھی لیتے ہیں ۔ اس پر بعض معاندین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ بیعت خلافت میں منحصر ہے اور صوفیاء کرام جو بیعت لیتے ہیں اسکی اصل نہیں ہے ۔ مگر ان کا یہ عتراض سراسر لغو ہے کیونکہ بیعت قرآن وحدیث سے ثابت ہے ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۔ (سورۃ الفتح پارہ ۲۶)

" بیشک وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں یہ لوگ در حقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں ۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے ۔"

بیعت کے مسنون ہونے پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے " القول الجمیل " میں لکھا ہے کہ ۔

" احادیث مشہورہ میں منقول ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے لوگ بیعت کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامت ارکانِ اسلام یعنی صوم، صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ پر اور گاہے ثبات اور قرار پر معرکۂ کفار میں جیسا کہ بیعت الرضوان۔ اور کبھی سُنّتِ نبوی کے تمسک پر اور بدعت سے اجتناب پر اور عبادات کے حریص اور مشائق ہونے پر۔

چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر بیعت لی۔

اور ابنِ ماجہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے اس پر بیعت لی کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں تو ان میں سے ہر شخص کا حال یہ ہو گیا کہ اس کا کوڑا اگر جاتا تو خود اپنے گھوڑے سے اتر کر اٹھا لیتا مگر کسی سے اس کا سوال نہ کرتا۔

(القول الجمیل عربی وارد و صد ۱۳ - ۱۴ - ۱۵)

اور یہ بات بلا خوف و تردید کہی جا سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل بر سبیلِ عادت نہ ہو بلکہ بطریق عبادت واہتمام کے ہو تو وہ سنّتِ دینی سے کم نہیں ہوتا چونکہ

امورِ مذکورہ میں بیعت لینا بطریق عبادت اور بکمال اہتمام تھا تو
بیعت کے مسنون ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش قطعاً نہیں۔
چنانچہ حضرت جریر بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔

بعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اقامۃ
الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والنصح لکل مسلم متفق علیہ
(مشکوٰۃ شریف صد ۴۲۳)

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے زکوٰۃ
دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی"

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا و لا تسرقوا
ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببھتان
تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی
معروف فمن وفی منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب
من ذالک شیئا فعوقب فی الدنیا فھو کفارۃ لہ و
من اصاب من ذالک شیئا ثم سترہ اللہ فھو الی
اللہ ان شاء عفا عنہ وان شاء عاقبہ فبایعناہ

marfat.com

علیٰ ذالک ۔

(بخاری شریف ۔ جلد ۱ صہ ۷)

"لوگو مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے ۔ نہ چوری کرو گے نہ زنا ۔ نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ اس پر بہتان باندھو گے جو تمہارے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان ہے (یعنی بدکاری کا الزام نہیں لگاؤ گے) نیکی میں نافرمانی نہیں کرو گے ۔ جس نے یہ وعدہ پورا کیا اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جس نے ان میں سے کوئی کام کیا اور دنیا میں اسے اس کی سزا مل گئی تو وہ سزا اس کے لئے کفارہ بن جائے گی اور اگر اس سے ان میں سے پھر کوئی کام سرزد ہوا اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرما لے تو یہ معاملہ اللہ کے حوالے ہے چاہے تو معاف فرمائے اور اگر چاہے تو عذاب دے دے ۔ پھر ہم سب لوگوں نے ان باتوں پر آپ کی بیعت کی"۔

مذکورہ حدیثوں کے علاوہ اور بھی کئی احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام سے بیعت کرتے تھے ۔

ہادیٔ راہِ یقین حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

marfat.com

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

"بیعتِ طریقت مروج فی زمانہ سنّت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ اور اقامتِ اسلام پر بھی بیعت فرمائی۔ چنانچہ انصار کی مستورات سے نوحہ نہ کرنے پر بیعت کی اور فقراءِ مہاجرین سے اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں (صحیح بخاری و ابنِ ماجہ) بیعت مروجہ کثرتِ ذکرِ الٰہی و زہد و تقویٰ پر بھی اسی قبیلہ سے ہے۔"

(فتاویٰ مہریہ صہ ۵۰)

کسی سلسلہ میں داخل (بیعت) ہونے کا کیا فائدہ ہے؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے جامع شریعت و طریقت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

"بیعتِ طریقت سے غرض حصولِ سکینہ باطمینانِ قلب و اخلاص و شوق و ترک ماسوی اللہ ہے سنّت اللہ اس پر جاری ہے کہ علماء کی صحبت کے بغیر علم، خیاط کی مجلس کے بغیر خیاطت اور آہن گر کی صحبت کے سوا آہن گری حاصل نہیں ہوتی۔"

(فتاویٰ مہریہ صہ ۵۰)

marfat.com

ان حقائق و دقائق سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ بیعت کا سلسلہ بدعت و جدت نہیں ہے بلکہ یہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا انشاء اللہ۔

اب منکرین بیعت کے لئے اعلحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ملاحظہ کریں۔ وہ فرماتے ہیں۔

"جو اس (بیعت) کا ترک بوجہ انکار کرے اسے باطل ولغو جانے وہ ضرور گمراہ و بے فلاح اور مرید شیطان ہے جب کہ انکار مطلق ہو اور اگر اپنے عصر و مصر میں کسی کو بیعت کے لئے کافی نہ جانے تو اس کا حکم اختلاف منشاء سے مختلف ہوگا اگر یہ اپنے تکبر کے باعث ہے تو "اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ" (کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانا نہیں) اور اگر بلا وجہ شرعی اپنی بد گمانی کے باعث سب کو نا اہل جانے تو یہ بھی کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ مفلح نہیں اور اگر ان میں وہ باتیں ہیں کہ اشتباہ میں ڈالتی ہیں اور یہ بنظر احتیاط بچتا ہے تو الزام نہیں۔"

(فتاویٰ افریقیہ صہ ۱۵۶)

اس تفصیل کے بعد بیعت کی حقیقت آشکارا ہو گئی اور یہ معلوم

marfat.com

ہو گیا ہے کہ بیعت پیمانِ حق کے لئے جاں نثاری اور اس کے فروغ کے لئے میثاقِ جانبازی ہے اور جو بیعت کا مفہوم اس کے علاوہ کچھ اور سمجھے وہ خطا پر ہے اور اسے اس خطا کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

تصوّرِ شیخ

اہلِ اللہ کے جتنے بھی معمولات ہیں وہ سب قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگیاں تبلیغ واشاعتِ اسلام کے لئے وقف کر دیں۔ اپنے مسیحا نفسوں سے ہزاروں مُردہ دلوں کو حیاتِ جاوید عطا فرمائی۔ ان کا قول وفعل احکامِ شریعت سے متصادم نہیں ہے۔ ان کی تعلیمات کی اصل کتاب وسنّت ہے۔ انہوں نے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے والوں کو تقویٰ۔ اخلاص۔ صبر وشکر۔ فقر۔ توبہ۔ توکل۔ رضا اور خوفِ خدا کی تعلیم دی۔ اسی طرح اہلِ تصوف نے تصوّرِ شیخ کی تعلیم بھی دی جو شرک و بدعت نہیں کیونکہ ہر شئ کی اصل اباحت ہے۔ حرمت و کراہت کے لئے بُرہانِ شرعی کی ضرورت ہے۔

marfat.com

مسلم الثبوت میں ہے۔

"کل ما عدم فیہ المدرك الشرعی للحرج فی فعله وترکه و ذلك مدرك شرعی لحکم الشارع بالتخییر"۔ (مسلم الثبوت صہ ۴۵)

"ہر وہ مسئلہ جس کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق کوئی دلیل شرعی موجود نہ ہو تو دلیل شرعی کی عدم موجودگی اس مسئلہ کے جائز اور مباح ہونے کی دلیلِ شرعی ہوگی"۔

صوفیاء کرام کے جملہ معمولات کو قاعدہ مذکورہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو کسی ایک میں بھی حرمت اور کراہیتِ شرعی موجود نہیں تو لاریب یہ سب اباحت میں داخل ہوں گے۔ اب ہم تصورِ شیخ کو قرآن وحدیث سے ثابت کرتے ہیں۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں تصورِ شیخ:۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ

(سورۃ یوسف)

" اور بے شک اس نے ان کے ساتھ ارادہ کر لیا اور وہ بھی

ارادہ کر لیتے اگر اپنے رب کی دلیل کو نہ دیکھ لیتے"۔

وہ دلیل کیا تھی جس نے مشکل وقت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی دستگیری کی۔ اس کے متعلق حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں۔

"مثل له یعقوب فضرب صدره فخرجت شهوته من انامله"۔ (تفسیر جلالین صہ ۱۹۲)

"جناب حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہوئی جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سینۂ اقدس پر ایک ضرب لگائی تو ان کی شہوت حضرت یعقوب علیہ السلام کی انگلیوں کے پوروں سے نکل گئی"۔

دینِ مبین کا یہ ضابطہ ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی ہر وہ سنت جو شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں منسوخ نہ ہو وہ سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ملتِ بیضاء کے لئے قابلِ عمل ہے۔ اب اس قاعدہ کی روشنی میں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ یہ آیتِ کریمہ تصورِ شیخ کا ماخذ ہے۔

marfat.com

احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں تصورِ شیخ :۔

عن الحسن بن علی رضی اللّٰہ عنہما قال سالت خالی ھند بن ابی ھالۃ وکان وصافاً عن حلیۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وانا اشتھی ان یصف لی منھا شیئاً اتعلق بہ۔

(شمائل ترمذی صہ ۲)

"حضرت امام حسن بن حضرت علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ھالہ سے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا اور وہ حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارک کو بہت وضاحت سے بیان کیا کرتے تھے اور میں مشتاق تھا کہ وہ میرے سامنے آپ کے کچھ اوصافِ جمیلہ بیان کریں تاکہ میں ان کو ذہن نشین کر لوں"۔

علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری اس حدیث کے تحت جمع الوسائل فی شرح الشمائل میں لکھتے ہیں۔

"اُتشبث بذالک الوصف واجعلہ محفوظاً فی خزانۃ خیالی۔ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل صہ ۳۳)

marfat.com

(حضرت حسن کے فرمانے کا مقصد تھا) کہ میں ان اوصافِ جمیلہ کو اپنے تصوّر میں محفوظ کر لوں۔

حدیث مذکورہ اور حضرت علامہ ملّا علی قاری رحمہ الباری کی تشریح سے یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ تصورِ شیخ (یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے اوصاف کو تصور میں محفوظ رکھنا) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی سُنّت ہے اور آج تک اہل اللہ اس پر عمل پیرا ہیں۔

امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

"روی عن بعض الصحابۃ احب عنہ یری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء الی میمونۃ فاخرجت لہ مرأتہ فنظر فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یر صورۃ نفسہ"۔

(تفسیر روح المعانی صہ ۳۸-۳۹)

"روایت ہے کہ جب صحابہ کرام کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تڑپاتی تو وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہو جاتے وہ حضور علیہ السلام کا آئینہ اس صحابیٔ رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کو عطا فرمائیں جب وہ اس کو دیکھتا تو اسے اپنی صورت کی بجائے اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک نظر آتی"۔

یہ مضمون کئی اور احادیث میں بھی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کا تصور صحابہ کرام کے ذہنوں میں جاگزیں تھا۔

صوفیاء کرام کے نزدیک تصورِ شیخ:-

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"واحضر فی قلبك النبی صلی اللہ علیہ وسلم"

(احیاء العلوم۔ جلد ۱ ص۱۹۶)

"اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کو دل میں حاضر تصور کرو"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"واذا غاب الشیخ عنہ یخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبۃ والتعظیم فتفید صورتہ ما تفید صحبتہ"۔ (القول الجمیل عربی مع اردو ص۹۰)

marfat.com

"اور جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریقِ محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اس کی صحبت فائدہ دیتی تھی۔"

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تصورِ شیخ کی تحصیل پر تاکید فرمائی ہے۔

"خواجہ محمد اشرف نے نسبت رابطہ (تصورِ شیخ) کے متعلق لکھا ہے کہ اس حد تک غالب آچکی ہے کہ نماز میں بھی اسے مسجود جانتا اور دیکھتا ہے اور اگر فرضاً نفی بھی کرے تو منتفی نہیں ہوتا اے محبت کے اطوار والے یہ دولت طالبانِ حق کی تمنا اور آرزو ہے۔ ہزاروں میں سے شائد ایک کو نصیب ہوتی ہے۔ اس کیفیت اور معاملے والا مرید صاحبِ استعداد اور تام المناسبت ہے احتمال ہے کہ شیخ مقتدا کی تھوڑی سی صحبت سے اس کے تمام کمالات کو جذب کرے۔ رابطے (تصورِ شیخ) کی نفی کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وہ مسجود الیہ (سجدے کی جہت) ہے مسجود لہٗ (خدا تعالیٰ) نہیں ہے محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے اس قسم کا ظہور سعادتمندوں

کو میسر ہے تاکہ تمام احوال میں صاحبِ رابطہ (مرشد کامل) کو اپنا ذریعہ جانیں اور تمام اوقات میں اس کی طرف متوجہ رہیں نہ اس بد نصیب گروہ کی طرح جو اپنے آپ کو (تصورِ شیخ سے) بے نیاز جانتا ہے اور اپنے قبلۂ توجہ کو اپنے شیخ سے پھیر لیتا ہے اور اپنے معاملے کو خراب اور تباہ کر دیتا ہے۔"

(مکتوب امام ربانی۔ اردو جلد دوم صد ۱۰۱۲ مکتوب ۳۰)

اس مکتوب سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ تصورِ شیخ جائز ہے اور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تصورِ شیخ کو انتہائی اہمیت دی اور اسے بدعت و شرک کہنے والوں کو بد نصیب قرار دیا۔

"رابطہ (تصورِ شیخ) سے یہ مراد ہے کہ شیخ کی صورت کو اپنے ادراک دل یا نگاہ میں رکھے بصورتِ دیگر اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرے اور جب یہ رابطہ بڑھ جاتا ہے تو ہر طالب کو ہر ایک چیز شیخ ہی کی صورت میں نظر آتی ہے اور اسی کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ طریقہ رابطہ بہت ہی قرب کا راستہ ہے۔"

(مقالاتِ امام ربانی مجدد الف ثانی صہ ۱۰۵)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کرتے ہیں۔

فاذا سکتُ ففیک صَمتی کلہ

واذا نطقت فمادِحًا عُلیا کا

"میں جب خاموش ہوتا ہوں تو آپ ہی کے جمال باکمال کا تصور میرے پیشِ نظر رہتا ہے اور جب بولتا ہوں تو آپ ہی کی مدح و ثنا میں رطب اللسان رہتا ہوں۔"

marfat.com

اسلامی تصوف افکارِ اغیار میں

آیئے اسلامی تصوف کے بارے میں مخالفین کی آراء ملاحظہ کریں۔ صوفیاء کے علمِ تصوف کو غیر اسلامی کہنے والے جب میدانِ تحقیق میں اترے تو ان پر حقیقت واضح ہو گئی کہ یہ علم کتاب و سنت پر مبنی ہے اور غیر اسلامی نظریات سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ وہ اس حقیقت کے معترف ہو گئے کہ تصوف قرآن و حدیث کے قطعاً خلاف نہیں۔

پروفیسر لوئی میسی نیون نے جو اسلامی تصوف پر مستشرقین کے ہاں سب سے بڑا عالم تسلیم کیا جاتا ہے اپنی مشہور تصنیف

"ESSAI SUR LES ORIGINES DE LEXIQUE TECHNIQUE DELA MYSTIQUE MUSULMANE"

(PARIS: 1922)

"میں نے بڑی تحقیق و کاوش سے یہ ثابت کیا ہے کہ تصوف کا منبع و مخرج قرآن و حدیث ہی ہیں اور یہ تحریک خالصتاً اسلامی ہے۔" (تاریخ مشائخِ چشت صہ ۲۴)

marfat.com

مشہور پروفیسر آربری اپنی معرکۃ الاراء تصنیف

"INTRODUCTION TO HISTORY OF SUFISM"

"تاریخِ تصوف کا تعارف" میں میسنو کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"صرف یہ کہہ کر چھوڑ دینا کہ تصوف کے گیان و دھیان سے ماخوذ ہے کافی نہیں ہے۔ یہ نظریہ تسلیم کرنے سے پہلے یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ تاریخ کے اس دور میں اسلام اور ہندوستان کے درمیان خیالات کا لین دین ممکن بھی تھا کہ نہیں۔ میسنو نے اپنی کسوٹی پر باقی تمام نظریات مثلاً تصوف پر ایرانی اثر، آریہ اثر، یہودی اثر، عیسائی اثر، یونانی اثر کو پرکھا ہے اور آخر میں اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تصوف کی اصل قرآن ہے۔ جس کو مسلمان بار بار پڑھتے ہیں۔ جس پر وہ مسلسل غور و خوض کرتے ہیں اور جس پر وہ مسلسل عمل پیرا ہیں۔ قرآن ہی سے تصوف کی ہر چیز (یہاں تک کہ شطحیات ظاہراً غیر شرعی کلمات) نکلی ہے اور آگے چل کر ترقی پذیر ہوئی ہے قرآن کے علاوہ احادیث نبوی میں بھی بلکہ احادیثِ قدسی میں تصوف کا پتہ چلتا ہے۔" (مشاہدۂ حق ص ۱۴۷۔ ۱۴۸)

marfat.com

پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی کتاب "تاریخ تصوف" کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"پروفیسر براؤن اپنی تالیف "ایران کی ادبی تاریخ" جلد اول میں صہ ۴۱۸ پر لکھتا ہے احادیث سے قطع نظر کر کے خود قرآن میں چند ایسی آیات موجود ہیں جن کی تفسیر صوفیانہ انداز میں ممکن ہے مثلاً

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ (سورۃ انفال)

"اور اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (مٹھی بھر کنکریاں) پھینکی تھیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہیں پھینکیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔"

بظاہر تو اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے دشمنوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی ہمت بندھائی لیکن اس کا یہ مفہوم بھی مستنبط ہو سکتا ہے کہ دراصل اللہ ہی فاعلِ مطلق ہے اور انسان کی حالت ایسی ہے جیسے کاتب کی انگلیوں میں قلم ہوتا ہے جس طرف چاہے موڑ دے۔"

(تاریخ تصوف صہ ۱۲۴ - ۱۲۵)

ڈاکٹر نکلسن اپنی تصنیف "آئیڈیا آف پرسنیلٹی آف

کاڈان اسلام" میں تصوف کے متعلق اپنا نقطۂ نظر پیش کرتے ہیں۔

" علاوہ ازیں اس بات کے کہ تصوف کی ہر چیز کی جڑ قرآن اور سنّت ہے اور تاوقتیکہ قرآن و سنّت کو نہ سمجھا جائے تصوف کو ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ یہاں ایک اور بات کا اعتراف کرتا ہوں وہ بات جسے عام طور پہ شک کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے یا اس کی تردید کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ محمد خدا کے سچے پیغمبر ہیں اور ان کی وحی بالکل سچی ہے۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ اس حقیقت پہ ساری اسلامی دنیا متفق ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس عقیدے کے بغیر اسلام کی ساری تاریخ اس قدر شاندار نہ ہوتی جیسی کہ اب ہے"۔

(روحانیت اسلام ص۱۰)

الحمد للہ کہ میں نے قرآن حکیم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اغیار کی شہادات سے بھی یہ واضح کر دیا کہ اسلامی تصوف قرآن و حدیث کی تعلیمات کا ایک پہلو ہے۔

marfat.com

اصطلاحاتِ تصوّف

تصوف ایک ایسا علم ہے جس میں فرد اور ذاتِ باری تعالیٰ کے تعلق سے بحث کی جاتی ہے اور ایسے اعمال و اشغال اختیار کئے جاتے ہیں جن سے تزکیۂ نفس اور معرفتِ خداوندی حاصل ہوتی ہے۔

اسمائے تصوّف

تصوف ایک علمی اصطلاح ہے مگر اسے مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے، مثلاً احسان، فقر، سلوک، طریقت اور درویشی۔ علاوہ ازیں کئی اور الفاظ بھی تصوف کے لئے مروج ہیں۔

حقیقتِ تصوّف

حضرت مرتعش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں" تصوّف اچھے اخلاق کا نام ہے"۔ اور اچھے اخلاق تین قسم کے ہیں۔

○ اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانے میں کسی قسم کی ریاکاری اور

marfat.com

دکھلاوا نہ ہو اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے فرائض اور حقوق ادا کئے جائیں۔

○ مخلوقِ خدا سے اچھی طرح پیش آئے۔ بڑوں کی عزت کرے چھوٹوں پر رحم کرے۔ ہر معاملے میں انصاف پسند ہو اور ان معاملات میں کسی قسم کا معاوضہ حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔

○ اپنے آپ کو ہر قسم کی شیطانی اور نفسانی خواہشات اور حرص سے پاک صاف رکھے۔

(کشف المحجوب ترجمہ علامہ ابو الحسنات صہ ۱۳۶)

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے معاصر حضرت ابو العباس احمد بن محمد الادمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"جس نے اپنے اوپر آدابِ شریعت لازم کر لئے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو معرفت کے نور سے منور فرما دے گا اور حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام، افعال اور اخلاق کی پیروی سے کوئی مقام افضل نہیں ہے"۔

(رسالہ قشیریہ طبع مصر صہ ۲۵)

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

marfat.com

"تو اپنے رب کے غیر کا وجود نہ دیکھ، شریعت کی حدود کو لازم پکڑ اور امر و نواہی کی حفاظت کر۔ اگر تیرے اندر شریعت کی حدود میں سے کسی حد میں خلل واقع ہوا تو جان لے کہ تو فتنے میں واقع ہو چکا ہے۔ تو شیطان کا کھلونا بن چکا ہے۔ تو شریعت کو لازم پکڑ لے اور اپنی خواہشات کو ترک کر دے کیونکہ ہر وہ حقیقت باطل ہے جس کے حق میں شریعت گواہی نہ دے۔"

(لواقع الانوار طبع مصر جلد ا صد ۱۳۱)

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

"آدمی کے دائمی نجات حاصل کرنے کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ (۱) علم (۲) عمل (۳) اخلاص۔ علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم وہ ہے جس کا مقصود عمل ہے۔ اسکی تفصیل علم فقہ میں ہے۔ دوسرا علم وہ ہے جس کا مقصد صرف اعتقاد اور دلی یقین ہے۔ اسکی تفصیلات نجات پانے والی جماعت اہلسنت و جماعت کی درست آرا کے مطابق علم کلام (عقائد) میں بیان کی گئی ہیں۔ ان بزرگوں کی پیروی کے بغیر نجات کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اگر بال برابر بھی مخالفت ہو تو خطرہ ہی خطرہ ہے یہ بات صحیح کشف اور صریح الہام کے ساتھ حد یقین تک پہنچ

marfat.com

چکی ہے اس میں غلطی کا احتمال تک نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ علم و عمل شریعت سے خاص ہے اور علم و عمل کی روح یعنی اخلاص کا حاصل کرنا صوفیاء کرام کے راستے کو طے کرنے سے وابستہ ہے جب تک سیر الی اللہ مکمل نہ ہو اور سیر الی اللہ پائی نہ جائے اس وقت تک انسان اخلاص کی حقیقت سے دور ہے"۔

(مکتوبات امام ربانی فارسی دفتر اول حصہ دوم صد ۳۸-۴۱)

حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے۔

" تصوف نام ہے تمام حظوظ نفسانیہ کے ترک کا"

حضرت کتانی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے۔

" تصوف اخلاقِ حسنہ کا نام ہے"۔

مولانا عبدالباری ندوی رحمتہ اللہ علیہ نے تصوف کو فقہ باطن کا نام دیا ہے اور وہ لکھتے ہیں۔

" بہر کیف تصوف نام ہے صفائی باطن مع پابندی شرع کا"۔

مستشرق اے۔ جے۔ آربری اسے آفاقی رویہ قرار دیتے ہیں اور جے سپنسر ٹری منگھم لکھتے ہیں۔

" تصوف اسلام میں اِن رجحانات سے ملتا ہے جن کا مقصد خدا اور انسان کے درمیان براہِ راست رابطہ ہے"۔

marfat.com

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ "فتوح الغیب" میں ارشاد فرماتے ہیں، کہ

"تصوف صرف گفتگو نہیں بلکہ تصوف عمل کا نام ہے۔ محض علم باعثِ وحشت ہو سکتا ہے لیکن عمل اسے راغب کرتا ہے۔"

حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو عمرو دمشقی علیہ الرحمۃ کے اس قول کے ساتھ رقم فرمایا ہے کہ "تصوف دونوں جہانوں کو نقص کی نگاہ سے دیکھنے بلکہ دونوں جہانوں سے آنکھیں بند کر لینے کا نام ہے یعنی کسی نفع لالچ یا خوف کے بجائے صرف رضا کے حصول اور امر کی بجا آوری کے لئے برسرِ پیکار رہو۔"

کسی عربی شاعر نے خوب کہا ہے۔

ان الصفا صفة الصدیق

ان اردت صوفیا علی التحقیق

یعنی اگر تو سچا صوفی بننے کا ارادہ رکھتا ہے تو خوب جان لے باطن کا ستھرا ہونا صدیق کی صفت ہے۔

شریعت اور طریقت

حضرت مجدد الف ثانی

marfat.com

شیخ احمد فاروقی رضی اللہ عنہ شریعت، طریقت اور حقیقت کا باہمی تعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" باطن ظاہر کو مکمل کرنے والا ہے۔ اس میں بال برابر آپس میں مخالفت نہیں ہے مثلاً زبان سے جھوٹ نہ بولنا شریعت ہے اور دل سے جھوٹ کے تصور کی نفی کرنا طریقت اور حقیقت ہے یہ نفی اگر تکلف اور کوشش سے ہے تو یہ طریقت ہے اور تکلف کے بغیر ہے تو یہ حقیقت ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ باطن یعنی طریقت اور حقیقت ظاہر یعنی شریعت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی فارسی دفتر اوّل حصہ دوم ص۳)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ طریقت کو شریعت سے جدا قرار دینے والوں کا شدید محاسبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شرع بڑے بڑے کشف راہبوں جوگیوں، سنیاسیوں کو ہوتے ہیں پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی نار جحیم و عذاب الیم تک پہنچاتے ہیں"۔

شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلتے ہوئے دریا یعنی طریقت

کو ہر آن اس کی احتیاج ہے اس کا تعلق ٹوٹے تو یہی نہیں کہ صرف آئندہ کے لئے مدد موقوف ہو جائے فی الحال جتنا پانی آچکا ہے چند روز تک پینے یا نہانے، کھیتیاں، باغات سینچنے کا کام دے نہیں نہیں۔ منبع سے تعلق ٹوٹتے ہی یہ دریا فوراً فنا ہو جائے گا۔

بوند تو بوند نم کا نام نظر نہ آئے گا نہیں نہیں میں نے غلطی کی کاش اتنا ہی ہوتا کہ دریا سوکھ گیا، پانی معدوم ہوا، باغ سوکھے، کھیت مرجھائے، آدمی پیاسے تڑپ رہے ہیں، ہرگز نہیں بلکہ یہاں اس مبارک منبع سے تعلق چھوٹتے ہی یہ تمام دریا و البحر المسجور (سلگائے ہوئے سمندر) ہو کر شعلہ فشاں آگ ہو جاتا ہے جس کے شعلوں سے کہیں پناہ نہیں پھر وہ شعلے ظاہری آنکھوں سے سوجھتے تو جو تعلق توڑنے والے جلے خاک سیاہ ہوئے تھے اتنے ہی جل کر باقی بچ جاتے کہ ان کا یہ بدانجام دیکھ کر عبرت پاتے مگر نہیں وہ تو نار اللہ الموقدہ التی تطلع علی الافئدۃ ہے۔ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ دلوں پر چڑھتی ہے اندر سے دل جل گئے، ایمان خاک سیاہ ہوا اور ظاہر میں وہی پانی نظر آرہا ہے دیکھنے میں دریا اور باطن میں آگ کا دھرا۔

marfat.com

آہ ۔ آہ ۔ آہ کہ اس پردے نے لاکھوں کو ہلاک کیا۔"

(مقال العرفا طبع کراچی صد ۱۸ ۔ ۱۹)

امام احمد رضا بریلوی ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"شریعت اصل ہے اور طریقت فرع۔ شریعت منبع ہے اور طریقت اس سے نکلا ہوا دریا۔ طریقت کی جدائی شریعت سے محال و دشوار ہے۔ شریعت پر ہی طریقت کا دارومدار ہے۔ شریعت ہی اصل کار محک و معیار ہے۔ شریعت ہی وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ تعالیٰ کی راہ سے دُور پڑے گا۔ طریقت اس راہ کا روشن ٹکڑا ہے اس کا شریعت سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعتِ مطہرہ ہی کے اتباع کا صدقہ ہے جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی اور زندقہ ہے۔"

(مقال العرفا ۴)

امام شعرانی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ

"تصوف چشمۂ شریعت کی ایک نہر کا نام ہے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ جس کا ظاہر شریعت کے مطابق اور باطن آداب

marfat.com

طریقت کے مطابق نہیں وہ ولی نہیں ہو سکتا۔ اس کی کرامت کرامت نہیں استدراج ہے فراڈ ہے"۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ "جس طریقت کو شریعت رد کر دے وہ یقیناً بے دینی ہے"۔

آپ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ اوّل طالب کو چاہئے کہ علم حاصل کرے اس کے بعد فقر کا ارادہ کرے ورنہ جہالت سے اس راہ میں گمراہ ہو جائے گا۔

آپ نے مزید وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اہلِ بدعت فقیر شیطان کا چیلا ہے اور صاحبِ شریعت فقیر اللہ تعالیٰ سے لگا ہے۔ اہلِ بدعت فقیر باؤلے کتے کی طرح ہے ایسے لوگ گو فقیر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن فقیر نہیں بلکہ ٹکڑے کے گداگر ہیں اور نفس کے کتے ہیں جو باطن میں معرفتِ الٰہی سے محروم روزی کے سائل بنتے ہیں

آپ ہی نے ارشاد فرمایا۔

ع علموں باہجھ جو فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہُو

لیکن جب علم سے سینہ پُرنور ہو جائے تو حجابات بھی اُٹھ جاتے ہیں اور انسان کی نگاہیں عرشِ علاء تک برابر دیکھا

marfat.com

کرتی ہیں۔

ان تصریحات سے واضح ہوگیا کہ تصوف کا مقصد صحیح عقائد اور اعمال کے حامل افراد کو اخلاق، اخلاص اور للہیت میں اسلام کے مثالی انسان بنانا ہے۔ ظاہر ہے کہ دین کا معمولی شعور اور درد رکھنے والا کوئی بھی انسان اس مقصد سے اختلاف نہیں کرسکتا۔

نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ تصوف درحقیقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا نام ہے۔ رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی پیروی، شریعت کی پابندی اور دل کی صفائی کا نام تصوف ہے۔

حضرت بایزید بسطامی۔ حضرت جنید بغدادی۔ حضرت شہاب الدین سہروردی۔ حضرت امام شعرانی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم سب کے سب اس امر پر متفق ہیں۔ اب یہ بھی ثابت ہوا کہ شریعت اور طریقت دو راستے نہیں بلکہ ایک ہی دریا کے دو کنارے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں واضح نظر آتی ہیں۔ تاجدارِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں جلوہ فگن ہیں تو شریعت نظر آرہی ہے اگر غارِ حرا

میں تشریف لے جاتے ہیں تو طریقت نظر آتی ہے۔ گویا مسجد نبوی کی جلوتیں شریعت کے انوار سے معمور ہیں اور غارِ حرا کی تنہائیاں طریقت و معرفت کی برکات لٹا رہی ہیں۔ سچ ہے

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ضرورتِ مرشد

اسلام کی فرض عبادات کے علاوہ بھی صوفی ذکر و فکر میں مشغول رہتا ہے۔ وہ تلاوتِ قرآن اور نوافل کو اپنا شعار بنا لیتا ہے اور مختلف اوقات میں مختلف اذکار و اوراد اختیار کرتا ہے جن کے ذریعے سے سلوک کے مراحل طے ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں رہنمائی کا فریضہ مرشد ادا کرتا ہے۔ مرشد سے نسبت اور ارادت کا نام بیعت ہے یہ بیعت کا رشتہ سالک کو مرید اور مرشد کے رشتے میں منسلک کر دیتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صورت کی تبدیلی ممکن نہیں، سیرت و اخلاق کی تبدیلی ممکن ہے۔ اگر اخلاق و کردار اور سیرت میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تھی تو وعظ و نصیحت وغیرہ سب

بے کار ہوتے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا کہ اپنے اخلاق کو اچھا کرو ۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان اپنے اخلاق کو سنوار سکتا ہے اور انسان تو انسان ہے یہ تو جانور میں بھی ممکن ہے ۔ دیکھو کہ باز کیسا پرندہ ہے مگر اس کی وحشت کیسے انس کے ساتھ بدل جاتی ہے ۔ شکاری کُتا کیسا تعلیم سے مؤدب ہو جاتا ہے کہ شکار کو صرف پکڑ لیتا ہے کھانے کی حرص ہرگز نہیں کرتا ۔ گھوڑا سرکش ہوتا ہے لیکن کیسا فرمانبردار بن جاتا ہے ۔ پس اگر یہ اخلاق میں تبدیلی نہیں تو اور کیا ہے ؟ اصل میں بات یہ ہے کہ موجودات میں سے بعض اشیاء تو ایسی ہیں جن کا وجود کامل ہے اور ان میں جس جس بات اور چیز کی ضرورت تھی وہ ہو چکی ۔ اب انسان کے بس اور اختیار میں نہیں کہ اسے بدل سکے جیسے آسمان، ستارے اور ظاہری و باطنی اعضاء وغیرہ اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا وجود ناقص ہے یعنی تکمل نہیں مگر ان میں کامل ہونے کی صلاحیت ہے ۔ اگر وہ شرطیں جو تکمل کرتی ہیں ان میں پائی جائیں تو کمال کے درجے کو پہنچ جائیں اور یہ شرائط کبھی انسان کے اختیار میں ہوتی ہیں مثلاً آم کی گٹھلی نہ تو پھل ہے نہ درخت ہے مگر اس کی پیدائش اس طرح ہے کہ درخت ہو سکتی ہے بشرطیکہ

marfat.com

اس کی خدمت کی جائے اور اگر اس گٹھلی کو صرف پھل بنانا چاہیں تو بغیر درخت کے صرف گٹھلی سے پھل نہیں بنا سکتے کیونکہ اس کی صلاحیت اس میں نہیں ہے ۔ جب گٹھلی انسان کے اختیار سے متاثر ہوتی ہے کہ ایک حال سے دوسرے حال میں بدل جاتی ہے تو انسان کی عادت، مزاج، اخلاق میں تبدیلی ہو جائے تو کیا بعید ہے ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ غصہ، تلخی وغیرہ بالکل ہی ختم ہو جائے مگر ان کو دبا دینا اور محنت و ریاضت سے قابو میں رکھنا ممکن ہے اور اسی کا ہم کو حکم ہے اور اسی محنت پر ہمیں جزا اور رحمت ملتی ہے ۔ کچھ وہ ہستیاں ہیں جنہیں قدرت نے ہر طرح سنوار کر پیدا کیا ہے اور کچھ وہ ہیں جو لوگوں میں مل جل کر رہنے یا سیکھنے اور محنت کرنے سے خود کو سنوارتے ہیں ۔ اخلاق میں خوبی یہ ہو گی کہ نفس میں سے دنیا کی محبت جاتی رہے اور اللہ کی محبت جم جائے ۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے ۔ جو اللہ والے موت کو بُرا سمجھتے ہیں وہ اسی لئے کہ اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے جس قدر زیادہ عمر پائیں گے اسی قدر ثواب بھی زیادہ ہوگا ۔ ایک دن کا بے کار رہنا دوسرے دن کی بے کاری کا باعث ہوتا ہے اور نفس کو سستی اور کاہلی کا عادی بناتا ہے اسی لئے ہر دم نفس کو

marfat.com

کام اور فرمانبرداری میں لگائے رکھنا ہی صحیح ہے۔ ایک بدن کی صحت ہے، ایک نفس کی صحت ہے۔ اگر اعتدال (میانہ روی) نہ رہے تو مرض پیدا ہوگا۔ بدن کی صحت کے لئے غذا اور حرکت صحیح رکھنا ضروری ہے اور نفس کی صحت کے لئے بُری باتوں اور ردی اخلاق سے دور رہنا ضروری ہے۔

بدن شروع میں کامل نہیں ہوتا بلکہ غذا، تربیت اور ورزش سے کامل ہوتا ہے۔ اسی طرح نفس بھی ناقص ہوتا ہے مگر اس میں کمال کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اخلاق کو سنوارا جائے، نصیحت سُنی جائے، برائیوں سے بچا جائے، غلط کاموں سے رُکا جائے۔

ہر چیز کا علاج اسکی ضد سے کیا جاتا ہے۔ گرمی کو ٹھنڈک سے دُور کیا جاتا ہے، بخل کو سخاوت سے، غرور کو عاجزی سے، جہل کو علم سے اور حرص و لالچ کو خواہشات کے روکنے سے دُور کیا جاتا ہے۔ نفس کو سنوارنے کے لئے ضروری ہے کہ ان لوگوں، کاموں اور جگہوں سے دُور رہا جائے جو اخلاق کو بگاڑتے ہیں۔ یہ کام ایک لمحے میں نہیں ہوتے۔ دوا کی مقدار مرض دیکھ کر بتائی جاتی ہے اس لئے دوا خود اختیار نہیں کی جاتی طبیب

marfat.com

سے رہنمائی لی جاتی ہے۔

مرید بھی اسی لئے بنائے جاتے ہیں کہ شیخ (پیر) حال دیکھ کر مجاہدہ (محنت) کروائے اور سنوارے۔ قلب (دل) درست کرتا ہے اور قلبی امراض میں وہ طبیب ہی درستی لا سکتا ہے جو مرض دیکھ سکے۔ انا، شیخی، سرکشی جیسی بیماریاں بغیر ذلت کے دور نہیں ہوتیں۔ غرور وتکبر اور رعونت سب سے زیادہ مہلک (ہلاک کرنے والے) امراض ہیں۔ شیخ پہچان لیتا ہے کہ کس میں کس طرح کا مرض ہے۔ اگر کچھ لوگ بدن کی بناوٹ، لباس کی سجاوٹ وغیرہ کے شدید مریض ہوتے ہیں تو گویا وہ اپنے تن بدن کی پوجا کرتے ہیں اور غیر خدا کی پوجا کرنے سے خدا کی پوجا میں حجاب، رکاوٹ اور دیوار بنتی ہے۔ یہ مرض کس طرح دور کیا جا سکتا ہے؟ یہ مریض خود سے نہیں جانتا۔ کامل طبیب ہی اسے جان سکتا ہے۔ جیسے زیادہ کھانے کا مرض ہو جیسے زیادہ سونے (نیند) کا مرض ہو۔ جیسے زیادہ غصے کا مرض ہو۔ ہر مریض کو اس کی ضد کا رفتہ رفتہ پابند بنایا جائے۔

واضح ہو کہ انسان کا ہر عضو (جسم کا ہر پارٹ) ایک خاص فعل (کام) کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اگر اس پارٹ سے وہ فعل صادر

marfat.com

(ظاہر) نہیں ہوگا تو وہ صحیح نہیں کہلائے گا۔ مثلاً ہاتھ کا مرض یہ ہوگا کہ وہ گرفت نہ کرسکے (پکڑ نہ سکے)۔ آنکھ کا مرض یہ ہو کہ وہ دیکھ نہ سکے یا صحیح دیکھ نہ سکے۔ اسی طرح دل کا مرض یہ ہوگا کہ دل اپنا خاص کام نہ کرسکے۔ دل کا خاص کام یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اس میں ہو۔ وہ اللہ کی معرفت (پہچان) حاصل کرے۔ جو چیز بھی عبادت، معرفت اور محبت الٰہی میں رکاوٹ بنتی ہے وہ دل کو اس کے اصلی کام سے روکتی ہے۔ ایسا دل جو یہ خاص کام انجام نہیں دیتا وہ بیمار ہے۔ اگر چیزوں کی چمک دمک اور لذت (مزے) میں انسان گم ہوجائے تو اس نے ان کے بنانے والے (اللہ) کو نہیں پہچانا۔ یہ چیزیں معرفت کے لئے ہیں اور دل کا یہی کام ہے۔ جب دل نے یہ کام نہیں کیا تو دل میں خرابی آگئی۔ باقی تمام جسم اور اعضاء تو دل کی رعایا ہیں دل بادشاہ ہے۔ جب دل بگڑا تو نہ ہاتھ صحیح کام کریں گے نہ آنکھ نہ کان نہ باقی جسم۔ جب عبادت سے زیادہ دنیا کے مزے پسند آجائیں تو اعضاء سے صحیح کام نہیں لیا گیا جس کام کے لئے یہ اعضاء پیدا ہوئے وہ پورا نہیں ہوا۔

marfat.com

دنیا کی ہر چیز دیکھ کر، جان کر، پا کر ہمیں اللہ سے زیادہ محبت ہونی چاہیئے۔ اس کی پہچان زیادہ ہونی چاہیئے۔ اس کی عبادت زیادہ کرنی چاہیئے۔ جب محبت زیادہ ہوگی تو پہچان بڑھے گی۔ جب پہچان بڑھے گی تو عبادت زیادہ ہوگی۔ شیخ (پیر) کے پاس جاکر یہی سیکھا جاتا ہے۔ وہ قلب ہی کی اصلاح کرتا ہے بشرطیکہ وہ خود مریض قلب نہ ہو۔ کیا دیکھنا ہے، کس طرح دیکھنا ہے۔ کیا سننا ہے، کیا کہنا ہے، کس طرح کہنا ہے، کہاں جانا ہے۔ یہ تمام باتیں شیخ کی پیروی سے آجاتی ہیں۔ جب قلب کی اصلاح ہوجاتی ہے تو اعضاء صحیح کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ نہ زبان غلط کہتی ہے نہ آنکھ غلط دیکھتی ہے نہ کان غلط سنتے ہیں بلکہ غلط خیالوں اور سوچوں سے بھی بچاؤ ہوتا ہے۔ صنعت کی بجائے صانع سے تعلق قائم ہوجاتا ہے۔

شیخ یہ نہیں کہتا کہ دنیا کو ترک کردو بلکہ وہ دنیا برتنے کا صحیح طریقہ سکھا دیتا ہے۔ گرمی کا علاج ٹھنڈک سے ہوگا مگر زیادہ ٹھنڈک بھی نقصان دہ ہوگی۔ کتنی ٹھنڈک چاہیئے! یہی علم اور تربیت ہے جو طبیب سے ملتا ہے۔ بدن کے طبیب اور نفس کے طبیب کے بغیر یہ مرحلے طے نہیں ہوتے۔ اللہ کو جس شخص کی

marfat.com

بھلائی منظور ہوتی ہے وہ اس کی نظر خود اس کے عیبوں کی طرف پھیر دیتا ہے۔ عقلمند وہی ہے جس سے اس کے عیب پوشیدہ نہ رہیں اور عیب معلوم ہو جائیں تو علاج ممکن ہے اور اگر ہمیں خود اپنے عیبوں کا علم نہ ہو تو اس کے سامنے بیٹھا جائے جو نفس کے عیوب معلوم کر سکتا ہو اور وہ سچا شیخ (مرشد) ہوتا ہے اور یہ اللہ کی مہربانی ہوتی ہے کہ وہ سچا مرشد ملا دیتا ہے۔ جسے کامل مرشد کی صحبت نصیب ہو جائے گویا یہ اس کی بخشش کا قدرتی سامان ہے نیز مرشد کو چاہیئے کہ وہ بدعات کو ختم کر کے سنت کو زندہ کرنے کا اہتمام کرے اور اس کے افعال و اقوال لوگوں کے لئے محبت کا درجہ رکھتے ہوں چاہے وہ نوجوان ہی کیوں نہ ہو۔

دس لازمی باتیں

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے راہِ سلوک کے مراتب و مناصب میں اہلِ طریقت و تصوف کے لئے ان دس باتوں کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے۔

(۱) طلبِ حق (۲) تلاش مرشدِ کامل (۳) ادب و لحاظ

marfat.com

(۴) رضا جوئی (۵) محبت فضول کا ترک (۶) تقویٰ

(۷) استقامت شریعت (۸) کم کھانا کم سونا

(۹) لوگوں سے کنارہ کشی (۱۰) صوم وصلوٰۃ کی پابندی

راہِ سلوک کے مقامات

ایک مرتبہ راہِ سلوک کے مسافروں سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا کہ راہِ سلوک کے کل مقامات چودہ ہیں۔

۱۔ توبہ ۲۔ عبادت وریاضت ۳۔ زہد وتقویٰ

۴۔ رضائے الٰہی ۵۔ قناعت ۶۔ مجاہدۂ جہد

۷۔ صدق وصفا ۸۔ تفکر ۹۔ استرشاد

۱۰۔ اصلاح ۱۱۔ اخلاص ۱۲۔ معرفت

۱۳۔ اخلاق ۱۴۔ محبت

اخلاقیات

تصوف میں صوفیاء کے لئے باقاعدہ ایک ضابطۂ اخلاق ہے جس کی پابندی ہر صوفی پر لازم ہے۔ صوفیانہ اخلاقیات کا بنیادی اصول سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے۔ صوفی معمولاتِ زندگی میں سنتِ رسول

marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے۔ وہ نہایت سادہ زندگی اختیار کرتا ہے۔ کم کھاتا ہے کم سوتا ہے کم بولتا ہے۔ حرص وہوا کو چھوڑ کر دنیاوی لذتوں اور نفسانی خواہشات کو ترک کرتا ہے۔ صوفیانہ اخلاقیات کی تفصیل بڑی طویل ہے مگر ہم صرف چیدہ چیدہ اخلاق کا ذکر کریں گے۔

صبر و شکر

قرآن مجید میں ستر سے زیادہ مقامات پر صبر کا ذکر آیا ہے اس لئے صبر کی بڑی فضیلت ہے۔ نفس کی خواہشات ترک کرنے اور عبادات کو اختیار کرنے میں صبر کی ضرورت پڑتی ہے۔ حضرت سہل فرماتے ہیں صبر پاک کرنے والی چیز ہے۔ اس سے اشیاء پاک ہو جاتی ہیں۔ ایک صوفی کا قول ہے "صبر یہ ہے کہ تو صبر کے اندر بھی صبر کرے"۔ صوفی ہر نعمت کو خدا کی طرف سے سمجھتا ہے اور اس کا شکر بجا لاتا ہے۔ وہ مصیبت اور تکلیف میں بھی اس کا شکر ادا کرتا ہے۔

ابو سعید خراز کہتے ہیں "شکر انعام کنندہ کے انعام کا اعتراف کرنا ہے اور اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرنا ہے"۔

rekhta.com

یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں" جب تک تو شکر ادا نہیں کرتا شاکر نہیں کہلا سکتا۔ شکر کی انتہا یہ ہے کہ تو اس کی نعمت کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جائے۔

فقر و زہد

فقر یہ ہے کہ جو کچھ خدا دے اس پر راضی رہے۔ حضرت ثوری فرماتے ہیں: "فقیر کی صفت یہ ہے کہ جب اس کے پاس کچھ نہ ہو تو اسے سکون حاصل ہو اور جب کچھ مل جائے تو خرچ کر دے اور ایثار کر دے"۔

ابنِ جلا کا قول ہے کہ: "فقیر وہ ہے جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور اگر ہو تو اسے خرچ کر دے"۔

صوفی فقر کو شعار بناتا ہے۔ زہد ترک دنیا کا نام ہے۔ یعنی دنیاوی لذتوں سے پرہیز کرنا۔

حضرت سری سقطی کا قول ہے کہ" زہد دنیا کی تمام نفسانی خواہشوں کو ترک کرنے کا نام ہے"۔

حضرت مسروق کا قول ہے کہ

" زاہد وہ ہے جس کا اللہ کے سوا کوئی مسبب، مالک نہ ہو"۔

marfat.com

توکل و رضا

خدا پر بھروسہ رکھنا توکل کہلاتا ہے۔ حضرت ابوعبداللہ قریشی کا قول ہے کہ: "توکل یہ ہے کہ اللہ کے سوا اوروں کے پاس پناہ لینا چھوڑ دیا جائے"۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ: "اللہ کے فیصلوں میں تقدیر کو تسلیم کرنا توکل ہے"۔ صوفی ہر حال میں خدا پر بھروسہ رکھتا ہے۔ وہ متوکل ہوتا ہے۔ خدا جس حال میں رکھے اس حال میں خوش رہتا ہے۔ صوفی راضی برضا ہوتا ہے رویم فرماتے ہیں کہ: "خدا کے حکم کو بخوشی قبول کرنا رضا ہے"۔ حضرت ذوالنون فرماتے ہیں کہ "قضائے الٰہی پر خوش ہونا رضا ہے"۔ بہر حال صوفی راضی برضا اور متوکل ہوتا ہے"۔

خوف و تقویٰ

صوفی خدا سے ڈرتا ہے اور بعض اوقات اللہ کے خوف کی وجہ سے اس پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوعمر دمشقی کا قول ہے کہ: "حقیقت میں وہ شخص خائف ہے جو شیطان سے زیادہ اپنے نفس سے ڈرتا ہے"۔ امام غزالی کے نزدیک خوف کا سبب معرفت ہے۔ سہل فرماتے ہیں کہ: ایمان کا کمال علم ہے اور علم کا کمال خوف سے ہے۔ علم ایمان سے حاصل ہوتا ہے

marfat.com

اور خوف معرفت کا نتیجہ ہے۔ خوف صوفی کی صفت ہے"۔
صوفی متقی ہوتا ہے اور ارشادِ خداوندی ہے کہ: "جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو"۔ محمد بن سبحان کا قول ہے کہ: "ماسواء کا ترک تقویٰ ہے"۔ خدا کے احکامات کو ماننا اور نواہی سے اجتناب کرنا تقویٰ ہے اور میرے خیال میں تقویٰ ہی تصوف کی بنیاد ہے"۔

محبت (عشقِ الٰہی)

خدا سے محبت صوفی کی پہچان ہے۔ سہل فرماتے ہیں کہ اللہ سے محبت ہی زندگی ہے۔ صوفی خدا کی محبت میں غرق رہتا ہے۔ اس میں اس کو سرور ملتا ہے اور وہ خدا کی مخلوق سے بھی محبت کرتا ہے کہ بقول حضرت جنید ؒ "محبت دلوں کا میلان ہے"۔ تصوف میں حضرت رابعہ بصری نے سب سے پہلے حبِ الٰہی کا گیت گایا۔

صوفی ان فضائل کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ ہر لمحہ اپنا محاسبہ کرتا ہے اور گناہ سے توبہ کرتا ہے۔ صوفی ہر قسم کے رزائل سے بچتا ہے۔ امام غزالی نے ان رزائل سے بچنے کے طریقے بیان کئے ہیں۔ غصہ۔ حسد۔ تکبر۔ خود پسندی۔ بخل۔ ریا۔ جاہ وحشمت

اور مال کی محبت ۔ یاوہ گوئی ۔ لعن طعن ۔ جھوٹ ۔ غیبت اور چغلخوری رزائل ہیں ۔ صوفی ان رزائل سے اجتناب کرتا ہے ۔

احوال ومقامات

صوفی سلوک کے مراحل طے کرتے ہوئے کئی کیفیات سے گزرتا ہے ۔ صوفی کی ان کیفیات و واردات کو تصوف کی اصطلاح میں احوال اور مقامات کہتے ہیں ۔ جب صوفی ایک ہی حال میں کافی دیر تک ٹھہرا رہے تو اسے مقام کہتے ہیں ۔ نہیں تو وہ حال ہے ۔ تصوف کا یہ باب بھی بہت وسیع ہے مگر ہم صرف چند ایک معروف احوال ومقامات کا ذکر کریں گے ۔

قبض وبسط

جب روحانی ترقی رک جائے تو قبض کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ۔ ساری روحانی کیفیات کافور ہو جاتی ہیں ۔ اذکار و اوراد بے مزہ اور بے کیف لگتے ہیں اور صوفی سخت پریشان ہوتا ہے ۔ بسط میں یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے اور صوفی انوارِ الٰہی سے فیض یاب ہوتا ہے ۔

صحو وسکر

سکر جذب ومستی کی کیفیت کو کہتے ہیں ۔

marfat.com

اس کیفیت میں صوفی اشیاء میں امتیاز کرنے سے قاصر ہوتا ہے
صحو ہوش میں آنے کو کہتے ہیں۔ سکر کے بعد صوفی ہوش کی طرف مراجعت کرتا ہے اسے صحو کہتے ہیں۔

غیبت و حضور

حق تعالیٰ کی حضوری کو حضور اور مخلوق سے غائب ہونے کو غیبت کہتے ہیں۔

مکاشفہ و مشاہدہ

مکاشفہ اور مشاہدہ میں فرق بہت باریک ہے۔ یہ دونوں اہم صوفیانہ واردات ہیں کیفیاتی اعتبار سے دونوں واردات ایک سی ہیں البتہ درجے کا فرق ہے مکاشفہ مشاہدہ سے پہلے آتا ہے۔ مشاہدہ سے مراد مشاہدہ الٰہی ہے اور اس مشاہدے کے لئے باطن کے حاضر ہونے کو مکاشفہ کہتے ہیں۔

فنا و بقاء

فنا سے مراد یہ ہے کہ صوفی کے لئے دنیا کی تمام لذتیں فنا ہو جائیں اور اسے کسی چیز سے حظ حاصل نہ ہو۔ بعض صوفیاء کے نزدیک فنا سے مراد انسانی اوصاف کا ختم

marfat.com

ہوتا ہے اور ان اوصاف کا لوٹنا بقا کہلاتا ہے۔ جنید بغدادی نے فنا کی تین اقسام بیان کی ہیں۔ پہلی قسم میں صوفی اخلاق اور مزاج کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ دوسری قسم میں نفس کی تمام لذتوں سے ماوراء ہو جاتا ہے اور تیسری قسم میں تجلیاتِ ربانی اس پر اس قدر غالب آجاتی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔

فنا کے بعد بقاء کی منزل ہے۔ جب فنا کے بعد صوفی حالتِ صحو کی طرف لوٹتا ہے تو اس کی فردیت اور مستحکم ہو جاتی ہے اور اس میں صوفی کی بقاء ہے۔ بعض صوفیاء فنا ہی کو مقصود سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک صوفی کے لئے بقاء ممکن نہیں۔ فنا عشقِ الٰہی کی آخری منزل ہے۔ جب صوفی اپنے اوصاف ختم کر دیتا ہے تو یہ فنا ہے۔ جب خدا کی صفات اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے تو یہ بقا ہے۔

مراتب اور درجات

صوفیاء اپنے مراتب کے اعتبار سے مختلف مقامات پر فائز ہوتے ہیں۔ کیفیت کے اعتبار سے اگر ان پر جذب و مستی کی کیفیت طاری ہے تو وہ مجذوب اور قلندر کہلاتے ہیں۔ بلحاظ مراتب بعض صوفیاء اوتار، بعض ابدال بعض قطب اور بعض غوث کے مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ قطب

marfat.com

اور غوث کا مقام سب سے بلند ہے۔ دراصل یہ انسان کامل کے مراتب ہیں۔ کامل بالذات صرف ظہورِ محمدی ہے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانِ کامل ہیں۔ صوفی آپ کی اطاعت واتباع سے انسان کامل کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔

اصطلاحاتِ صوفیاء

رضاء — محبتِ الٰہی میں بڑھنا اور علمِ الٰہی کو کافی جان کر قضاء و قدر پر راضی رہنا۔

وجد — روح کا ذکر کی حلاوت میں اور نفس کا لذتِ طرب میں مشغول ہو جانا۔

رجاء — خدا تعالیٰ کے ساتھ حُسنِ ظن رکھنا مگر طمعِ رحمت کی وجہ سے نہ ہو۔

حیاء — خدا تعالیٰ کے حق میں وہ بات نہ کرنا جو اسکے لائق نہ ہو۔

شُکر — عجز و انکسار سے نعمت خداوندی کا اعتراف کرے اور احسان کا مشاہدہ کرے۔

شُکر — ذکرِ محبوب کے وقت دل میں جوش کا پیدا ہونا۔

محبت — دل کی وہ تشویش جو محبوب کے فراق سے پیدا ہو۔

marfat.com

تجرید —— محبوب کو پاکر استقلال کے ساتھ مقامِ سِر کو غور و فکر سے خالی رکھنا نیز تنزل میں اطمینان کے ساتھ مخلوق کو چھوڑ کر خلوص سے حق کی طرف رجوع کرنا۔

معرفت —— خفایائے مکنونات و شواہدِ حق پر مطلع ہونا اور ہر فانی کی فناء سے علمِ حقیقت کا ادراک کرنا۔

ہمّت —— نفس کو حُبِ دنیا سے اور روح کو تعلق عقبیٰ سے دُور رکھنا۔

حقیقت —— جس کے متضاد اور منافی نہ ہوں یعنی اصل مراد ہے۔ اغیار کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ سے لو لگانا اور سببِ ظاہری کو بھول جانا۔

انابت —— درجات کو چھوڑ کر مقاماتِ اعلیٰ کی طرف ترقی کرنا۔

توبہ —— اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر عنائیت و توجہ ڈالے کہ محبت سے اپنی طرف کھینچ لے۔

صبر —— بلا میں استقلال سے رہنا، اوامر کو بجا لانا اور مناہی سے بچنا۔

صدق —— رویتِ الٰہی کو مدِ نظر رکھ کر امور کو وقوع میں لانا۔

فناء —— سرِ حق کا مشاہدہ کر کے اس کے اشارہ میں فنا ہو جانا۔

maktabah.org

لقاء ــــ سالک کے ساتھ کوئی شئ فانی نہ رہے۔

وفاء ــــ قولاً و فعلاً حقوقِ الٰہی کی رعایت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں کی طرف رجوع کرنا۔

المحدث ــــ جو بعد میں ہو پہلے نہ ہو۔

القدیم ــــ جو موجود ہونے میں سابق اور ہمیشہ سے ہو۔

الازل یا الاوّل ــــ جس کی ابتداء نہ ہو۔

الابد ــــ جس کی انتہا نہ ہو۔

الملک ــــ یہ وہ مدیں کہ طالب کو ان سے چارہ نہیں۔

الخاطر ــــ مرضی کے مطابق حصولِ معنی کا خواستگار ہونا۔

الطوالع ــــ انوارِ معرفت کا دل پر روشن ہونا۔

الطوارق ــــ رات کی مناجات میں بشارت یا زجر کا وارد ہونا۔

اللطیفہ ــــ دقائق حال سے دل پر ستری طور پر دوستی کا اشارہ

الوارد ــــ دل میں معنی کا حلول۔

الانزعاج ــــ حالِ وحدانیت میں تحرک دِل سے بعض الفاظ کا ورد

العالم ــــ اہلِ طریقت کے نزدیک عالمِ ارواح و عالمِ نفوس مراد ہے۔

الوطنات ــــ اسرارِ الٰہی میں سے متوطن ہونا۔

marfat.com

العلائق ـــــ وہ اسباب جن کے تعلق سے طالب مقصودِ اصلی سے رہ جائے۔

الوسائط ـــــ وہ اسباب جن سے طالب مراد کو پہنچے۔

الزوائد ـــــ دل پر انوار کا زیادہ وارد ہونا۔

اللوائح ـــــ مراد کا ثابت ہونا اور اس کی نفی کا ورود۔

اللوامع ـــــ نور کا دل پر ظہور اور اس کے فوائد

الکلیتہ ـــــ اوصافِ آدمیت میں کلیتہً مستغرق ہونا۔

تجرید و تفرید ـــــ حق کو اپنے پاس دیکھنا اور ماسوائے اللہ سے دُور رہنا۔ حق کی خودی میں مل جانا۔

صحو ـــــ ذاتِ احدیت میں غیریت کے ساتھ محو ہو جانا۔

وحدت ـــــ ایک ہو جانا (یعنی وہم غیریت نہ رہے)

تصوف ـــــ باب تفعیل از صوف۔ ص سے صفائی، واؤ سے وفا ف سے فنا مراد ہے۔ نیز ص سے صحو، واؤ سے وحدت ف سے فقر مراد ہے۔

عشقِ الٰہی

ابو محمد حریری :۔ اعلیٰ خلق میں داخل ہونا اور ذلیلِ خلق سے نکلنے کا

maktabah.org

نام تصوف ہے۔

حسین بن منصور: نہ اسے اللہ کے سوا کوئی قبول کرے اور نہ ہی یہ اللہ کے سوا کسی کو قبول کرے۔ آدابِ شریعت کی حفاظت کا نام تصوف ہے۔

حضرت رویم بن احمد بغدادی: تصوف کی بنیادی چیزیں تین ہیں۔

۱۔ اپنے آپ کو سب سے حقیر اور عاجز سمجھنا۔

۲۔ ایثار و سخاوت کا شیوہ کرنا۔

۳۔ خود غرضی اور اپنے اختیارات کو ترک کر دینا۔

معروف کرخی: حق شناسی اور مخلوق سے لاپرواہی۔

جنید بغدادی: خدا تعالیٰ سے گہرا تعلق کہ غیر اللہ کو راہ نہ مل سکے۔

حضرت سمنون: اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے آپ کا کسی کو مالک نہ سمجھے۔

تمام کا خلاصہ یہ ہے کہ عشق الٰہی کا نام تصوف ہے۔

نفی اثبات کا مفہوم

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ایک روز میرے شیخ نے نفی و اثبات کے کلمہ کی بابت کیا خوب فرمایا کہ نفی اپنے کو نہ دیکھنا اور اثبات اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہے کیونکہ خود بین خدا بین

marfat.com

نہیں ہو سکتا۔ پس نفی کی نفی کرنے والا ہونا چاہیئے ورنہ نفی کا کچھ فائدہ نہیں۔ اگر یہ خیال کر لیا کہ ہستی صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہے تو مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ سالک ابتدا میں نابینا ہوتا ہے۔ جب حق کی طرف سے اسے بینائی حاصل ہوتی ہے تو پھر اسے دیکھتا اور سنتا ہے۔ اپنے آپ کو فراموش کر دیتا ہے۔ جب ایسی صورت ہو جائے تو واصل ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتا ہے۔" (اسرار الواصلین صہ ۹۴)

خلاصۂ تصوف

حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بھائی ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ مرتے دم زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو اور حشر کے روز اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات ہو کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندے پر راضی ہو اور بندہ اپنے مولیٰ پر راضی ہو۔ اگر یہ ہو جائے تو تصوف کے جو معنی کرو ٹھیک ہیں۔ اگر یہ نہیں تو کوئی ہزار کرامات دکھائے ان کا کچھ اعتبار نہیں۔

marfat.com

دُنیا کا مفہوم

صوفیاء فرماتے ہیں کہ اگر دنیا دین سے مل جائے تو لازوال دولت ہے۔ قطرے کو ہزار خطرے ہیں لیکن اگر وہ سمندر سے مل جائے تو اس میں روانی و طغیانی سب کچھ آ جاتی ہے اور خطرات سے باہر ہو جاتا ہے۔

دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ محنت سے جوڑنا، مشقت سے اس کی حفاظت کرنا اور حسرت سے چھوڑنا۔ دنیا وہ ہے جو اللہ سے غافل کر دے۔ عاقل عارف کی دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے اس کی دنیا بہت ہی عظیم ہے کیونکہ اس کا کھانا پینا سونا جاگنا بلکہ مرنا جینا دین کے لئے ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہے۔ غافل کی نماز بھی دنیا ہے جو نام و نمود کے لئے کرتا ہے جو زندگی دنیا میں ہو مگر ہو آخرت کے لئے، دنیا کے لئے نہ ہو وہ مبارک ہے۔

جو چیز اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے غافل کر دے وہ دنیا ہے یا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہو وہ دنیا ہے۔ بال بچوں کی پرورش غذا

marfat.com

لباس گھر وغیرہ حاصل کرنا سنتِ انبیاء کرام ہے یہ دنیا نہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم عقل ایمان کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان جان لے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی۔ دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے دنیا میں منہمک نہ ہو۔ دنیا سے بے رغبتی کے تین رکن ہیں۔ محبتِ دنیا سے علیحدگی، زائد دنیا سے پرہیز اور آخرت کی تیاری۔ ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ اس لئے محبت کرتا ہے کہ وہ اللہ کے دشمن سے محبت نہیں کرتا دشمن کا دشمن بھی دوست ہوتا ہے۔

دنیا راہِ آخرت کی منازل میں سے ایک منزل اور حضورِ خداوندی کی جانب گامزن ہونے والے مسافروں کی راہ گزر ہے۔ یہ ایک ایسا بازار ہے جو برسرِ راہ آراستہ کر دیا گیا ہو تاکہ آخرت کے مسافر اس سے اپنا زادِ سفر حاصل کر سکیں۔ دنیا و آخرت دو حالتوں سے عبارت ہیں۔ وہ حالت جو انسان کے قریب تر اور موت سے پہلے ہوتی ہے دنیا ہے اور جو موت کے بعد ہوگی وہ آخرت ہے۔

پس انسان کو دنیا میں حاجت ہے تو صرف دو چیزوں کی۔ اوّل یہ کہ اپنی روح کو ایسے اسباب سے دور رکھے جو اسکی ہلاکت

کا سبب ہوں اور اس کی اصل غذا کے حصول میں کوتاہی نہ کرے۔ روح کی غذا حق تعالیٰ کی معرفت ہے کیونکہ ہر شے کی غذا اس کے طبعی تقاضے کے مطابق ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنے جسم کو ہلاکت سے بچائے۔ جسم کے لئے جو کچھ درکار ہے وہ ہے غذا، لباس اور مکان۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں پھر خواہشات و شہوات کو پیدا کر دیا تاکہ وہ اس کی طبیعت کا تقاضا بن جائیں جسے پورا کرنے کے لئے وہ طعام لباس اور مکان کا بندوبست کرتا رہے اور اپنے جسم کو ہلاکت سے بچائے۔

دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے۔ اس سے بے خبری اور جہالت کا سبب وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دنیا ہاروت و ماروت سے بھی بڑھ کر جادوگر ہے اس سے بچتے رہو اس کے سحر و طلسم کی چند مثالیں مختصر طور پر درج ذیل ہیں۔

(۱) دنیا کا ایک جادو یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہر شخص کے سامنے یوں پیش کرتی ہے کہ گویا وہ اس کی ہے اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گی حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ جس طرح سایہ آہستہ آہستہ چلتا رہتا ہے اور محسوس نہیں ہوتا یا انسان کی عمر بتدریج ہر لمحہ گھٹتی رہتی ہے اسی طرح دنیا بھی رخصت ہوتی جاتی ہے اور انسان

marfat.com

بے خبر ہی رہتا ہے۔

② اس کا دوسرا طلسم یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو آدمی کا بظاہر دوست ظاہر کرتی ہے تاکہ وہ اس پر فریفتہ ہو جائے۔ لیکن اچانک اس کی دشمن بن جاتی ہے۔ اس کی مثال اس فاحشہ عورت کی طرح ہے جو پہلے ناز و ادا سے مردوں کو اپنے دام میں گرفتار کرتی ہے پھر گھر لے جاکر اسے ہلاک کر دیتی ہے۔

③ دنیا کا ایک جادو یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہر کو بنائے سنوارے رکھتی ہے اور اپنے اندر پوشیدہ بلاؤں اور مصیبتوں کو چھپائے رکھتی ہے تاکہ بے خبر اور غافل اس کے ظاہری سنگھار پر ریجھ کر اس کے اسیر ہو جائیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ قیامت کے دن دنیا کو ایسی بدصورت بڑھیا کی صورت میں پیش کیا جائے گا کہ اس کی آنکھیں سبز اور دانت باہر کی جانب نکلے ہوئے ہوں گے اور لوگ دیکھ کر خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہوئے دریافت کریں گے کہ یہ کون ہے؟ جو اس ذلت اور بدصورتی کے ساتھ یہاں چلی آئی ہے۔ انہیں بتایا جائے گا یہ وہی دنیا ہے جس کی خاطر تم ایک دوسرے سے بغض و دشمنی پر کمربستہ رہتے تھے۔ ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے تاکہ اس کے عاشق کہلا سکو۔ پھر اس دنیا کو

marfat.com

جہنم میں لے جاکر اس میں ڈال دیا جائے گا تو وہ کہے گی یاخدا! میرے دوست کہاں ہیں جو میرے ساتھی تھے. تب حکم ہوگا اس کے دوستوں کو بھی اس کے ساتھ جہنم میں ڈال دیا جائے. (خدا کی پناہ)

④ کاروبارِ دنیا بظاہر مختصر معلوم ہوتے ہیں. جب پیش آتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بس اب فراغت ہو جائے گی. لیکن ہوتا یہ ہے کہ ایک کام میں سے کئی کام نکل آتے ہیں اور دنیا کے کاموں کا یہ سلسلہ ختم ہونے ہی میں نہیں آتا. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ: "جس طرح دریا میں گر کر بھیگنے سے بچنا ممکن نہیں اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ کوئی شخص کاروبارِ دنیا میں پڑے اور اس کی آلودگی سے پاک دامن رہ سکے۔"

⑤ دنیا میں آنے والے کی مثال ایسی ہے جو کسی ایسے میزبان کے یہاں مہمان ٹھہرے جس کا دروازہ مہمانوں کے گروہ در گروہ ہجوم کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا ہو اور مہمان خانہ عمدہ کھانوں، قیمتی برتنوں اور دیگر سامانِ آرائش سے بھرا رہتا ہو. عقل مند مہمان تو میزبانی سے فائدہ اٹھا کر شکریہ ادا کرتے ہوئے رخصت ہو جائیں لیکن جو بیوقوف ہو وہ سمجھے کہ تمام سامانِ آرائش بوقتِ رخصت

اسی کے حوالے کر دیا جائے گا۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ تمام چیزیں اس سے جاتے وقت لے لی جاتی ہیں۔ تب وہ نہایت ملول ہوتا ہے اور آہ وزاری کرتا ہے۔

دنیا کی مذمت کے بارے میں قرآن شریف میں آیات اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ اس سلسلے میں چند احادیث درج کی جاتی ہیں تاکہ لوگ ان پر غور کریں اور حُبِ دنیا سے اعراض کریں۔

ایک مرتبہ ایک مردہ بکری کے قریب سے گزرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دیکھو یہ بے چاری کس طرح ذلت وخواری میں پڑی ہے کوئی اسے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا اور قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ یہ دنیا حق تعالیٰ کے نزدیک اس مردہ بکری سے زیادہ ذلیل وخوار ہے اور حق تعالیٰ کے نزدیک اس دنیا کی وقعت ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نصیب ہو سکتا۔"

اور فرمایا: "یہ دنیا اور اس کی ہر چیز قابلِ لعنت ہے سوائے اس کے جو حق تعالیٰ کے لئے ہو۔"

marfat.com

نیز فرمایا: "دنیا ہی تمام گناہوں کا منبع ہے"۔ اور فرمایا: "جو شخص اس دنیا سے دوستی رکھتا ہے وہ گویا آخرت سے دشمنی رکھتا ہے اور آخرت کے لئے اپنا نقصان کرتا ہے اور جو شخص آخرت سے محبت رکھتا ہے اسے دنیاوی نقصان برداشت کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا اور جو چیز باقی رہنے والی نہ ہو اسے چھوڑ کر اس شے کو اپنانے کی کوشش آخر کیوں نہ کی جائے جو باقی رہنے والی ہو۔ پس دنیا کو چھوڑ کر آخرت کو اختیار کرنا ہی بہتر ہے"۔

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے جو کچھ پیدا کیا اس میں ذلیل ترین چیز دنیا ہے۔ اور فرمایا یہ دنیا ہے کیا؟ بس اجڑے ہوئے خانماں برباد لوگوں کی سرائے ہے اور یہ حال ہے بھی تو صرف ان لوگوں کے لئے ہو سکتا ہے جو بالکل ہی تہی دامن اور قلاش ہوں اور اس کے جمع کرنے کی دھن اسی کو ہو سکتی ہے جس میں عقل کا شائبہ تک موجود نہ ہو اور اس کی طلب میں دین سے دشمنی وہی شخص مول لے سکتا ہے جو (عقل کے علاوہ) علم سے یکسر محروم ہو اور اتنی ذلیل چیز کے لئے حسد تو صرف اسی کو ہو سکتا ہے جسے اصولِ شریعت (فقہ) سے کوئی بہرہ نہ ہو اور اس کی تلاش اسی کو ہوتی ہے جس کا یقین (یعنی ایمان) پختہ نہ

ہو اور فرمایا جس پر صبح سویرے آنکھ کھلتے ہی دنیا کی دھن سوار ہو جائے اس کا شمار مردانِ حق میں نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ساری دنیا تجھے ایک ہی بار نہ دکھا ڈالوں۔ یہ کہہ کر میرا ہاتھ پکڑا اور ایک بہت بڑے کوڑے کے انبار پر لے گئے جہاں ہڈیاں، انسانی کھوپڑیاں، چیتھڑے اور غلاظت وغیرہ کے ڈھیر پڑے تھے۔ فرمایا اے ابوہریرہ یہ سر بھی کبھی تمہارے سروں کی طرح حرص و ہوا سے بھرے ہوئے تھے آج بغیر گوشت کے محض ہڈیوں کا مجموعہ ہیں اور یہ جو گندگی کے ڈھیر دیکھ رہے ہو یہ وہ طرح طرح کے کھانے ہیں جن کی فراہمی کے لئے خون پسینہ ایک کر دیا جاتا تھا اور اب نہ صرف دور پھینک دیا گیا ہے بلکہ ان کے قریب تک جانا گوارہ نہیں ہے اور ہر کوئی ان سے دور بھاگتا ہے اور یہ جو چیتھڑے ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہیں یہ عمدہ پوشاکیں زرق برق لباس ہیں جو کبھی فخریہ زیب تن کئے گئے اور یہ (حیوانی) ہڈیاں ان چوپائیوں کی ہیں جنہیں کبھی بطور سواری استعمال کیا جاتا تھا اور جن کی پیٹھ پر بیٹھ کر دنیا جہان کے چکر لگائے جاتے تھے۔ پس یہی ہے تمام دنیا جو تجھے دکھا دی گئی۔

rekhta.org

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سواری جا رہی تھی۔ پرندے، جنات، پریاں اور انسان آپ کے عظیم تخت کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ چلتے چلتے آپ کا گزر ایک اسرائیلی عابد کی طرف سے ہوا۔ اس نے کہا یا ابن داؤد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی عظیم الشان سلطنت عطا فرمائی ہے۔ آپ نے جواب دیا "مومن کے اعمال نامے میں جو ایک تسبیح کی قدر و قیمت ہے وہ اس وسیع و عریض سلطنت کی نہیں ہے جو داؤد کے بیٹے کو حاصل ہے کیونکہ وہ تسبیح باقی رہے گی اور یہ سلطنت باقی نہ رہے گی"۔

دنیا کی محبت سے اعراض کے بارے میں احادیث کی تعداد کثیر ہے لیکن طوالت کے خوف سے انہی پہ اکتفا کیا جاتا ہے۔ یہ جو دنیا کی اس قدر مذمت کی گئی ہے تو اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہئیے کہ دنیا میں جو کچھ ہے سب مذموم ہی ہے کیونکہ دنیا میں ایسی چیزیں بھی موجود ہیں جو دنیا میں ہوتے ہوئے بھی دنیا سے نہیں۔ مثلاً علم اور عمل کہ دنیا میں بیشک ہیں لیکن دنیا سے نہیں اس لئے کہ یہ آخرت میں بھی انسان کے ساتھ جاتے ہیں۔ تاہم یہ فرق دونوں کی رفاقت میں بھی پایا جاتا ہے کہ علم تو بعینہٖ انسان کے ساتھ جاتا ہے لیکن عمل کا اثر اس کے ساتھ رہتا ہے اور جیسا

marfat.com

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دنیا اور دنیا کی ہر چیز قابلِ لعنت ہے سوائے ذکرِ الٰہی کے یا اس چیز کے جو ذکرِ الٰہی میں مددگار ثابت ہو۔"

فقراء کا مقام

فقر کے معنی ہیں خالی ہونا۔ فقیر وہ ہے جو مال سے خالی ہو۔ شریعت میں فقیر وہ ہے جس کے پاس مال کم ہو۔ طریقت میں فقیر وہ ہے جس کا دل تکبر اور غرور سے خالی ہو اور اس میں تواضع، انکسار اور مساکین سے محبت ہو۔ فقر اور صبر اللہ کی رحمت ہے۔ فقرِ محمدی مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ فقیر صابر امیر شاکر سے افضل ہے۔ حضرت ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فقراء کی پانچ خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ فقیر کو ہر عمل کا ثواب مالدار سے زیادہ ملتا ہے اگرچہ عمل دونوں کا یکساں ہو۔

۲۔ فقیر غربت کی وجہ سے اپنی کسی تمنا کو پورا نہیں کر پاتا تو اس پر اس کو اجر ملتا ہے۔

marfat.com

۳۔ فقیر جنت میں مالدار سے پہلے جائے گا۔

۴۔ آخرت میں فقیر کا حساب آسان ہوگا کیونکہ مالی معاملات میں غریب سے حساب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۵۔ قیامت میں مالدار کے مقابلہ میں فقیر کو شرمندگی کم ہوگی۔ آخرت میں ایک مقام انعام کے طور پر اس فقیر کو ملے گا جو صبر کا دامن تھامے رہا۔ غرباء کی قدر و منزلت آخرت میں ہی جا کر معلوم ہوگی۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں اس آیت میں فقیر کی تعریف ملتی ہے"۔ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا کہ تم پر رحم کیا جائے"۔ یہاں اللہ نے فقیر کے حق زکوٰۃ کو اپنے حق نماز کیساتھ بیان فرمایا ہے۔ یہ فقیر کی فضیلت پر واضح دلیل ہے۔ اگرچہ فقراء اور غرباء کی آج قدر و منزلت نہیں مگر روزِ محشر خدا کے ہاں ہوگی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" جو مال دار کی صرف مال کی وجہ سے عزت کرے اور فقیر کو بوجہ غربت حقیر جانے وہ ملعون ہے"۔

marfat.com

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" فخر فقراء میں ہے"۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ" خبردار فقر و فاقہ کی وجہ سے حرام مال کی جانب ہرگز مائل نہ ہونا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے دیکھا ہے یا اللہ مجھے فقیر کی حالت میں موت دینا اور میرا حشر فقیروں کے ساتھ کرنا"۔

مال و دولت کی قدر اللہ کے ہاں کچھ نہیں۔ جو مزا اولیاء اللہ اور خدا کے خاص بندوں (نیک) کو فقر و فاقہ میں آیا وہ دولت کے انبار سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:" زیادہ مال جمع کرنے والے لوگ اللہ کی نظر میں حقیر ہیں ہاں کثرت سے مالی صدقہ کرنے والے اللہ کی نظر میں محبوب ہیں"۔

فقراء کو ہوسِ زر نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی ہے تو صرف اتنی کہ کھا پی سکیں۔ ایسے فقیر جو دولتِ دنیا سے بے نیاز رہتے ہیں قیامت کو اللہ کے ہاں ان کا ایک عظیم مقام ہو گا۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ کا فقر کے

marfat.com

بارے میں ارشاد ہے کہ: "جو مزا میں نے فقر میں دیکھا وہ یہ ہے کہ میرے مراتب میں ترقی ہوئی۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ مقربین کی زیارت ہوئی۔ مجھ پر انوار و تجلیات کا نزول ہوا۔ یہ امور پھر فراغت میں میسر نہ آئے"۔ نیز فرمایا کہ: "فقر و فاقہ بڑی نعمت ہے۔ دنیا سے محبت والوں کی اللہ کے یہاں قدر نہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ والی آخرت کی زندگی کے لئے کچھ کمائیں"۔

عظمتِ صوفیاء

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں بلکہ سیرت و کردار کے زور سے پھیلا ہے۔ کفر کے ظلمت کدے میں اسلام کا نور پھیلانے والے علماء حق، اولیاء کرام اور صوفیاء عظام ہیں۔ ان نفوسِ قدسیہ نے چار دانگِ عالم میں عظمتِ اسلام کے عَلم لہرائے، توحید و رسالت کے پرچم گاڑے اور بھولی بھٹکی انسانیت کو خدائے واحد کے آگے سربسجود کیا۔ یہ وہ مردانِ خدا اور وارثانِ علومِ مصطفیٰ ہیں کہ ان کے آستانے فیوض و برکات کے مراکز اور ستم رسیدہ و

marfat.com

الم دیدہ انسانیت کے لئے سکون، طمانیت اور راحت وعافیت کے منابع ہیں۔ خلقِ خدا ہر طرف سے ان کے حضور باریاب ہونے کے لئے کشاں کشاں چلی آتی ہے۔ جو بادشاہت جسموں پر قائم ہے وہ فانی اور ناپائیدار ہے مگر ان فقیروں کے اقتدار و اختیار کے کیا کہنے ان کا سکہ تو دلوں کی نگری میں چلتا ہے اور ان کی بادشاہت تو روحوں کی دنیا میں قائم ہے۔ وقت کی ہر گردش اور زمانے کا ہر اُلٹ پھیر ان نفوسِ قدسیہ کی حکومت کو مستحکم سے مستحکم کرتا چلا جاتا ہے۔ اولیائے کرام کی عظمتوں اور رفعتوں کے پھریرے شرق وغرب میں لہرا رہے ہیں اور انشاء اللہ لہراتے رہیں گے۔

در اصل اولیاء اللہ کے قلوب نور مشاہدہ جمال باکمال ومکاشفہ جلال لایزال سے منور، روشن اور تاباں ہیں۔ وہ

ع "آتشِ شوق تیز تر گردد" کا مصداق ہیں۔ وہ مشعلِ نور ہیں جو تاریکی وظلمت کو دور کرنے والے ہیں۔ وہ سوز ساز عشق ومحبت، خلوص، اخلاص، صدق وصفا، لطف وعطا، جود وسخا، مہرو وفا، حبّ وولا کا پیکر ہیں۔

خلوص ان کا ہتھیار ہے۔ اخلاق ان کی ڈھال ہے۔ صدق

ان کی تلوار ہے۔ عشق ان کا تیر ہے۔ تحمل ان کا شعار ہے۔
توکل و قناعت ان کی دولت بے شمار ہے۔
وہ ذہنی غلامی سے آزاد ہیں۔ فائدے کی امید اور نقصان کا خوف ان کو محکوم اور غلام نہیں بنا سکتا۔ انہوں نے ایک ایسے قانونِ حیات کی بنیاد ڈالی جس کی رُو سے انسان کا انسان سے خدا کی رضا کے لئے محبت نہ کرنا ایک جرم ہے۔
ان کے قانونِ حیات کے تمام باب اور ہر باب کی تمام دفعات کا مقصد و منشاء ایک ایسے سماج کی تشکیل ہے کہ جس میں روحانی خصوصیات و خوبیوں کو ممتاز و نمایاں درجہ حاصل ہو اور جہاں محبت۔ انسانیت۔ خدمت۔ ہمدردی۔ اخوت۔ مساوات۔ ایثار۔ صدق۔ خلوص۔ بردباری۔ شکر اور تسلیم و رضا کی بالادستی کارفرما نظر آتی ہو۔
بایں وجہ اللہ والوں نے ظاہری و باطنی علوم و فنون کو فروغ بخشا۔ مساجد کی تعمیر۔ مدارس عربیہ اسلامیہ کا قیام خانقاہوں کا اہتمام ان کے کردار کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ لاکھوں افراد نے ان کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ انہوں نے تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ عملِ پیہم، جہدِ مسلسل، سعیٔ متواتر، انسانی

فلاح اور خدمت کا درس دیا۔ لوگوں میں رزقِ حلال کے حصول کا جذبہ بیدار کیا۔ ملتِ اسلامیہ کو افراط و تفریط سے بچاکر اسلامی زندگی کے عناصرِ ترکیبی میں توازن برقرار رکھا کیونکہ خداوندِ ذوالجلال صبر۔ ضبط۔ ایثار۔ تحمل۔ عزم۔ استقلال اور استقامت کے اوصافِ صالحہ کے حاملین کو عزت و عظمت سے سرفراز کرتا ہے۔

الغرض اللہ والوں کے حالاتِ طیبات، خوارق عادات، غرائب، واقعات و حکایات، ترک لذّات، مراقبات و مشاہدات اوراد و وظائف و معمولات، کلماتِ طیبات، تعلیمات، کشف و کرامات، مجاہدات و عبادات و ریاضات، مکشوفات و مقامات کا جاننا پڑھنا سننا، ان کے نقشِ قدم پر چلنا اور ان کے ساتھ محبت کرنا دنیا میں باعثِ رحمت و برکت اور آخرت میں موجبِ نجات ہے۔

گر تو سنگ خارۂ مرمر شوی
چو بصاحبِ دل رسی گوہر شوی

marfat.com

مدرسہ وخانقاہ

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

" عالِم دین وہ ہوتا ہے جو کم از کم ہدایہ و شامی وغیرہ کتب سے اپنی ضرورت کے مسائل اخذ کر سکے"۔ جبکہ آج کے مدعیانِ علم کو صرف قرآن کا ترجمہ بلکہ قرآن ہی صحیح پڑھنا نہیں آتا مگر لقب ہے " جامع المعقول والمنقول" استغفر اللہ

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا کار طفلاں تمام خواہد شد

لہذا فی زمانہ مدعیان علم و فقر پہلے اپنا قبلہ درست کریں بعد ازاں باہم اعتراض و جواب کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے. اب ہم دورِ ماضی کے علماء و صوفیاء کے علم و فقر کے متعلق وضاحت پیش کرتے ہیں جس سے علمیت و ولایت کی لڑائی دور ہو جائے گی اور یہ تنازعہ ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے گا.

دینِ اسلام میں دو چیزوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے.

(۱) علم (۲) عمل

عِلم مدرسہ سے حاصل ہوتا ہے اور اس کا صحیح عملی مظاہرہ خانقاہ میں ہوتا ہے. مدرسہ میں علم پڑھنے کے بعد عمل

marfat.com

کے لئے خانقاہ ناگزیر ہے اور اگر مدرسہ ہی خانقاہ بھی ہو تو سونے پر سہاگہ ہے۔

در کفے جام شریعت در کفے سنداں عشق

ایسے ہی مدرسہ و خانقاہ تھے جن کے پڑھے ہوئے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت سیدنا غوث اعظم، امام اعظم ابوحنیفہ، امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی اور غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی جیسے یکتائے زمانہ باکمال افراد نے زمام ملتِ اسلامیہ کو ہاتھ میں لیا اور ان کا رخ صراطِ مستقیم کی طرف موڑ دیا۔

یاد رہے جو شخص مدرسہ سے فارغ التحصیل ہوتا ہے وہ ایک عالم تو کہلا سکتا ہے مگر فقیر ولی اور صوفی بننے کے لئے کسی خانقاہ کا حاشیہ نشین بننا لازمی ہے۔ یہ بھی پیش نظر رہے کہ خانقاہ میں مدرسہ کی پڑھی ہوئی تھیوری کا پریکٹیکل ہوتا ہے۔ اس لئے تھیوری حاصل کرنے کے لئے مدرسہ میں داخلہ لینا ضروری ہے۔ اگر مدرسہ میں داخلہ لئے بغیر خانقاہ کا مصلیٰ بردار بننے کی کوشش کرے گا تو وہ ٹھوکر کھائے گا۔ جیسے لیبارٹری و تجربہ گاہ میں تھیوری کا صحیح علم اور استعمال نہ ہونے کے سبب

اکثر طلباء دھما کے کر بیٹھتے ہیں اور نقصان اٹھاتے ہیں. کبھی جان جانے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے. پس مدرسہ ابتداء ہے خانقاہ انتہا. مدرسہ شریعت (شروع) ہے خانقاہ طریقت (راستہ). مدرسہ اول ہے خانقاہ آخر. مدرسہ ذریعہ ہے خانقاہ تزکیہ. مدرسہ علمیت ہے خانقاہ تربیت. مدرسہ نظریہ ہے خانقاہ تحریک. مدرسہ عیاں ہے خانقاہ نہاں. مدرسہ ظاہر ہے اور خانقاہ باطن ہے جب کہ حرم ایزدی مقصود و مطلوب مومن ہے. مدرسہ خانقاہ کے بغیر نامکمل ہے اور خانقاہ مدرسہ کے بغیر بے رونق ہے.

جو شخص مدرسہ و خانقاہ دونوں کا فیض پاتا ہے وہ کامل و اکمل ہے. جو صرف خانقاہ یا صرف مدرسہ کا فیض پاتا ہے وہ نامکمل ہے. جو نہ ادھر کا ہے نہ ادھر کا مگر دعویٰ دار بھی — اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے. جو بھی کورا اور دعویٰ بھی کرتا ہے وہ جہل مرکب ہے جیسے آج کل کے بنا دٹی اور نام نہاد علماء و صوفیاء

متاع دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی

یہ کس کافر ادا کا غمزہ خوں ریز ہے ساقی

یا بقول حضرت سعدی: ایں مدعیاں در طلبش بے خبر انند

کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

marfat.com

مآخذ و مراجع

۱۔ قرآن حکیم
۲۔ تفسیر کبیر
۳۔ تفسیر مظہری (اردو)
۴۔ تفسیر معالم التنزیل (تفسیر خازن)
۵۔ تفسیر بیضاوی
۶۔ تفسیر ماجدی
۷۔ تفسیر جلالین
۸۔ تفسیر روح المعانی
۹۔ بخاری شریف
۱۰۔ مسلم شریف
۱۱۔ ترمذی شریف
۱۲۔ ابوداؤد
۱۳۔ مشکوٰۃ شریف
۱۴۔ اشعۃ اللمعات (اردو)
۱۵۔ کنز العمال
۱۶۔ مرقات شرح مشکوٰۃ
۱۷۔ شمائل ترمذی
۱۸۔ جمع الوسائل فی شرح الشمائل
۱۹۔ حقائق عن التصوف
۲۰۔ کتاب اللمع (اردو)
۲۱۔ کتاب التعرفیات
۲۲۔ کشف الظنون
۲۳۔ کشف المحجوب (اردو)
۲۴۔ کشف المحجوب (فارسی)
۲۵۔ فیض الکریم
۲۶۔ رسالہ قشیریہ (اردو)
۲۷۔ فتوح الغیب مع شرح (فارسی)
۲۸۔ عوارف المعارف (اردو)
۲۹۔ نشاۃ التصوف الاسلامی
۳۰۔ طبقاتِ طبری

marfat.com

۳۱۔ المنقذ من الضلال

۳۲۔ رسالۂ قشیریہ بحوالہ تصوفِ اسلام

۳۳۔ نفحات الانس (فارسی)

۳۴۔ حیاتِ صوفیہ تلخیص نفحات الانس (اردو)

۳۵۔ غنیۃ الطالبین

۳۶۔ تاریخ فلاسفۃ الاسلام (اردو)

۳۷۔ تاریخ دعوت وعزیمت

۳۸۔ تاریخ مشائخ چشت

۳۹۔ تاریخ تصوف

۴۰۔ دعوتِ اسلام

۴۱۔ مقدمہ ابنِ خلدون

۴۲۔ آداب المریدین

۴۳۔ ایقاظ الہمم فی شرح الحکم

۴۴۔ قلائد الجواہر (اردو)

۴۵۔ تعرف (اردو)

۴۶۔ التصوف الاسلامی الخالص

۴۷۔ قرآن اور تصوف

۴۸۔ انوارِ اولیاء (کامل)

۴۹۔ ازالۃ الخفاء بحوالہ سید ہجویر

۵۰۔ نسیم یمن فی حالات اویس قرن

۵۱۔ معمولاتِ ابرار

۵۲۔ مرج البحرین

۵۳۔ مافی الاسلام

۵۴۔ مکتوبات صدی

۵۵۔ مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی

۵۶۔ بہجۃ الاسرار

۵۷۔ لطائف اشرفیہ

۵۸۔ قوت القلوب

۵۹۔ فیوضِ یزدانی

۶۰۔ اخبار الاخیار

۶۱۔ شریعت وطریقت

۶۲۔ فتاوٰی رضویہ

marfat.com

۶۳۔ فتاویٰ افریقیہ

۶۴۔ الحاوی للفتاویٰ

۶۵۔ فتاویٰ مہریہ

۶۶۔ نثار خواجہ

۶۷۔ شرح عقائد

۶۸۔ الحدیقۃ الندیہ

۶۹۔ تذکرۃ الاولیاء بحوالہ
تاریخ مشائخ چشت

۷۰۔ فوائد الفواد بحوالہ
تاریخ مشائخ چشت

۷۱۔ مقالات پیر محمد کرم شاہ

۷۲۔ مشاہدۂ حق

۷۳۔ روحانیتِ اسلام

۷۴۔ حضرات القدس (اردو)

۷۵۔ کیمیائے سعادت (اردو)

۷۶۔ الطریقۃ الرفاعیۃ

۷۷۔ مقاصد السالکین (اردو)

۷۸۔ القول الجمیل عربی مع اردو

۷۹۔ روحِ تصوف

۸۰۔ مسلم الثبوت

۸۱۔ احیاء العلوم

۸۲۔ مقالاتِ امام ربانی

۸۳۔ مرآۃ شرح مشکوٰۃ
از مفتی احمد یار خاں نعیمی

۸۴۔ تذکرہ اولیائے پاک و ہند
از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب دہلوی

۸۵۔ فیوضِ سلطانی در ذکر خواجہ
ابوالحسن خرقانی
از مفتی شیر محمد مجددی پاکپتن شریف

۸۶۔ ماہنامہ السعید ملتان
ماہ جون ۱۹۹۶ء

۸۷۔ ماہنامہ ضیائے حرم
لاہور
ماہ جون ۱۹۹۶ء

marfat.com

۸۸۔ ماہنامہ منہاج القرآن لاہور
ماہ جون ۱۹۹۶ء

۸۹۔ ماہنامہ سوئے حجاز لاہور
ماہ دسمبر ۱۹۹۵ء

۹۰۔ ماہنامہ السعید ملتان
ماہ مارچ ۱۹۹۶ء

۹۱۔ ماہنامہ السعید ملتان ماہ مئی ۱۹۹۶ء

۹۲۔ ماہنامہ اخبار جمعیت لاہور
ماہ اپریل ۱۹۹۶ء

۹۳۔ ماہنامہ ضیائے حرم
لاہور
ماہ جولائی ۱۹۹۶ء

۹۴۔ رسالہ المعین ساہیوال
ماہ دسمبر ۱۹۸۴ء

marfat.com

مصنّف کی دیگر ایمان افروز تالیفات

نوید صبح نور

- منا ہج القرب ـــــــــ زیرِ طبع
- رہ نوردِ حقیقت ـــــــــ زیرِ طبع
- سیرت فخرِ بنی آدم علیہ السلام ـــــــــ زیرِ طبع

مقاماتِ تحصیل

- جامعہ محی الاسلام صدیقیہ ۱۲۔ وکٹوریہ روڈ برمنگھم برطانیہ
- دربار عالیہ نیریاں شریف تراڑکھل آزاد کشمیر۔ پاکستان
- جامع مسجد نور ۲۸۔ ایز مور روڈ ریڈ ڈچ۔ برطانیہ

marfat.com

ROOH - UL - ISLAM

AUTHER

SAHIBZADA ZAHEER - UD - DIN
NAQASHBANDI SIDDIQUI

PUBLISHED BY:

ANJUMAN MUHI - UL - ISLAM SIDDIQUIA
12 VICTORIA - ROAD, ASTON BIRMINGHAM
B-6-5 HA-ENGLAND
PHONE : 01215548277